

# حُرمتِ رسول ﷺ

ترجمہ  
السيف المسلمون  
على من سب الرسول ﷺ

تالیف  
الشیخ تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکیؒ

ترجمہ و تلخیص  
مولانا محمود ولی اکرم استوری (فاضل بنوری ٹاؤن کراچی)

مدرس : جامعہ دارالہدیٰ اسلام آباد

عطاء اللہ (کپورنگ و پیشنگ)  
0321-5663906

عبید الرحمن (ڈیر اننگ)  
0308-5191101



دائرو: جامعہ دارالہدیٰ اسلام آباد

0322-5157404

0321-5120048

## انتساب

اس ذات بے نیاز کے نام جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو  
مبعوث فرما کر انسان پر احسان عظیم فرمایا

## اور

اس مقدس ذات کے نام جس کی آمد سے دنیا کی ظلمت روشنی  
میں بدل گئی

## اور

ان شہیدوں کے نام جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر  
ناموس رسالت کی حفاظت کی۔

## فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
18	مسلمان جب آپ ﷺ کو گالی دے تو اسے قتل کرنا واجب ہے	1
18	علماء کے اقوال	2
18	قاضی عیاضؒ	3
18	امام مالک، امام شافعیؒ کا مذہب	4
18	امام ابوحنیفہؒ کا قول	5
18	محمد بن یحیٰیؒ	6
18	ابو سلیمان الخطابیؒ	7
18	اسحاق بن راہویہؒ	8
19	حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت کے دو واقعات	9
20	سوال	10
20	جواب	11
20	حضرت عمرؓ کے دور خلافت کا ایک واقعہ	12
21	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کا ایک واقعہ	13
21	امام شافعیؒ کا قول	14
21	عثمان بنی کنانہؒ	15
21	ابومصعبؒ	16
22	محمد بن یحیٰیؒ	17
22	اصح بن فرجؒ	18

22	عبداللہ بن عبدالحکمؓ	19
22	محمد بن جریر الطبریؓ	20
22	ابن وہبؓ	21
22	قاضی عیاضؓ	22
22	ابوالحسن قاسمی کافٹویؓ	23
23	حبیب بن ربیع القرویؓ	24
23	ابن عتابؓ	25
23	امام احمد بن حنبلؓ	26
23	عبداللہ بن احمدؓ	27
24	ابویعلیٰؓ	28
24	سوال	29
24	جواب	30
25	کتاب اللہ	31
25	آیت نمبر ۱	32
25	آیت نمبر ۲	33
25	آیت نمبر ۳	34
25	آیت نمبر ۴	35
26	سوال	36
26	جواب	37
26	آیت نمبر ۵	38
26	آیت نمبر ۶	39
26	آیت نمبر ۷	40

27	آیت نمبر ۸	41
27	سنت رسول	42
27	حدیث نمبر ۱	43
27	اشکال	44
28	جواب	45
28	تکلیف کی دو قسمیں	46
29	حدیث نمبر ۲	47
29	حدیث نمبر ۳	48
29	ابن ابی سرح	49
32	ابن حنبل	50
33	حدیث نمبر ۴	51
33	حدیث نمبر ۵	52
33	حدیث نمبر ۶	53
34	حدیث نمبر ۷	54
34	حدیث نمبر ۸	55
34	حدیث نمبر ۹	56
34	اجماع/قیاس	57
35	دوسرا مسئلہ	58
35	گلی دینے والے کو حد کی وجہ سے قتل کیا جائیگا یا کھر کی وجہ سے؟	59
36	ارتداد کیا ہے؟	60
36	حد کیا ہے	61
38	ولید بن مسلم	62

38	قاضی حسین الشافعیؒ	63
38	رویائی	64
42	دوسری فصل	65
42	پہلا مسئلہ	66
42	شاتم رسول کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟	67
42	قاسمیؒ	68
42	ابن سحونؒ	69
43	ابن قصارؒ	70
43	قاضی عیاضؒ	71
43	قاضی ابو محمد بن نصرؒ	72
44	قاضی ابوالفضلؒ	73
44	ابو عمران الفاسی	74
46	امام مالک امام شافعیؒ وغیرہ کا مذہب	75
46	امام ابو حنیفہؒ کا قول	76
47	شیخ ابو بکر فارسیؒ	77
49	اگر اسلام کی طرف رجوع کرے تو تین صورتیں ہیں	78
50	یہاں دو مسئلے ہیں	79
51	یہاں دو صورتیں ہیں	80
52	دلائل قرآنی	81
53	اشکال	82
53	جواب	83
55	سوال	84

55	جواب	85
55	سوال	86
55	جواب	87
57	اشکال	88
57	جواب	89
57	اشکال	90
58	جواب	91
59	سوال	92
59	جواب	93
59	سوال	94
59	جواب	95
60	سوال	96
60	جواب	97
60	سوال	98
60	جواب	99
61	سوال	100
61	جواب	101
61	لطیفہ	102
61	فائدہ	103
62	سوال	104
62	جواب	105
63	سوال	106

63	جواب	107
67	اعتراض	108
67	جواب	109
72	دوسری دلیل	110
73	تیسری دلیل	111
73	چوتھی دلیل	112
73	پانچویں دلیل	113
73	چھٹی دلیل	114
73	ساتویں دلیل	115
74	سوال	116
74	جواب	117
74	سوال	118
74	جواب	119
78	تیسری وجہ	120
80	اعتراض	121
80	جواب	123
81	دوسرا مسئلہ	124
81	کیا گالی دینے والے سے توبہ طلب کی جائے گی؟	123
81	قاضی عیاضؒ	124
81	جمہور کا مذہب	125
82	حضرت علیؓ کا قول	126
82	امام ابوحنیفہؒ کا قول	127



82	مرد کو مہلت کے ایام میں ڈرایا جائے گا یا نہیں؟	128
82	امام مالک کا قول	129
82	اصح بن فرج کا قول	130
83	امام مالک شافعی اور امام احمد کا قول	131
84	مرد سے توبہ طلب کرنا واجب ہے یا مستحب	132
84	صحیح تر قول	133
85	حضرت عمرؓ کے دور کا ایک واقعہ	134
85	حضرت عائشہؓ کی روایت	135
85	حضرت جابرؓ کی روایت	136
86	دوسرا قول	137
86	جوابات	138
86	مرد کی مہلت کے بارے میں علماء کے دو قول	139
86	امام ابوحنیفہ کا قول	140
86	دوسرا قول	141
87	مرد کے ساتھ سلوک	142
87	مرد سے مناظرہ کیا جائے گا یا نہیں؟	143
87	پہلا قول	144
88	دوسرا قول	145
88	توبہ طلب نہ کرنے کے بارے میں معاذ بن جبلؓ کی حدیث سے استدلال	146
89	امام شافعی کا قول قدیم و جدید	147
89	امام شافعی کے مذہب کا خلاصہ	148
89	آیا مرد سے فی الحال توبہ کرانا واجب ہے؟	149

90	وہ مرتد جو آپ ﷺ کو گالی بھی دے	150
90	سوال	151
90	جواب	152
93	چوتھی فصل	153
93	آپ ﷺ کے گالی دینے والے ذمی کے قتل پر چودہ لاکھ	154
93	پہلی دلیل	155
93	دوسری دلیل	156
93	تیسری دلیل	157
94	چوتھی دلیل	158
97	پانچویں دلیل	159
99	آپ ﷺ کے ہجرت کے وقت مہاجرین و انصار کے درمیان کیا ہوا معاہدہ	160
101	سوال	161
101	جواب	162
102	چھٹی دلیل	163
103	سوال	164
103	جواب	165
104	ساتویں دلیل	166
107	سوال	167
108	جواب	168
108	آٹھویں دلیل	169
109	نویں دلیل	170
110	دسویں دلیل	171

110	گیارہوں دلیل	172
112	بارہویں دلیل	173
112	چودھویں دلیل	174
116	دو تئیبہات	175
119	پانچویں فصل	176
119	گالی دینے والا ذمی جب تک کفر پر قائم ہو تو توبہ قبول نہیں	177
122	دو قسمیں	178
125	چھٹی فصل	179
125	وہ گستاخ رسول جو اسلام قبول کر لے	180

## پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة

على سيد الانبياء والمرسلين.

مسلمان کے قلب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہے؟ مومن کا رشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کن نزاکتوں کے پر مشتمل ہے؟ اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ عملی کوتاہیوں میں آخری حد کو پہنچنے والے مسلمان کا مشام جاں بھی آہی کے نام سے معطر ہے۔ قلوب اسی پاک نام سے سہارا پکڑتے ہیں۔ لغزشوں گناہوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں رحمت کی کرنیں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے پھوٹی ہیں۔ دنیا جب سے وجود میں آئی ہے اور جب تک رہے گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام ہے۔

علامہ جامی نے فرمایا تھا۔

نسخہ کونین رادیا چہ اوست جملہ عالم بندگان وخواجه اوست  
ترجمہ: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب دو جہاں کا دیباچہ ہیں آقا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باقی  
ساری دنیا غلام کا درجہ رکھتی ہے۔“

مشرق و مغرب کی درس گاہوں سے سیراب ہونے والے عظیم فلسفی لیکن عاشق نکتہ داں اقبال  
کا کلام بھی عجیب سوز و گداز پیدا کر دیتا ہے پتہ نہیں کس کیفیت میں انہوں نے یہ اشعار کہے تھے۔  
توغنی ازہر دو عالم من فقیر روز محشر عذرہائے من پذیر  
گرتومی بنی حسابم ناگریز از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر  
ترجمہ: ”اے باری تعالیٰ تیری ذات اقدس دونوں جہانوں سے غنی ہے اور میں ایک فقیر  
ہوں حشر کے دن میری معافی قبول فرما لینا۔ لیکن حساب ناگریز بھی ہو تو نگاہ محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم سے پوشیدہ رکھنا۔“

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ دین کی عمارت کی اساس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ عقیدت و محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین  
ترجمہ: ”تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے  
والدین اور اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔“

لیکن کیا کیجئے کہ تہذیب کا جھوٹا لباس پہننے والے اور نفرت کے کڑوے کیلے کلے پڑھکر  
الحاد کی گود میں پرورش پانے والے ”معتدل دانشور“ مسلمان سے اس کی یہی متاع عزیز چھیننا  
چاہتے ہیں۔ کبھی کارٹون نما خاکوں سے مسلمانوں کی عقیدت کا امتحان لیا جاتا ہے تو کبھی  
”Fasebook“ پر اپنے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھایا جاتا ہے تو کبھی توہین رسالت ﷺ ایکٹ  
پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں تو کبھی یہ غوغا کیا جاتا ہے کہ ”اظہار رائے کی آزادی ہونی چاہیے۔“ کیا  
اظہار رائے کی آزادی کسی کی دل آزاری کا نام ہے؟۔ مادر پدر آزاد معاشرے میں زندگی گزارنے  
والوں کے ڈھب الگ ہیں۔ وہ اللہ کی پاک مخلوق انبیاء علیہم السلام کو بھی فکری غلامتوں سے لتھڑے  
ہوئے ذہنوں سے پرکھتے ہیں۔ قاتلین انبیاء سے عصمت انبیاء کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

لیکن حیرت ہے ان نام نہاد دانشوروں پر جو فکری تماشے لگا کر اپنے الفاظ کا کرتب  
دکھاتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ مسلمان کے دل میں  
کیا ہے۔ مسلمان کے دل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو نہیں نکالا جاسکتا ہے لیکن  
اعتدال و رواداری کا مصنوعی ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی گود میں بیٹھ کر مسلمان رشدی، تسلیمہ نسرین،  
عبدالجلیل عیسیٰ اور سعید حبیب جیسے بخت کے مارے ہوئے چہرے وقفہ وقفہ سے مسلمانوں  
کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

شریعت کی روشنی میں ان کا حکم کیا ہے؟ اس موضوع پر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کی  
کتاب ”الصارم المسلمون علی شاتم الرسول ﷺ“ بڑی عمدہ تصنیف ہے اس کتاب میں شیخ الاسلام  
نے عصمت رسول ﷺ کے مسئلے پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ اور گستاخ رسول ﷺ کی  
سزا کو قرآن و سنت اور ائمہ مجتہدین کے اقوال سے ثابت کیا ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے عالم  
علامہ تقی الدین السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ ابن تیمیہ کی کتاب کو بنیاد بنا کر ”السیف المسلمون علی  
من سب الرسول ﷺ“ لکھی جو اپنی افادیت اور موضوع کے احاطے کے اعتبار سے بے مثال

کتاب ہے۔ یہ کتاب چونکہ عربی میں تھی عامہ الناس کے لئے اس سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ تھا اس لئے بعض رفقاء کا اصرار ہوا کہ جس قدر جلدی ہو سکے اس کتاب کا ترجمہ کیا جائے۔ تحریر کے فن سے کبھی مناسبت نہیں رہی۔ لیکن موضوع کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اللہ کی مدد اور توفیق سے چند دوستوں کے ساتھ اس کام کو شروع کیا تو بجز اللہ کچھ ہی عرصے میں ایک حصہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

تاہم میری تمام قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی ہو تو مجھے مطلع فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اس کو لوگوں کے لئے نافع بنائے۔ ہمارے لئے آپ ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے پہلے چند امور کو ملحوظ رکھا جائے تو اس کتاب سے استفادہ میں آسانی ہوگی۔

- (۱) یہ ترجمہ کتاب کے ایک حصہ کا ہے جبکہ باقی حصہ پر کام ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ جلد منظر عام پر آجائے گا۔
  - (۲) ترجمہ کرتے وقت حتی الامکان بامحاورہ، مفہوم کی ادائیگی کو ضروری سمجھا گیا ہے۔ جہاں کہیں منطقی مباحث تھیں وہاں عبارت کی تلخیص کی گئی ہے تاکہ علمۃ الناس کو مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔
  - (۳) عربی اصطلاحات جو کثرت کے ساتھ کتاب میں استعمال ہوئی ہیں کتاب کے شروع میں ان کی وضاحت کر دی گئی ہے۔
  - (۴) جو قول جس امام کی طرف منسوب تھا اس کو نام دے کر عنوان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔
- آخر میں خصوصی طور پر شکر یہ ادا کروں گا ان تمام رفقاء کا جو دامے، درمے، قدمے، سخنے۔ میرے معاون رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

محمد ولی اکرم استوری

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

مدرس جامعہ دارالہدیٰ اسلام آباد

## بنیادی اصطلاحات

**ذمی**: وہ کافر جو اسلامی ملک میں جزیہ (ٹیکس) دیکر اسلامی قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے رہتا ہو۔

**معاهد**: وہ کافر جو مسلمان ملک میں معاہدے کے تحت رہ رہا ہو۔

**غادر**: خیانت کرنے والا۔ یہاں اس سے مراد وہ معاہد یا ذمی ہے جو اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کرے۔

**جزیہ**: زمین وغیرہ کا محصول جو ذمی سے لیا جاتا ہے۔

**شاقم**: گالی دینے والا، یہاں اس سے مراد وہ آدمی ہے جو آپ ﷺ کو گالی دے۔  
**سب**: گالی، شتم۔

**زندیق**: وہ آدمی جو ظاہراً مسلمان ہو لیکن دل میں کافر ہو۔

**حد**: ایسی خاص سزا جو شریعت نے مختلف جرائم پر لازم کی ہیں، مثلاً تہمت لگانے والے کی حد ۸۰ کوڑے ہیں۔

**تنقیص**: توہین کرنا۔

**ارتداد**: مسلمان جب کافر ہو جائے تو اس کی اس حالت کو ارتداد کہتے ہیں۔

**فداء**: کسی قیدی کو مال کے ذریعہ چھڑانا۔

**واقعہ افک**: جھوٹا واقعہ، اس سے مراد وہ واقعہ ہے جس میں منافقین حضرت عائشہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی تھی جس کا تذکرہ سورہ مومنوں میں ہے۔

**فادف**: تہمت لگانے والا۔

**قذف**: تہمت

## باب اول

مسلمان جب نبی کریم ﷺ کی توہین کرے تو اس کا حکم کیا ہے؟

اس مسئلہ میں دو فصل ہیں:

- (۱) جب توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔
- (۲) اس کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں؟ اس سے توبہ کروائی جائے گی یا نہیں؟



## فصل اول

جب توبہ نہ کرے تو اس کے قتل کا حکم متفق علیہ ہے۔

اس عنوان کے تحت دو مسئلے ہیں:

- (۱) اس مسئلہ میں علماء کا کلام اور ان کے دلائل
- (۲) اس کو کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یا حد اور کفر دونوں کی وجہ سے قتل کیا جائے گا

## پہلہ مسئلہ

مسلمان اگر آپ ﷺ کو گالی دے تو اسے قتل کرنا واجب ہے۔

## علماء کے اقوال:

(۱) قاضی عیاضؒ

فرماتے ہیں امت کا اجماع ہے اس مسلمان آدمی کے قتل کے بارے میں جو آپ ﷺ کی توہین کرے اور گالی دے۔

(۲) امام مالک، امام شافعیؒ کا مذهب۔

ابوبکر منذر فرماتے ہیں تمام اہل علم کا اجماع ہے اس آدمی کے قتل پر جو آپ ﷺ کو گالی دے۔ ان علماء میں مالک بن انسؒ، لیثؒ، احمدؒ اور اسحاق بھی ہیں۔ اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

## امام ابوحنیفہؒ کا قول

(۳) قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں اسی طرح کا قول امام ابوحنیفہؒ اور اس کے ساتھیوں، ثوری، اہل کوفہ اور امام اوزاعیؒ کا ہے مسلمان شاتم کے بارے میں۔

(۴) محمد بن سحنونؒ

فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کو گالی دے اور آپ ﷺ کی تنقیص کرے علماء نے اس کے کفر پر اجماع کیا ہے۔ اس پر اللہ کے عذاب کی وعید آئی ہے۔ اور امت محمدیہ ﷺ کے ہاں اس کا حکم قتل ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب پر شک کرے وہ کافر ہے۔

(۵) ابوسلیمان الخطابیؒ

فرماتے ہیں میرے علم میں کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جس نے اختلاف کیا ہو اس آدمی کے قتل کے بارے میں جو آپ ﷺ کو گالی دے اور وہ مسلمان ہو۔

(۶) اسحاق بن راہویہؒ

جو بڑے علماء میں ہیں فرماتے ہیں مسلمانوں کا اجماع ہے (اس شخص کے بارے میں)

جو اللہ یا اس کے رسول ﷺ کو گالی دے یا قرآن کا کوئی حصہ دھتکارے (انکار کرے) یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو قتل کر دے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہے۔ اگرچہ اللہ کی نازل کردہ تمام کتب کا اقرار کرے۔ یہ تمام دلائل نقلیہ منطوق ہیں اجماع کی وجہ سے اور ابن حزم ظاہری نے شاتم رسول ﷺ کے کفر کے بارے میں جو اختلاف کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ علماء میں سے کسے کے ہاں بھی یہ اختلاف معروف (مشہور) نہیں۔ اور جس نے بھی صحابہ کرام کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے۔ اس پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ صحابہ کرام نے اجماع کیا ہے آپ ﷺ کو گالی دینے والے شخص کے کفر اور قتل پر کیونکہ صحابہ کرام کے مختلف دور کے فیصلوں سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

### حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلافت کا ایک واقعہ

امام ابو داؤد اور امام نسائی نے ابو بزرہؓ سے نقل کیا ہے حضرت ابو بزرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی پر حضرت ابوبکرؓ غصہ ہوئے اور بہت ہی زیادہ غصہ ہوئے (ایک روایت میں ہے کہ وہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی تھا۔) جس پر میں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول ﷺ مجھے اجازت دیدیں تاکہ میں اس کی گردن ماروں ابو بزرہؓ فرماتے ہیں میری اس بات نے حضرت کے غصہ کو دور کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اس مجلس سے کھڑے ہوئے اور گھر میں داخل ہوئے پھر میری طرف قاصد بھیجا اور بلایا جب میں گیا تو فرمانے لگے ابھی ابھی آپ نے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا میں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیدیں تاکہ میں اس کی گردن ماروں آپ نے فرمایا کیا آپ ایسا ہی کرتے اگر میں اجازت دیتا؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمانے لگے نہیں۔ اللہ کی قسم محمد ﷺ کے بعد کسی بشر کو یہ درجہ حاصل نہیں۔ پس حضرت ابوبکرؓ کی یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اس آدمی کی سزا قتل ہی ہے جو آپ ﷺ کو غصہ دلائے بخلاف دوسرے کسی انسان کے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گالی سے غصہ آتا ہے۔

### حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور کا ایک دوسرا واقعہ:

سیف (ابو عمر التیمی) اور امام طبری جو تاریخ کے مشہور امام ہیں فرماتے ہیں کہ مہاجر بن امیہ

(جو ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے بھائی ہیں) یمامہ یا اس کے اطراف کا گورنر تھا ان کے پاس دو عورتیں لائی گئیں جن میں سے ایک کا جرم یہ تھا کہ اس نے آپ ﷺ کی ہجو کرتی ہوئی گانا گایا تھا مہاجر بن امیہ نے اس جرم کے بدلے میں اس کا ایک ہاتھ کاٹا اور اسکے اگلے دانت اٹھیر دیئے۔ دوسری عورت نے مسلمانوں کی ہجو کرتے ہوئے گانا گایا تھا تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا اور اس کے دانت اٹھیر دیئے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کا علم ہوا تو مہاجر بن امیہ کی طرف یہ خط لکھا! مجھے وہ خبر پہنچی ہے جس نے تجھے خوش کر دیا ہے اس عورت کے متعلق جس نے آپ ﷺ کے جہو کے ساتھ گایا تھا۔ اگر آپ مجھ سے پہلے اس عورت کو سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں اس عورت کے قتل کا حکم دیتا۔ اسلئے کہ انبیاء کی حد عام حدود کے مشابہہ نہیں۔ پس جس نے بھی اس طرح کی حرکت کی اگر وہ مسلمان ہو تو مرتد ہے۔ اگر معاہدہ ہے تو وہ محارب اور غادر (دھوکہ باز) شمار ہوگا۔ (معاہدہ وغیر مسلم ہے جو دارالاسلام میں اسلامی قوانین کا پابند ہو کر رہتا ہو۔) (مترجم)

**سوال:** حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مہاجر بن امیہ کو خط میں اس عورت کے قتل کا حکم کیوں نہ دیا؟

**جواب:** حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قتل کا حکم اسلئے نہ دیا ہو کہ شاید اس عورت نے اسلام قبول کر لیا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ مہاجر بن امیہ کا فیصلہ اجتہادی تھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ دو حد (یعنی دوسزائیں) جمع ہو جائیں۔

**حضرت عمرؓ کے خلافت کا ایک واقعہ:**

حضرت عمرؓ سے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے آپ ﷺ کو گالی دی تھی تو حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا پھر فرمایا جو شخص اللہ یا اس کے رسول ﷺ کو گالی دے اسے قتل کر دو۔ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا جس مسلمان نے اللہ یا اس کے کسی نبی کو گالی دی تو اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور اس کی وجہ سے مرتد ہوا۔ لہذا اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔ اگر اس نے اپنی بات سے رجوع اور توبہ کر لیا تو بہتر ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور اگر کافر جو معاہدہ کے تحت دارالاسلام (یعنی اسلامی مملکت) میں رہ رہا ہے اس نے اللہ یا کسی نبی کو گالی دی یا برا بھلا کہا تو اس کے ساتھ طے شدہ معاہدہ ٹوٹ جائے گا پس اسے قتل کر دو۔

## حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک واقعہ:

خلیفہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو گالی دی عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ اس کو قتل نہ کیا جائے مگر اس کو جس نے اللہ کے رسول ﷺ کو گالی دی۔ اس قسم کی متعدد روایات ہیں جن کو ذکر کرنے کی چنداں حاجت نہیں جبکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہوا ہے۔

## امام شافعی کا قول:

اسی طرح امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ آپ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کسی آیت کا مذاق اڑاتا ہو۔ آپ نے فرمایا وہ کافر ہے اور بطور دلیل اس آیت کی تلاوت فرمائی ”قل ابا للہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزؤن لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم“ (توبہ ۶۵، ۶۶)

**ترجمہ:** اے محمد ﷺ کہہ دیجئے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہو تم بہانہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو ایمان لانے کے بعد۔

## عثمان بن کنانہ:

مبسوط میں عثمان بن کنانہ کے حوالے سے یہ بات مذکور ہے کہ مسلمانوں میں سے جس نے آپ ﷺ کو گالی دی تو اسے قتل کیا جائے۔ یا اس کو زندہ سولی دی جائے۔ اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی بلکہ امام کو اختیار ہے اسے قتل کرے یا پھر سولی دے۔

## ابومصعب:

ابومصعب (ابومصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث) اور ابن ابی اویس (عبداللہ بن ابی اویس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی۔ یا آپ ﷺ کی عیب جوئی کی۔ یا آپ ﷺ کی تنقیص کی تو اسے قتل کیا جائے گا۔ چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ ہوگا۔

### محمد بن سحنون:

محمد بن سحنون نے اپنی کتاب میں لکھا ہے ہمیں امام مالک کے ساتھیوں نے یہ خبر دی ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو یا کسی اور نبی کو گالی دی۔ مسلمان ہو یا کافر۔ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ نہ کرائی جائے۔

### اصبغ بن فرج:

اصبغ بن الفرغ فرماتے ہیں اسے قتل کیا جائے ہر حال میں چاہے وہ گالی چھپائے۔ یا ظاہر کرے اور اس سے توبہ نہ کرائی جائے اس لئے کہ اس کی توبہ معروف نہیں۔

### عبدالله بن عبدالحکم:

عبدالله بن عبدالحکم فرماتے ہیں جس نے آپ ﷺ کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائے۔ اور اس سے توبہ نہ کرائی جائے۔

### محمد بن جریر الطبری:

محمد بن جریر الطبری نے بھی اٹھب بن مالک سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

### ابن وہب:

ابن وہب نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کہا کہ نبی کی چادر (ایک روایت میں قمیص) میلی ہے اور اس سے اس کا ارادہ عیب جوئی کا ہو تو اسے قتل کیا جائے۔

### قاضی عیاض:

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہمارے بعض علما نے کہا ہے کہ علماء کرام کا اجماع ہے اس آدمی کے قتل پر جس نے کسی نبی کیلئے ہلاکت کی یا کسی ناپسندیدہ کلمات سے بددعا کی تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی۔

### ابوالحسن قابسی کا فتویٰ:

ابوالحسن القابسی نے فتویٰ دیا تھا اس آدمی کے قتل پر جس نے آپ ﷺ کو ابوطالب کے یتیم سے پکارا تھا۔ فقہاء اندلس نے ابن حاتم اور مناظرے میں اس کے معاونین کے قتل کا فتویٰ

دیا تھا۔ جس نے آپ ﷺ کی شان میں تخفیف کرتے ہوئے اپنے مناظرے کے دوران آپ ﷺ کو یتیم کہا تھا۔ اور یہ گمان کیا تھا (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کا زہد و قناعت غیر اختیاری تھا۔ اور اگر آپ مال کی فراوانی پاتے تو ضرور اسے استعمال کرتے اور کھاتے۔

### حبیب بن ربیع القرویؓ:

حبیب بن ربیع القروی فرماتے ہیں جس آدمی نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا کہ آپ میں کمی تھی تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی۔ یہی مذہب امام مالکؒ اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔

### ابن عتابؓ:

ابن عتابؓ فرماتے ہیں جس نے آپ ﷺ کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا۔ یا آپ ﷺ کی اشارہ یا صراحتہ تنقیص کی اگرچہ معمولی سا کیوں نہ ہو۔ تو اسے قتل کرنا واجب ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اسی بات کے متقاضی ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اسی طرح کے قتل کا حکم اس آدمی کا ہے۔ جو آپ ﷺ کی عیب جوئی کرے یا عار دلائے۔ یہ کہہ کر آپ نے بکریاں چرائی ہیں۔ یا آپ سے بھول چوک ہوئی ہے۔ یا آپ پر جادو کیا گیا تھا۔ یا آپ کو زخم لگا تھا۔ یا آپ کے ساتھیوں کو زخم لگا تھا۔ یا آپ پر دشمن سخت تھے۔ یا آپ عورتوں کی طرف مائل تھے۔ (نعوذ باللہ)

### امام احمد بن حنبلؓ:

امام احمد بن حنبلؓ فرماتے ہیں جس نے آپ ﷺ کو گالی دی تو اسے قتل کیا جائے اس لئے کہ گالی کی وجہ سے وہ مرتد ہوا ہے۔ کیونکہ مسلمان آپ ﷺ کو کبھی گالی نہیں دے سکتا۔ ایک اور روایت میں فرماتے ہیں جس نے بھی آپ ﷺ کو گالی دی۔ یا آپ کی تنقیص کی۔ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائے۔ اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے۔

### عبدالله بن احمدؓ:

عبدالله بن احمد فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے

آپ ﷺ کو گالی دی کیا اس سے توبہ کرایا جائیگا یا نہیں؟ فرمانے لگے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی۔ کیونکہ خالد بن ولیدؓ نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا تھا جس نے آپ ﷺ کو گالی دی تھی اور توبہ نہیں کروائی تھی۔

امام احمدؒ کے ساتھیوں نے بھی اسی طرح کا قول کیا ہے کہ جس نے اللہ کو گالی دی مذاقادی ہو یا قصد آدمی ہو اور دلیل میں وہی آیت پیش کی ہے جس کو امام شافعیؒ نے بطور دلیل پیش کی تھی۔

### ابویعلیٰؒ:

ابویعلیٰؒ حنابلہ کے بڑے ائمہ میں سے ہیں فرماتے ہیں جس نے اللہ یا آپ ﷺ کو گالی دی تو اس نے کفر کیا۔ چاہے گالی دینے کو حلال سمجھے یا حرام۔ پھر اگر وہ کہتا ہے میں گالی کو حلال نہیں سمجھ رہا تھا تو اس کی یہ بات قبول نہیں کی جائے گی۔ اور وہ مرتد شمار ہوگا۔

**سوال:** یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قاتل قتل میں، چور چوری میں، شرابی شراب پینے میں یہ کہے کہ میں ان افعال کو حلال نہیں سمجھ رہا تھا تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ اور اس کی بات کی تصدیق کی جاتی ہے تو یہاں شاتم کی بات قبول کیوں نہیں کی جاتی؟

**جواب:** دونوں مسکلوں میں فرق ہے۔ ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کر سکتے۔ اسلئے کہ مذکورہ افعال کو حرام سمجھتے ہوئے بطور لذت کے کئے جاتے ہیں۔ اور گالی دینے میں تو کوئی لذت نہیں۔ تو گالی دینے کو حرام سمجھتے ہوئے گالی دینے کا کیا مطلب؟ اسلئے یہاں اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔

ابویعلیٰؒ فرماتے ہیں ہم اس پر ظاہراً کفر کا حکم لگائیں گے۔ باقی رہا باطن کا مسئلہ اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ جیسے زندیق۔

ابویعلیٰؒ نے بعض فقہاء کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اگر وہ گالی دینے کو جائز سمجھتا تھا تو کافر ہوگا۔ ورنہ فاسق ہوگا نہ کہ کافر۔ جیسا کہ صحابہ کرام کو گالی دینے والا۔ ابویعلیٰؒ کی یہ روایت بعینہ اس روایت کی طرح ہے جسے فقہاء عراق نے نقل کی ہے کہ ہارون الرشید نے اس آدمی کے بارے میں جو آپ ﷺ کو گالی دے کوڑے لگانے کا حکم دیا تھا۔ اور اس فتویٰ پر امام مالکؒ نے نکیر فرمائی اور اس کو رد کر دیا۔ (نیز) ابویعلیٰؒ کی روایت بعینہ اس روایت کی طرح ہے



جس کو ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔

قاضی عیاض نے فقہاء عراق کی یہ روایت اور ابن حزم کا جمہور علماء کے ساتھ اختلاف کو رد کرنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ کہ یہ حضرات علم میں مشہور نہیں تھے۔ اور ان کے فتویٰ معتمد فیہ نہیں تھے۔ اس لئے کہ یہ خواہشات نفس کے پیروکار تھے۔ یا یہ فتویٰ اس گالی پر تھا جس کے گالی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو۔ یا یہ فتویٰ اس آدمی کے بارے میں تھا جس نے توبہ کیا ہو۔ اور جن فقہاء سے یہ منقول ہے کہ اگر گالی دینے والا اس کو جائز نہ سمجھتا ہو تو وہ کافر نہیں۔ یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے۔ اس جیسا قول معتبر علماء میں سے کسی سے منقول نہیں۔ اور نہ ہی اس پر کوئی واضح حجت ہے۔ اس بات پر کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع، قیاس، بھی دلالت کرتے ہیں۔

## دلائل کتاب اللہ

(۱) اللہ تعالیٰ کافرمان ہے۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلہم  
عذابا مہینا۔ (الاحزاب.. ۵۷)

(۲) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ کی ان پر

لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۳) ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک

عذاب ہے۔ (توبہ ۶۱)

(۴) ترجمہ: ان پر اللہ کی لعنت ہے وہ جہاں کہیں ہوں ان کو پکڑ لیا جائے اور قتل کیا جائے۔

(الاحزاب ۶۱)

یہ تمام آیات گالی دینے والے کے کفر اور قتل پر دلالت کرتی ہیں۔

اذنی: (تکلیف)

یہ خفیف شر ہے۔ اگر اس میں اضافہ ہو تو پھر یہ ضرر بن جاتا ہے۔ جیسا کہ خطابی وغیرہ نے فرمایا ہے۔ اور اس پر یہ حدیث قدسی بھی دلالت کرتی ہے۔

حدیث قدسی۔ یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی  
ترجمہ: اے میرے بندے تم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتے ہو

**سوال:** مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا حالانکہ اوپر ذکر کی ہوئی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ بندے اللہ کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں؟

**جواب:** مذکورہ آیات میں اللہ کا ذکر صرف اور صرف آپ ﷺ کی تعظیم کی خاطر تھا۔ کہ آپ ﷺ کے حق میں ادنیٰ سی بھی تکلیف کفر ہے۔ اور اللہ کے حق میں ضرر محال ہے۔ اور اذیت اللہ اور اس کے رسول کے حق میں کفر ہے۔ اس لئے کہ ان آیات میں عذاب مہین اور عذاب قطعی اور عذاب الیم کا ذکر ہے۔ جو کہ فقط کفار کے لئے ہے۔

نیز ان آیات کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اسی بات پر دلیل ہے۔

(۵) **ترجمہ:** کیا وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ بے شک اس کیلئے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی رسوائی ہے۔ (توبہ ۶۱) پس اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ایذا یہ دشمنی ہے۔

نیز یہ آیات بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہیں۔

”ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کتبوا“ (مجادلہ)

(۶) **ترجمہ:** بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں وہ ذلیل ہوں گے۔ کبت کا معنی ہے ذلت اور رسوائی۔

أولئک فی الاذلیلین کتب اللہ لاغلبن انا ورسولہ (المجادلہ)

(۷) **ترجمہ:** یہی لوگ ذلت میں ہیں اللہ نے یہ لکھ دیا ہے بے شک غلبہ میرے اور میرے رسول کے لئے ہے۔

”ومن يلعن الله فلن تجدله نصيرا“ (النساء)

(۸) ترجمہ: اور جس کو اللہ اپنی رحمت سے دور کر دے اس کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔

قرآن کی ان تمام آیات سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو گالی دینے والا آپ کو اذیت دینے والا ہے اور آپ کو اذیت دینے والا آپ کے ساتھ دشمنی کرنے والا ہے۔ اور آپ ﷺ کا دشمن رسوا، ذلیل اور مغلوب ہے۔ اور جو شخص اس طرح کا ہے اس کی مدد نہیں کی جائے گی۔ پس اگر اس کا قتل جائز نہ تو پھر مسلمانوں کے اوپر اس کی مدد واجب ہوگی حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو گالی دینے والا ایذا دینے والا ہے اور آپ کو ایذا دینے والا کافر ہے پہلی آیت کے مطابق۔ نیز استدلال کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔

## سنت رسول ﷺ

(۱) صحیحین کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے واقعہ فک کے سلسلہ میں ایک خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کون ہے جو میرے لئے عذرخواہی کرے گا اس آدمی کے مقابلے میں جس نے مجھے اذیت پہنچائی ہے میرے اہل و عیال کے بارے میں۔ تو قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں یا رسول اللہ آپ کی عذرخواہی کروں گا اس کے مقابلے میں۔ اگر وہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن ماروں گا اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے ہے تو ہم آپ کے حکم تعمیل کریں گے تو حضرت سعد بن معاذ کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں آپ ﷺ کو اذیت دینے والے کی سزا قتل ہی تھی۔ اور آپ ﷺ نے بھی حضرت معاذ کی اس بات پر نکیر نہیں فرمائی۔ یوں نہیں فرمایا کہ قتل تو جائز نہیں اور آپ ﷺ جس آدمی کے بارے میں عذرخواہی چاہ رہے تھے وہ عبد اللہ بن ابی منافق تھے جو کہ ظاہر مسلمان تھے اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سعد بن

معاذ کا یہ کہنا کہ ”میں اس کو قتل کروں گا“ نفاق کی وجہ سے تھا۔ بلکہ یہ آپ کو اذیت دینے پر مبنی تھا۔  
**اشکال:** واقعہ فک میں جو حضرات ملوث تھے ان میں مسطح اور دیگر صحابہ کرام بھی تھے۔ حالانکہ ان پر نہ کفر کا حکم ہے اور نہ ہی قتل کا۔ جبکہ جن آیات اور احادیث سے آپ نے دلیل لی ہے۔ اگر وہ

اپنے ظاہر پر ہیں تو پھر لازم ہوگا کہ ان پر بھی کفر اور قتل کا حکم ہو۔ اس لئے کہ ازواجِ مطہرات کو گالی دینا موجب کفر یا موجب قتل ہے؟

**جواب:** میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ تکلیف کی دو قسمیں ہیں

### (۱) تکلیف مقصودی (۲) تکلیف غیر مقصودی

تو مسطح، حمزہ، حسان کا مقصود آپ ﷺ کو تکلیف دینا نہیں تھا۔ اس لئے ان پر کفر اور قتل کے احکام نہیں ہوں گے۔ جبکہ عبد اللہ بن ابی کا مقصود آپ ﷺ کو تکلیف دینا تھا۔ اسی وجہ سے وہ مستحق قتل ٹھہرا۔ لیکن چونکہ یہ حق آپ ﷺ کا تھا اس لئے آپ ﷺ نے ان کو قتل نہیں کیا۔ تو اس بات سے ہمیں ایک اہم نکتہ ہاتھ آیا وہ یہ کہ ”اگر کوئی شخص کوئی بات یا کوئی کام کرے۔ اور اس کے اس فعل یا قول سے کسی کو تکلیف دینا مقصود نہ ہو۔ تو اس پر تکلیف کا حکم جاری نہ ہوگا۔ اور صحابہ کرام کی جس جماعت سے یہ بات سرزد ہوئی تھی وہ اسی قبیل سے تھی“۔ اسی لئے آپ ﷺ نے ان کا مواخذہ نہیں کیا۔ اور قرآن مجید کی یہ آیت بھی اسی مضمون کی راہ نمائی کرتی ہے۔

آیت: ”یا ایہا الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر نظیرین انه ولكن اذا دعیتم فادخلوا فاذا اطعمتم فانتشروا ولا مستانسنین  
لحدیث ان ذالکم کان یوذی النبی“ (الاحزاب ۵۳)

**ترجمہ:** اے ایمان والو تم نبی کے گھروں میں مت داخل ہو۔ مگر جب تمہیں کھانے کی طرف بلایا جائے تو اس طور پر داخل ہو کہ وہاں انتظار نہ کرنا پڑے۔ اور جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔ اور اپنے دل بہلانے کیلئے باتیں مت کرتے رہو۔ اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے۔

پس یہ صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کو تکلیف دینے کی قصد سے نہیں بیٹھے تھے۔ اسی لئے ان پر تکلیف کا حکم جاری نہ ہوگا۔

باقی عبد اللہ بن منافق کے نفاق اور آپ کے ساتھ بغض نے ان کو اس پر مجبور کیا کہ وہ آپ کو قصد تکلیف دے۔ پس اسی وجہ سے وہ مستحق قتل ہوا۔ مگر آپ کے حلم کی وجہ سے وہ بچ گیا۔

اسی وجہ سے مفسرین کی ایک جماعت نے اس آیت ”ان الذین یرمون المحصنات

الغفلت المومنات لعنوا فی الدنيا والآخرة“ (النور ۲۳) کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور اس میں توبہ کا ذکر نہیں۔ اور اگر کوئی دوسری مومنہ عورت پر تہمت لگائے تو اس کے لئے اللہ نے توبہ کی گنجائش رکھی ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے ”الا الذین تابوا..... الخ“۔ توبہ ابتدائی سورہ نور میں جو آیت ہے

وہ احکام دنیا کے متعلق ہے اور اس آیت میں احکام اخروی کا ذکر ہے اور دونوں توبہ سے ساقط ہیں۔  
**حدیث (۲)**..... ابو داؤد کی حدیث ہے۔ سعد کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے تمام مجرمین کو امن دیا سوائے چار آدمیوں اور دو عورتوں کے ان میں ابن ابی سرح بھی تھے۔

یہ ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس چھپے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمانؓ ان کو آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور کہا اے اللہ کے نبی عبداللہ ابی سرح کو بھی بیعت کرو۔ تو آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور ابن ابی سرح کی طرف تین مرتبہ دیکھا۔ اور ہر مرتبہ انکار کیا۔ چوتھی مرتبہ ان سے بیعت فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ جب میرے ہاتھ اس آدمی کے بیعت سے رکے تھے تو تم میں کوئی عقلمند آدمی نہیں تھا۔ کہ وہ کھڑا ہوتا اور اس کو قتل کرتا؟۔ تو صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں سمجھ سکے کہ آپ کی مراد کیا تھی آپ نے اپنی آنکھوں سے ہماری طرف اشارہ کیوں نہ کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نبی کے لئے مناسب نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرے۔

**حدیث (۳)**..... اس روایت کو نسائی نے بھی تخریج کی ہے..... اسمعیل السدی اور اسباط بن نصر ان دونوں کی سند سے امام مسلم نے بھی روایت کی ہے۔ اگرچہ محدثین نے ان دونوں راویوں میں کلام کیا ہے لیکن اہل سیر کے ہاں یہ حدیث حد درجہ مشہور ہے۔

### ابن ابی سرح

یہ آدمی وحی کا کاتب تھا۔ پھر مرتد ہو کر مشرک ہوا اور قریش مکہ سے جا ملا۔ اور قریش مکہ سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو جہاں چاہتا پھیر دیتا۔ جس وقت وہ یعنی آپ ﷺ مجھے وحی کا املاء کروانا (عزیز حکیم) تو میں کہتا (علیم حکیم) پس وہ کہتے دونوں درست ہیں۔ پس جس دن مکہ فتح ہوا

آپ ﷺ نے ان کے اور ابن نطل، مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم دیا اگرچہ یہ غلاف کعبہ کے نیچے پائے جائیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حویرث بن نقید، ہبار بن الاسود، ابن الزبیری، عکرمہ بن ابو جہل، وحشی اور ابن نطل کی دلوٹڈیوں (فرتنا اور ارنب) کے قتل کا حکم بھی دیا۔ یہ ابن نطل آپ ﷺ کی بھوکیا کرتا تھا۔ اور اپنی لوٹڈیوں کو ان کے ساتھ بھوکے کا حکم دیتا تھا۔ اسی طرح سارہ ابن عمرو بن ہاشم کی آزاد کردہ لوٹڈی تھی کے قتل کا حکم دیا۔ یہ سب قتل ہوئے۔ سوائے چند کے ان میں... ابن سرح، ہبار بن اسود ابن الزبیری، عکرمہ، وحشی، فرتنا جو کہ لوٹڈی تھی ابن نطل کی پس انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعض نے کہا کہ ابن نطل نے اپنے ایک دوست انصاری کو قتل کیا تھا۔ واقدی کہتا ہے کہ ابن سرح جب آئے حضرت عثمانؓ کے ساتھ تو تائب ہو کر آئے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے خون کو آپ نے مباح قرار دیا تھا۔ ان میں بعض وہ تھے جو پہلے مسلمان پھر مرتد ہو گئے تھے۔ جیسا کہ ابن سرح۔ اس سے بلا شک و شبہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شاتم رسول کی سزا توبہ سے پہلے قتل ہے۔ توبہ کے بعد کا حکم کیا ہے؟ تو اس پر ہم ان شاء اللہ بحث کریں گے۔ جبکہ کچھ بحث ابن ابی سرح کے واقعہ میں گزر گئی ہے۔ باقی ان میں سے ابن نطل اور مقیس بن صبابہ مرتد ہوئے۔ اور ان دونوں نے ایک ایک آدمی کو بھی قتل کیا تھا۔ اللہ نے ان کے مقدر میں بھی قتل مقرر کر دیا اور یہ قتل ہوئے۔ باقی عکرمہ بن ابو جہل یہ ایک زمانہ تک آپ ﷺ کی عداوت اور دشمنی میں قائم رہے۔ لیکن آپ کے حق میں کوئی گالی دی یا نہیں اس کا علم مجھے نہیں ہوا۔ تاہم یہ بعد میں مسلمان ہو کر مسلمانوں کے سردار قرار پائے۔ اور ان لوگوں میں بعض تو شروع ہی سے کفر اصلی پر ہی تھے۔ لیکن ان کے خون کو آپ ﷺ نے ان کے کفر یا شدت عداوت کی وجہ سے مباح قرار نہیں دیا تھا بلکہ گالی دینے کی وجہ سے ان کے خون کو مباح قرار دیا تھا۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ عورتوں کو تو کفر کی وجہ سے قتل ہی نہیں کیا جاتا علاوہ یہ کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن تمام کافروں کو امن دیا تھا البتہ بعض کی رائے ہے کہ آپ نے اس دن بنی خزاعہ کو اجازت دی تھی کہ وہ بنو بکر سے اپنا انتقام لیں جنہوں نے بنی خزاعہ پر غارت گری کی تھی۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے حرام قرار دیا۔ باقی آپ ﷺ نے خزاعہ کے لئے جو

اجازت دی تھی اس بارے میں دیگر جو روایات ہیں وہ ہمارے موضوع سے خارج ہیں اسی طرح یہ کہ فتح مکہ بطور صلح کے ہوا تھا یا لڑائی کے ذریعے ہوا تھا اس میں بھی مختلف روایات ہیں۔ جس کا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم اصل بات کی طرف آتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن سرح کی حدیث سے استدلال قوی تر ہے ان حضرات کے لئے جو یہ کہتے ہیں کہ مرتد سے توبہ طلب کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ ابن سرح کے قتل کا حکم اگر ردۃ کی وجہ سے تھا تو ان حضرات کے قول کے مطابق اس سے توبہ طلب کیا ہوگا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ اور وہ کافر اصلی بھی نہیں تھا کہ ہم یوں کہہ دیں کہ اسلام لانے سے پہلے امام کو اختیار ہے (چاہے تو اس کو قتل کر دے چاہے اس کو چھوڑ دے) تو اس سے معلوم ہوا کہ قتل کا حکم صرف گالی دینے کے جرم میں تھا۔ کیونکہ گالی دینے والے کو بغیر توبہ طلب کئے قتل کیا جاتا ہے۔ یعنی اس پر توبہ کو پیش نہیں کیا جاتا ہاں اگر اس کو ڈرایا دھمکایا جائے جس کی وجہ سے وہ اسلام قبول کر لے تو اس کا حکم آگے آ رہا ہے۔ اور جو حضرات مرتد سے طلب توبہ کو واجب نہیں کہتے وہ کہتے ہیں توبہ طلب کرنا سنت ہے۔ تو آپ ﷺ کا توبہ کرانے سے ترک کرنا یہ دلالت کرتا ہے کہ قتل کرنا گالی دینے کی وجہ سے تھا۔ اور گالی دینے کی وجہ سے قتل کرنا ارتداد کے قتل سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ مرتد کے بارے میں اقوال ہیں۔ آیا اس سے توبہ کرنا واجب ہے یا مستحب؟۔ لیکن گالی دینے والے سے توبہ طلب نہیں کیا جاتا اس سے یہ معلوم ہوا کہ سب کا جرم مرتد کے جرم سے بڑھ کر ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی تھا اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور آپ ﷺ کے کاتبین میں سے ہوا۔

پھر مرتد ہو کر عیسائی ہوا۔ اور کہتا پھرتا کہ محمد ﷺ کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے جو میں اس کے لئے لکھتا۔ پس اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور اس کو دفنایا گیا تو زمین نے اس کے جسم کو ہا ہر پھینک دیا۔ عیسائی شور مچانے لگے کہ یہ تو محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ نے قبر سے نکال کر پھینک دیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کے لیے ایک گہرا قبر کھودا۔ پھر جب صبح ہوئی تو تو دیکھا کہ اس کو زمین نے پھینک دیا ہے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ لوگوں کا فعل نہیں ہے۔ پس اسے پھینک دیا۔

اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی عنایت کو دیکھ لیجئے۔ اللہ کے نبی پر جھوٹ باندھنے والوں کے کذب کا کس طرح اظہار ہوا۔ اور کس طرح زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے سامنے اس کا معاملہ ظاہر ہوا۔ ورنہ تو بہت سے مرتدین مر گئے تھے۔ لیکن زمین نے ان کو باہر نہیں پھینکا تھا۔ یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ اس ملعون کو ذلیل کرے۔ تاکہ اس کا کذب لوگوں پر واضح ہو۔ اگر ابن سرح بھی اسلام قبول نہ کرتا تو اس کا بھی یہی حشر ہوتا۔

### ابن سرح کا قول ”کنت اصرف محمدا حیث ارید“

کے بارے میں علماء کے آراء مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ بات ان کی سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی تھی۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ قرآن پاک سات لغات میں نازل ہوا۔ جس میں سے چھ لغات منسوخ ہوئے۔ اور آخری لغت جس کو آپ ﷺ نے جبریل پر پیش کیا وہ باقی رہی۔ جبکہ پہلے یہ جائز تھا کہ سمیعِ علیم کی جگہ علیم پڑھا جائے۔ جب تک کہ رحمت کی آیت کو عذاب کی آیت سے اور عذاب کی آیت کو رحمت کی آیت سے نہ بدلا جائے۔ بعض نے اس کے علاوہ صحیح تاویلات کی ہیں جن کو ابن ابی سرح نہ سمجھ پائے۔ جب اللہ نے ان کو گمراہ کر دیا اور یہ ان کا بہت بڑا جرم تھا اس لئے کہ ان کا یہ جرم کمزور عقیدہ کے لوگوں کے دلوں میں شک پیدا کرتا تھا تو ان کی سزا بھی سب سے زیادہ سخت تھی۔

### ابن خطل

یہ بھی مسلمان تھا اس کو آپ ﷺ نے زکوٰۃ کا عامل مقرر کیا تھا۔ ان کے ساتھ ایک انصاری آدمی کو اس کی خدمت کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ ایک دن ابن خطل اس انصاری پر غصہ ہوا کہ تم نے کھانا نہیں پکایا ہے اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس ڈر سے کہ اب مجھے قصاصاً قتل کیا جائے گا مرتد ہوا اور اپنے اشعار میں آپ ﷺ کی ہجو کرتا اور اپنی ذونوں لوٹڈیوں کو حکم دیتا کہ تم بھی میرے ساتھ مل کر گاؤ۔ پس اس کا قتل اگر بطور قصاص کے تھا تو یہ حق اولیاءِ مقتول کا تھا۔ اور اگر اس کا قتل ارتداد کی وجہ سے تھا تو اس سے تو بہ طلب کی جاتی حالانکہ یہ دونوں صورتیں نہیں تو معلوم ہوا کہ اس قتل گالی دینے کی وجہ سے تھا۔



## (حدیث ..... ۴)

بحیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو خط لکھا تھا ”بے شک رسول ﷺ نے مکہ کے بہت سے افراد کے قتل کا حکم دیا ہے جنہوں نے آپ ﷺ کی ہجو کی ہے اور آپ ﷺ کو تکلیف دی ہے۔“

## (حدیث ..... ۵)

اس اعرابی کی حدیث جس کو آپ نے مال غنیمت کا حصہ دیا تو وہ کہنے لگا آپ نے اچھا اور ٹھیک نہیں کیا۔ مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت اس آدمی نے بات کی تھی اگر تم اس کو اس وقت قتل کرتے تو وہ سیدھا جہنم میں چلا جاتا۔ جب آپ ﷺ حنین کا مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو ایک آدمی نے کہا بے شک اس تقسیم میں اللہ کی رضامندی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کے رسول چھوڑ دے مجھے میں اس منافق کو قتل کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ تب تو لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ تو ہوا کہ وہ مستحق قتل تھا۔ عبد اللہ بن ابی منافق نے جب یہ کہا تھا ہم جب مدینہ جائیں گے تو وہاں کے عزت مند (منافق) وہاں کے ذلیل (مسلمانوں) کو ضرور نکالیں گے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے آپ سے قتل کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اگر میں نے اجازت دی تو لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

## (حدیث ..... ۶)

سعید بن یحییٰ بن سعیدؓ:

سعید بن یحییٰ بن سعید نے اپنی مغازی میں شععی کے حوالے سے لکھا ہے جب آپ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو عزیٰ (بت) کے مال کو منگوایا۔ پس آپ کے سامنے وہ مال پھیلا دیا گیا آپ نے آپ ﷺ نے ایک آدمی کا نام لے کر بلایا اور اس کو کچھ دیا۔ پھر قریش کی ایک جماعت کو بلایا ان کو بھی کچھ حصہ دیا۔ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا آپ جہاں چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اسی طرح کی بات کی تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض کیا۔ پھر ایک تیسرا آدمی

کھڑا ہوا اور کہا آپ نے انصاف کا فیصلہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ہلاک ہو میرے بعد کوئی عدل نہیں کریگا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو بلایا اور حکم دیا کہ جاؤ اسے قتل کر دو حضرت ابو بکر نے تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملا آپ نے فرمایا (لو قتلته لر جوت ان یکون اولہم و آخرہم)

(حدیث.....۷)

قاضی عیاضؒ نے علی بن ابی طالب کے سند سے نقل کیا ہے کہ جو کسی نبی کو گالی دی اسے قتل کر دو۔ اور جو صحابی کو گالی دی اسے مارو (اس حدیث میں راوی کی جہت سے نظر ہے) اسی حدیث کو محمد بن الخلال اور ازجیؒ نے بھی حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جو آدمی نبی کو گالی دے اسے قتل کرو اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو۔ ابن صلاح نے ”وسیط“ میں اس حدیث کے بارے میں کلام کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ ابن صلاح کا کلام ہے۔ اس لئے کہ ان کو اس سند کے بارے میں علم نہیں۔ لیکن مناسب یہی ہے کہ اس حدیث میں غور و فکر کیا جائے اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو پھر یہ عمدہ اور قوی دلیل ہے۔ مسلمان اور کافروں کے حق میں۔

(حدیث.....۸)

قاضی عیاض نے ابن غلبون کی سند سے روایت نقل کی ہے جو نبی کو گالی دے اسے قتل کرو اور جو صحابی کو گالی دے اسے مارو۔

(حدیث.....۹)

ترجمہ: جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

## اجماع

اجماع کی بحث پہلے ہو چکی ہے۔

## قیاس

پس قرآنی نصوص اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہی ہے ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے

اور گالی دینے والا بھی اپنے دین تبدیل کرنے والا ہے۔ اس وجہ سے اس کو بھی اس حدیث کے عموم میں داخل کیا جائے گا۔ پس اس کا قتل بھی حدیث ہی سے ثابت ہوگا۔ اور آپ اس کو مرتد پر بھی قیاس کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ سب کا جرم مرتد سے بڑھکر ہے تو مرتد کا حکم اس کے لئے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔

## دوسرا مسئلہ .

گالی دینے والے کو حد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یا کھر کی وجہ سے؟ اس مسئلہ میں بحث سے پہلے ایک تمہیدی بات ضروری ہے۔ وہ یہ کہ مرتد کی سزا قتل ہے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات تفصیلاً گزر چکی ہے۔ اور یہ کہ اس کا قتل نص اور اجماع سے ثابت ہے اور اس کی توبہ اکثر علماء کے نزدیک مقبول ہے جب تک کہ وہ زندیق نہ ہو۔ حسن بصریؒ کی ایک روایت توبہ کی عدم قبولیت اور اس کے قتل کی ہے۔ اگرچہ وہ اسلام قبول کر بھی لے۔ جیسا کہ زانی کو رجم کیا جاتا ہے یہی بات امام احمدؒ نے اس آدمی کے بارے میں کہی ہے جو اسلام میں پیدا ہوا یعنی پیدا آئی مسلمان ہو پھر مرتد ہوا ہو۔ اور یہی قول عطاء اور اسحاق کا بھی ہے۔ لیکن صحابہ کرام اور تابعین کا مشہور مذہب یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ باقی حسن بصریؒ کی روایت ہو سکتا ہے کہ ثابت نہ ہو یا کسی خاص واقعہ کے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں کہ گالی دینے والا اگر توبہ نہ کرے تو اس کا قتل کی کافر اصلی کے قتل کی طرح نہیں۔ کیونکہ حربی کافر کو جب قید کیا جاتا ہے تو امام وقت کو اختیار ہے کہ اسے قتل کر دے۔ یا غلام بنا دے۔ یا اس پر احسان کرتے ہوئے یا اس سے کچھ مال لے کر چھوڑ دے۔ اور اگر کافر اہل کتاب میں سے ہو یعنی عیسائی یا یہودی ہو تو اس سے جزیہ لے کر اسی جگہ رہنے دے۔ یا اس کے ساتھ عارضی صلح کر لے اور امن دیدے۔ اور اگر وہ عورت ہے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ خود لڑے۔ جبکہ مرتد ان تمام احکام میں کافر کے خلاف ہے۔ اسے تو اسلام پر جبر کیا جائے گا چاہے وہ عورت ہو یا مرد ہو۔ اس کے علاوہ امام کو کوئی اختیار نہیں۔ پھر اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

پس اس تمہیدی مقدمہ سے یہ بات تو صاف ہوگئی کہ اس کا یہ قتل مطلق کفر کی وجہ سے نہیں بلکہ ارتداد کی وجہ سے ہے۔ اسی لئے تو امام غزالیؒ نے وہ جرائم جن پر سزائیں مرتب ہیں سات شمار کئے ہیں۔ بغاوت، ردة، زنا، تہمت، چوری، ڈاکہ زنی، شراب نوشی۔

### ارتداد کیا ہے؟

ارتداد کی تفسیر علماء کرتے ہیں کہ ردة مکلف سے قطع اسلام کا نام ہے (لفظ قطع) سے کافر اصلی سے احتراز ہوا۔ قاضی حسین نے اپنی تعلیق رویانی نے البحر میں امام ابو بکر الفارسی سے ذکر کیا ہے کہ مرتد کا قتل یہ ایسا حد ہے جو اسلام لانے سے ساقط ہوتا ہے اس بات کو ان علماء کے علاوہ دوسرے علماء بھی کہتے ہیں اور یہی تحقیقی بات ہے کہ قتل ایک خاص عقوبت ہے جس کو شریعت نے مرتب کیا ہے خصوصاً ردة پر جس طرح رجم کو مرتب کیا ہے شادی شدہ مرد و عورت کے زنا پر۔ اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرتد کا قتل یہ حد ہے اور ردة ایک خاص کفر ہے جس کی سزا اسلام نہ لانے کی صورت میں قتل ہے بخلاف کفر کی دوسری قسموں کے (کیونکہ وہاں امام کو اور بھی اختیارات ہیں) باقی یہ بات کہ (مرتد کا قتل حد ہے) اس سے لازم نہیں آتا کہ پھر تو اسلام لانے سے یہ قتل ساقط نہیں ہونا چاہئے تھا؟۔ (جیسے دوسرے حد و ساقط نہیں ہوتے)

کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ حد زنا میں اختلاف ہے کہ توبہ سے ساقط ہوتا ہے یا نہیں؟ باوجود کہ اس کے حد ہونے میں اجماع ہے۔ تو اس میں کوئی منافی نہیں کہ مرتد کا قتل حد ہو اور وہ اسلام سے ساقط ہو جائے۔ جس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جب ہم نے اس کو حد کا نام دیا تو اسلام سے ساقط نہیں ہونا چاہئے وہ غلطی پر ہے۔

### حد کیا ہے؟

حد شریعت کی طرف سے مقرر کردہ ایک سزا ہے۔

پس شریعت مطہرہ نے اس سزا کو مرتب کیا ہے قطع اسلام پر پھر وہ ساقط ہوتا ہے اسلام لانے سے جیسے کہ آیت سے ظاہر ہے ”قل للذین کفروا ان ینتھوا ینغفر لهم ما قد سلف“ (الانفال ۳۸)

ترجمہ: ”کہہ دیجئے ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اور پھر کفر سے باز آئے تو ان کے پہلے گناہ معاف کئے جائیں گے۔“

اور آپ ﷺ کا اس قول سے ”الاسلام یجب ما قبلہ“ (مسلم)

توبہ سے حد ساقط ہوتا ہے یا نہیں اس میں تردد کا ہونا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی تردد اسلام لانے کے بعد بھی ہو اس لئے اسلام لانا توبہ سے بڑھ کر ہے۔

جب یہ تمہیدی بات آپ جان چکے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ایسا مسلمان جو آپ ﷺ کو گالی دے مرتد ہے۔ اس میں اسی طرح کا کلام ہے جس طرح مرتد کے قتل میں ہے پس یہ بھی حد ہوگا۔ اور اگر کافر ہو تو مرتد کی طرح ہے۔ اور یہ ایک زائد بحث ہے کہ اس کا قتل ”عموم“ ارتداد کی وجہ سے ہے یا خاص گالی کی وجہ سے ہے یا دونوں وجہ سے۔ اس پر نظر کرنا فقہاء کرام کا کام ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس کا قتل عام کفر کی وجہ سے نہیں۔ جیسا کہ ماقبل میں تفصیل گزر گئی ہے۔ کیونکہ اس کو نہ تو غلام بنا سکتے ہیں اور نہ ہی امن دے سکتے ہیں اور نہ فدیہ لے کر چھوڑ سکتے ہیں اور نہ جزیہ لے سکتے ہیں اور اس میں مرد اور عورت کا بھی کوئی فرق نہیں۔

اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ ارتداد موجب قتل ہے اجماع اور نصوص کی وجہ سے اور گالی بھی موجب قتل ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے (من سب نبیاً فقتلہ) تو یہاں حکم کو دو چیزوں پر مرتب کیا ہے (۱) حکم کو مرتب کیا ہے ایذا پر (۲) وصف خاص پر تو حکم کو مرتب کرنا کسی خاص وصف پر اس بات کی علامت ہوا کرتی ہے کہ یہ وصف بمنزلہ علت کے ہے۔ اور یہ دونوں باتیں (ردۃ اور سب) مسلم سب میں پائی جاتی ہیں۔ پس یہ دونوں علتیں کبھی اس کے قتل پر جمع ہوتی ہیں۔ اور دونوں اس کے قتل پر علت ہوتی ہیں۔ اور حد دونوں کا حکم بن سکتا ہے۔ اور دو شرعی علتیں ایک حکم میں جمع ہو سکتی ہیں۔

اس بحث کا اثر ظاہر ہوگا اس وقت جب گالی دینے والا کافر ہو کیونکہ یہاں ایک سبب ہے اسی طرح سبب (یعنی گالی دینے والے) نے توبہ کی ہو اور اسلام قبول کیا ہو۔ قاضی عیاض نے ایک جماعت سے اس کے قتل کی حکایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ

اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اس جماعت کے ہاں اس کی توبہ قبول نہیں۔ اسی طرح کا قول احناف، ثوری، اہل کوفہ اور اوزاعی کا ہے مسلمان گالی دینے والے کے بارے میں۔ اور سب کے نزدیک (گالی) سے آدمی مرتد ہوتا ہے۔

### ولید بن مسلم:

نے امام مالک سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔ ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ہم نے اس آدمی کے قتل پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام مالک مع اصحاب، اسلاف اور جمہور علماء کا قول ہے کہ اس شخص کا قتل بطور حد کے ہے نہ کہ کفر کی وجہ سے اگر توبہ کرنا واضح ہو جائے۔ اسی وجہ سے ان کے ہاں توبہ مقبول نہیں۔ پس قاضی عیاض کے اس کلام سے اس بات کی طرف اشارہ ہوا کہ جن کے ہاں توبہ قبول نہیں انہوں نے قتل کا ماخذ ”حد“ کونا ہے۔ اور جن کے ہاں توبہ قبول ہے انہوں نے قتل کا ماخذ ”کفر“ مانا ہے۔

قاضی عیاض کی اس بات کی یوں بھی تاویل کی جاسکتی ہے کہ علماء کا یہ اختلاف اس آدمی کے بارے میں ہے جس نے اسلام قبول کیا ہو۔ نہ کہ اس سے پہلے کی حالت میں۔

### قاضی حسین الشافعی:

نے ابو بکر الفاری سے نقل کیا ہے کہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے نبی کو گالی دی اسے حد قتل کیا جائے گا اسکی وجہ یہ ہے کہ جس نے گالی کا ارتکاب کیا تو ایمان سے نکل گیا اور مرتد کو حد قتل کیا جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ کرے تو لازم ہے کہ اسکی توبہ قبول کی جائے۔

### رویانی:

رویانی کہتا ہے کہ ابو بکر فارسی نے فرمایا امت کا اتفاق ہے کہ جس آدمی نے آپ ﷺ کا گالی دی اس کی حد قتل ہے۔ بخلاف کسی دوسرے پر تہمت لگائے تو اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔ رویانی کہتے ہیں کہ ہمارے حضرات فرماتے ہیں ابو بکر فارسی کی بات کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ پر تہمت کفر ہے۔ پس اسے ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جائیگا۔ اور مرتد کا قتل ایسا حد ہے جو

اسلام لانے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور جب یہاں اس نے اسلام قبول کر لیا تو حد قذف باقی رہے گی۔ اور اس کی سزا (۸۰) اسی کوڑے ہیں اس لئے کہ جو کسی پر تہمت لگاتا ہے پھر مرتد ہو کر دوبارہ اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر حد قذف باقی رہتی ہے۔

اور بعض حضرات نے ابو بکر فارسی کی بات کا مطلب یہ نکالا ہے کہ اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اس لئے کہ آپ ﷺ نے ابن نخل کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ وہ تو مشرک تھا اس کے لئے تو امان بھی نہ تھا اسی وجہ سے تو اسے قتل کیا گیا تھا جبکہ یہاں ایسا نہیں۔ روایانی کا کلام یہاں تام ہوا۔

ہم عنقریب ابو بکر فارسی کے کلام کی طرف دوبارہ لوٹیں گے یہاں ہم نے ان کا قول ”یقتل حدا“ کی وجہ سے ان کے قول کو ذکر کیا تھا اور اس پر اجماع بھی حکایت کیا اور یہ بھی ذکر ہوا کہ اس بات میں فارسی کے ساتھ قاضی حسین، روایانی اور ان کے ساتھی بھی موافقت کرتے ہیں البتہ ان حضرات نے بعض امور میں ان کی مخالفت کی ہے جس کو ہم ان شاء اللہ سب الکافر کے بیان میں ذکر کریں گے۔ بحر حال یہ مسئلہ ذکر ہو چکا کہ سب کو حد قتل کیا جائے گا اگر وہ توبہ نہیں کرتا اس کے کفر کے ساتھ اور یہ اختلاف کہ اس کا قتل ہونا کفر کی وجہ سے ہے یا حد کی وجہ سے ہے یہ ایک لفظی نزاع ہے

اس کا فائدہ اس محل میں ظاہر نہیں ہوگا البتہ اس کا فائدہ سب الکافر کے بیان میں ظاہر ہوگا اور ہم نے اشارہ کیا کہ اس کے اسلام لانے سے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کا قتل حد کی وجہ سے ہوگا اور اس کا اسلام قبول ہوگا۔ ہاں البتہ اگر لوگوں کی اس بات کو لیا جائے کہ اس کا قتل ہونا حد کی وجہ سے ہے یہ مستلزم ہے کہ اس کے اسلام لانے کی وجہ سے یہ ساقط نہ ہوگا تو اس کا اثر ظاہر ہوگا اور محل کلام اس تقدیر پر توبہ کے قبول ہونے کی بحث کے وقت ہوگا۔ اور اس وقت اسی محل میں اس کا ثمرہ بھی ظاہر ہوگا ایک اور طریقے سے اور وہ ہم نہیں جانتے کسی ایک شخص کو بھی جس نے یہ کہا ہو کہ جب گالی قذف ہو تو آیا اس وقت کوڑوں کی سزا اور قتل کو جمع کیا جائے۔ اور یوں بھی کہا جائے کہ کیوں نہیں جمع کیا جائے ان دونوں کو جیسا کہ ایک ہی آدمی پر حد قذف اور قتل جمع کیا جاتا ہے۔ تحقیقی

جواب یہ ہے جو ہم تحریر کر رہے ہیں۔ وہ یہ کہ اگر ہم کہیں کہ قتل خصوص سب کی وجہ سے ہے اور خصوص سب قتل کا موجب ہے اس حثیت سے کہ یہ سب ہے۔ پھر وجوب حد قذف کی تخریج دو قاعدوں کی وجہ سے ہوگا۔ (۱) قاعدہ یہ ہے کہ جب دواثروں میں سے بڑی اثر سے جو چیز واجب ہو جائے اس کے خصوص کی وجہ سے تو آیا ادنیٰ اثر اپنے عموم کی وجہ سے وہ چیز ثابت کرے گی؟ (۲) یہ ہے کہ جب دو چیزیں جمع ہو جائیں اور دونوں کا تعلق ایک ہی جنس سے ہو تو یہ ایک دوسرے میں داخل ہوں گی یا نہیں؟ ان ہی دو قاعدوں پر بہت سے مسائل تخریج ہوتے ہیں۔

(۱) خروج منی موجب غسل ہے کیا اس کے ساتھ ساتھ موجب وضوء بھی ہے اس میں اختلاف ہے۔ مشہور مذہب کے مطابق موجب وضوء نہیں قاعدہ اولیٰ کی وجہ سے۔

(۲) شادی شدہ آدمی کا زنا یہ موجب رجم ہے۔ اور موجب جلد نہیں اس بارے ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں پہلے قاعدے پر عمل کرتے ہوئے۔ اس پر بعض علماء نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ یوں کہا جائے کہ کوڑوں کی سزا کا موجب غیر شادی شدہ کا زنا ہے نہ کہ عام زنا۔

(۳) حیض کا خروج موجب غسل اور وضوء ہے پہلے قاعدے کی وجہ سے۔

(۴) جب وضوء اور غسل دونوں واجب ہو جائے تو غسل کی وجہ سے وضوء بھی پورا ہو جاتا ہے ظاہراً قاعدہ ثانیہ کی وجہ سے۔

(۵) قارن (حج کی ایک قسم جس میں ایک ہی احرام سے عمرہ اور حج کیا جاتا ہے۔ مترجم) جب احرام باندھتا ہے تو عمرے کے افعال حج کے افعال میں داخل ہوتے ہیں جمہور علماء کے نزدیک قاعدہ ثانیہ کی وجہ سے۔

اب ہم اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کی تخریج دونوں قاعدوں کی بنیاد پر ہو۔ پس یوں کہا جائے کہ صرف قتل واجب ہے اور کوڑوں کی سزا ساقط ہو جائے۔ یا یوں کہا جائے کہ دونوں واجب ہے لیکن چھوٹی اثر بڑی اثر میں داخل ہے جیسا کہ وضوء غسل میں اور افعال عمرہ حج میں داخل ہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ محل خاص میں قذف موجب قتل ہے پس اس



وقت کوئی ضرورت نہیں کہ ہم ان قاعدوں سے تمسک کریں اسقاط جلد میں۔ لیکن یہ ثابت کرتی ہے تخصیص قذف کو اور اس پر کوئی دلیل نہیں۔

یہ ساری بحث اس وقت ہے جب ہم کہیں کہ قتل خاص گالی کی وجہ سے ہے اس حیثیت سے کہ یہ گالی ہے۔ اور اگر ہم یوں کہیں کہ قتل ارتداد کی وجہ سے ہے تو پھر اس میں مذکورہ تفصیل جاری ہوگی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہاں کوڑوں کی سزا کو ساقط کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ پہلے قاعدہ سے بچنا اس وجہ سے تھا کہ ایک امر دو موجب ہے دو امروں کو اور وہ بات یہاں مفقود ہے۔ کیونکہ کوڑوں کے سزا کا موجب قذف جبکہ قتل کا موجب وہ چیزیں ہیں جو کفر کو شامل ہیں۔ اس تمام بحث کے باوجود میں کسی ایک کو بھی نہیں جانتا جس نے ان دونوں کو جمع کیا ہو (جلد اور قتل) ہمارے اس مسئلہ میں۔ اس لئے کہ توبہ سے پہلے صرف قتل واجب ہے۔ اور توبہ کے بعد بعض علماء کے ہاں قتل ساقط اور حد قذف باقی رہتا ہے گویا کہ اس نے اعراض کیا ہے قاعدہ اولیٰ سے اور ملحوظ رکھا ہے دوسرے قاعدے کو پس قذف دونوں کا موجب ہوگا۔ پھر اگر اعلیٰ کو وصول کر لیا جائے تو ادنیٰ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ ورنہ صرف ادنیٰ باقی رہے گا۔ اور مذہب سقوط حد میں گویا کہ اس نے پہلے قاعدے کا اعتبار کیا ہے۔ بے شک اصل میں تو قتل ہی واجب ہے پس ان دونوں صورتوں کی تخریج ان دو ماخذوں پر ہے۔ باقی ایک تیسری وجہ بھی ہے وہ یہ کہ اسلام کے بعد بھی قتل کیا جائے اس کو ہم ذکر کریں گے۔ اس صورت میں اس پر کوڑوں کی سزا نہیں ہوگی جیسا کہ توبہ سے پہلے نہیں تھی۔ باقی کسی نے بھی ان دونوں قاعدوں کو ایک ہی وقت میں لغو قرار نہیں دیا ہے اس محل میں اس لئے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس پر کوڑے بھی لگائے جائیں اور قتل بھی کیا جائے توبہ سے پہلے اور اسی طرح توبہ کے بعد بھی ایک وجہ کے مطابق۔

## دوسری فصل

اس فصل میں دو مسئلے ہیں۔ (۱) توبہ قبول کی جائیگی یا نہیں؟ (۲) توبہ طلب کی جائیگی یا نہیں؟۔

### پہلا مسئلہ

**شاتم رسول ﷺ کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟**

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اسلام کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی۔ جہاں ہم نے اس کے توبہ کو مطلقاً ذکر کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اسلام بھی قبول کرے۔ علماء نے اس کی توبہ قبول ہونے میں اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ اکثر علماء کا مرتد کی توبہ پر اتفاق ہے یعنی مرتد کی توبہ قبول کی جائے گی۔ نہ کہ زندیق کی۔ اور ہم پہلے قاضی عیاض کا قول نقل کر چکے ہیں کہ امام مالک اور ان کے ساتھیوں کا مشہور مذہب، سلف صالحین اور جمہور علماء کرام کا مذہب بھی یہی ہے کہ شاتم رسول ﷺ کی توبہ قبول نہیں۔ اسے حداً قتل کیا جائے گا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں اس قول کے مطابق اس کا حکم زندیق اور کفر چھپانے والے کی طرح ہے۔ چاہے اس کی توبہ قدرت رکھنے کے باوجود ہو یا اپنے اس قول پر گواہی کے بعد ہو یا اس نے اپنی طرف سے توبہ کر لی ہو کیونکہ یہ حد ہے جو باقی حدود کی طرح واجب ہو چکی ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

**قابسیؒ:**

قابسیؒ فرماتے ہیں جب اس نے گالی کا اقرار کر لیا پھر توبہ کر کے اپنی توبہ کا اظہار بھی کیا تو اس کو گالی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ حد ہے۔ حضرت ابن ابی زید بھی اسی طرح فرماتے ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی توبہ اس کو نفع دے گی۔

**ابن سحنونؒ:**

ابن سحنونؒ فرماتے ہیں! اگر موحدین میں سے کسی نے (نعوذ باللہ) حضور کو گالی دی پھر توبہ کی تو اس کی توبہ اس سے قتل زائل نہیں کرتی۔ اسی طرح زندیق نے توبہ کی تو اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔

## ابن قصار:

ابن قصارؒ سے دو قول مروی ہیں۔ فرماتے ہیں ہمارے شیوخ میں سے بعض فرماتے ہیں کہ اگر اقرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ اور بعض فرماتے ہیں اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔

## قاضی عیاضؒ:

قاضی عیاض فرماتے ہیں یہی قول اصح کا بھی ہے اور سب النبی ﷺ کا مسئلہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس میں سابقہ قاعدہ کی وجہ سے کسی اختلاف کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسا حق ہے جس کا تعلق حضور ﷺ اور ان کی امت سے ہے۔ اس وجہ سے یہ توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتا۔ جیسا کہ باقی حقوق العباد۔ اگر زندگی قدرت رکھنے کے بعد (یعنی ہم اس کے قتل پر قادر ہوں) توبہ کر لے تو امام مالکؒ، امام لیثؒ، امام اسحاقؒ اور امام احمد کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک قبول کی جائے گی۔

امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اختلاف ہے۔ ابن منذر حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے توبہ کرائی جائیگی۔

## ابن سحنونؒ:

ابن سحنونؒ فرماتے ہیں حضور ﷺ کو گالی دینے والا مسلمان اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قتل کو زائل نہیں کرے گی۔ کیونکہ وہ ایک دین سے دوسرے دین میں منتقل نہیں ہوا ہے۔ اور اس نے ایسا فعل کیا ہے جس میں حد صرف قتل ہے معافی نہیں جیسے زندگی۔ کیونکہ وہ بھی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف نہیں ہوتا ہے۔

## قاضی ابو محمد بن نصرؒ:

قاضی ابو محمد بن نصر ایسے شخص کی توبہ کے اعتبار کے ساقط ہونے کے ساتھ دلیل پکڑتے ہوئے فرماتے ہیں ”اور فرق اس کے اور ایسے شخص کے درمیان جس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی مشہور قول کے مطابق کہ اس سے توبہ کروائی جائے گی۔ یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک بشر ہے۔“ اور بشر ایک ایسی جنس ہے جسے کے ساتھ عیب لاحق ہو سکتا ہے سوائے اس شخص کے جسکو اللہ نے

نبوت کے ساتھ عزت بخشی ہو اور اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے قطعی طور پر پاک ہے۔ اور وہ ایسی جنس سے نہیں ہے کہ جس کے ساتھ عیب لاحق ہو سکتا ہو۔ اور حضور ﷺ کو گالی دینا ایسے ارتداد کی طرح نہیں جس میں توبہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ ارتداد معنی خاص ہے اسی مرتد کے ساتھ۔ اس میں بندوں میں سے کسی کا حق بھی شامل نہیں ہوتا۔ تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اور جس نے حضور ﷺ کو گالی دی جانتے ہوئے بھی تو اس کے ساتھ بندے کا حق شامل ہو اسو وہ اس مرتد کی طرح ہے جو مرتد کی حالت میں (کسی کو) قتل کرے یا (کسی پر) تہمت لگائے۔ (آپ جانتے ہیں کہ) قتل اور قذف کی حد ساقط نہیں ہوتی۔ اسی طرح مرتد کی توبہ اگر قبول کر لی جائے تو وہ اس سے زنا، چوری اور دوسرے گناہوں کو ساقط نہیں کرتی اور سب النبی ﷺ کو اس کے کفر کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے معنی کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے جو لوٹتا ہے اس کی حرمت کی تعظیم کی طرف اور عیب کے زوال کی طرف۔ اور یہ معنی توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

### قاضی ابوالفضلؒ:

قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس شخص کا گالی دینا ایسا کلمہ نہیں ہے جو کفر کا تقاضا کرتا ہو بلکہ ایسی معنی کی وجہ سے ہے جو عیب لگانے اور حقیر سمجھنے کو شامل ہے۔ یا اس کا توبہ کر لینا اور رجوع کرنے کا اظہار اس سے ظاہری طور پر کفر کا نام اٹھا لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اس پر گالی دینے کا حکم باقی ہے۔

### ابو عمران الفاسیؒ:

ابو عمران الفاسی فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے حضور ﷺ کو گالی دی اور مرتد ہو تو اس کو قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی۔ کیونکہ گالی دینا بندوں کے حقوق میں سے ہے۔ جو مرتد سے ساقط نہیں۔ ہمارے ان شیوخ کا کلام اس کو حد اُقتل کرنے پر مبنی ہے نہ کہ کفر کی وجہ سے قتل کرنے پر اور یہ کلام تفصیل کا محتاج ہے ولید بن مسلم کی روایت کے مطابق جو انہوں نے امام مالک یا دوسرے ان لوگوں سے جو اس مسئلہ میں امام مالک کے موافق ہیں نقل کی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور اہل علم تصریح کر چکے ہیں کہ یہ شخص مرتد ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس سے توبہ

کروائی جائے اگر وہ توبہ کرے تو اسے سزا دیا جائے اور اگر انکار کرے تو قتل کیا جائے۔ تو اس وجہ پر اس پر مطلق مرتد کا حکم لگایا گیا ہے۔ اور پہلی وجہ جو ہم ذکر کر چکے ہیں زیادہ مشہور اور ظاہر ہے۔ یہاں ہم کلام کو پھیلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔ ”کسی نے اس کو مرتد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تو اس کو حد اُقتل کیا جائے گا۔“ یہ کہنا دو وجہوں سے ہے۔ یا تو اس کا اس بات سے انکار کے ساتھ ہے جس پر لوگ گواہی دیتے ہیں یا اس کا اس بات کو جڑ سے ختم کرنے اور اس کے توبہ کے اظہار کے ساتھ ہے۔ سو ہم اس کو قتل کریں گے حد کی وجہ سے حضور ﷺ کے حق میں کلمہ کفر کے ثابت ہونے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اسے جو تعلیم دی ہے اس کی تحقیر کی وجہ سے۔

**سوال:** اگر کوئی یہ کہے کہ آپ نے اس پر کفر کو کیسے ثابت کیا اور اس پر کلمہ کفر کی گواہی دی اور آپ اس پر اس سے توبہ کروانے یا اس کے توابع کا حکم نہیں لگاتے؟

**جواب:** ہم جواب دیتے ہیں کہ اگر ہم نے اس پر کافر ہونے کی وجہ سے قتل کا حکم لگا دیا ہے تو ہم اس کو اس کے توحید یا نبوت کے اقرار کے ساتھ یا اس کا انکار کرنا اس بات سے جس پر گواہی ہو چکی ہے۔ ختم نہیں کر سکتے یا یہ گمان کیا جائے کہ یہ اس سے سہوایا معصیتا ہوا ہے۔ اور وہ شخص اس کو جڑ سے ختم کرتا ہے یعنی اس پر پوچھنا ہے۔ اور یہ بات ممنوع نہیں کہ بعض اشخاص پر کفر کے بعض احکام لگائیں جائیں اگرچہ اس سے کفر کے خصائص ثابت نہ ہو جیسے تارک الصلوٰۃ کا قتل۔ اور اگر کسی کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ اس نے حلال ہونے کے اعتقاد سے گالی دی ہے تو اسکے کفر میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح اگر اس نے دل میں گالی دی حالانکہ وہ کافر ہے یہ اس طرح ہے جیسا کہ اس نے حضور ﷺ کی تکذیب کی یا اسکی تحقیر کی وغیرہ وغیرہ تو اس میں کوئی اشکال نہیں کہ اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ توبہ کر لے کیونکہ ہم اس کی توبہ قبول نہیں کرتے اور اس کو اس کے قول اور پہلے کفر کی وجہ سے قتل کرتے ہیں اگرچہ وہ توبہ بھی کرے۔ اس کے بعد اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد جو اس کے دل کے صاف ہونے پر مطلع ہے اور دل کے رازوں کو جانتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے توبہ ظاہر نہ کی اور اس نے اعتراف کیا اس بات کا جس کا اس پر گواہی ہے۔ اور اسی پر پختہ رہا تو وہ اپنے قول اور اس کو حلال سمجھنے کی وجہ سے کافر ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی حرمت کا ہتک

کیا ہے۔ اس کو کافر سمجھ کر قتل کیا جائیگا۔ بغیر کسی اختلاف کے علماء کا کلام ان تفصیلات پر محمول ہے۔ یہ کلام ابوالفضل قاضی عیاض نے کتاب الشفاء حقوق المصطفیٰ کی تعریف میں کیا ہے۔ اور ان کا کلام ایک اشارہ کو متضمن ہے کہ اس کی توبہ کی عدم قبولیت حد ہونے پر مبنی ہے اور قبولیت توبہ ارتداد پر مبنی ہے۔ اور قاضی عیاض اپنے پہلے کلام میں فرما چکے ہیں کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے حضور ﷺ کو گالی دی یا ان کو معیوب کہا یا اس کے نفس ذات میں یا دین میں یا نسب میں یا ان کے خصائل میں سے کسی خصلت میں یا اس نے اشارہ کیا یا مشابہ اشارہ کوئی چیز گالی کیلئے استعمال کی تو وہ بھی گالی شمار ہوگی۔ اور اس کا حکم گالی دینے والے کے حکم کی طرح ہے اسکو قتل کیا جائے گا اور کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ چاہے اس نے صراحت کہا ہو یا اشارہ۔ بالکل اسی طرح اگر کسی نے ان پر لعنت کی یا ان کیلئے بددعا کی یا انکے کیلئے کسی ضرر کی تمنا کی یا برائی کے طریقے پر ان کی طرف ایسی چیز منسوب کی جو ان کے منصب کے لائق نہیں یا ان کی جہت غالبہ کی طرف کوئی ایسی عبرت بات کی جو گھٹیا ہو یا جھوٹی ہو یا جو آزمائشیں اور تکالیف ان پر آئیں ہیں ان کے ساتھ عار کرے یا ان کو ایسے عوارض بشریہ کے ساتھ ملامت کرے جو ظاہر ہوں یا معہودنی الذہن۔ اور ان تمام باتوں پر صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لیکر آج کے زمانے تک تمام علماء کرام اور مفتیان کرام کا اجماع ہے۔

### امام مالکؒ، شافعیؒ وغیرہ کا مذہب:

ابن منذرؒ فرماتے ہیں اہل علم میں سے اکثریت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اگر کسی نے حضور ﷺ کو گالی دی تو اسے قتل کیا جائے گا۔ ان علماء میں امام مالک بن انس، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق اور امام شافعیؒ ہیں۔

### امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کا قول:

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور یہی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قول کا تقاضا ہے۔ اور اسی کے مثل حضرت امام اعظمؒ اور ان کے ساتھی امام ثوریؒ اور اہل کوفہ فرماتے ہیں، امام اوزاعی نے اس طرح کی بات اس آدمی کیلئے کی ہے جو مسلمان ہو اور آپ کو گالی دے۔ مسلم میں اسی طرح فرماتے ہیں لیکن یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ

ارتداد ہے اور اسی کے مثل ولید بن مسلم نے امام مالکؒ سے روایت کی ہے قاضی عیاض کا کلام یہاں ختم ہوا۔ یہاں پر نقل کرنے کا ارادہ اس لئے کیا کہ انہوں نے حضرت امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے جو امام مالک کے موافق ہے کہ قتل کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ ان حضرات کے ہاں اس کی توبہ قبول نہیں، اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ امام شافعیؒ اس کی توبہ قبول نہیں کرتے۔ امام حرین نے کتاب الجزیہ میں ذمی کے حکم کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم اس فصل کو ایک ایسے امر کے ساتھ ختم کرتے ہیں جس کا تعلق مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ ائمہ فرماتے ہیں جس نے اللہ کو برا بھلا کہا تو بالا جماع کافر ہے۔ پس اس کی وجہ سے وہ مرتد ہوا۔ اب اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اور اگر کسی نے حضور ﷺ کو گالی دی واضح تہمت کے ساتھ توبہ بالاتفاق کفر ہے۔

### شیخ ابوبکر فارسیؒ:

شیخ ابوبکر فارسی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں اگر اس نے توبہ کر لی تو اس سے قتل ساقط نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے تو اس کی حد قتل ہے جیسا کہ توبہ کرنے سے حد قذف ساقط نہیں ہوتا اسی طرح حضور ﷺ کو گالی دینے سے جو قتل واجب ہوا ہے وہ بھی ساقط نہیں ہوتا۔ اور اس میں اس نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور شیخ ابوبکر التفالیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ استاذ ابوالحق فرماتے ہیں جو شخص نے گالی دینے کی وجہ سے کافر ہوا ہو اس پر تلوار پیش کی جائے گی جیسے مرتد پر پیش کی جاتی ہے اگر وہ توبہ کرے تو اس سے قتل ساقط ہو جائے گا۔ حضرت شیخ ابوبکر صید لائی فرماتے ہیں کہ جب اس نے رسول ﷺ کو گالی دی تو اس پر ارتداد کی وجہ سے قتل واجب ہو گا نہ کہ گالی دینے کی وجہ سے۔ سو اگر وہ توبہ کرے تو اس سے قتل زائل ہو جائے گا جو ارتداد کی وجہ سے واجب ہو گیا تھا اور اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ پھر امام نے فرمایا کہ یہاں پر دو مسلک متوجہ ہوتے ہیں

**پہلا مسلک:** یہ مسلک فارسی کا ہے جو نہایت عمدہ ہے لیکن اس میں ابہام ہے کیونکہ انہوں نے مطلقاً چھوڑ دیا ہے وہ فرماتے ہیں جس شخص نے حضور ﷺ کو گالی دی اس کی حد قتل ہے لیکن اس میں اشکال ہے کیونکہ حدود رائے سے ثابت نہیں ہوتے۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ (

جس شخص نے حضور ﷺ کو گالی دی اسے قتل کرو) لیکن اس سے یہ فیصلہ کرنا ممکن نہیں کہ یہ حد قذف ہے۔ بلکہ یہ گالی دینے کی وجہ سے قتل ہے جو کہ ارتداد ہے اور اس کا تعلق حضور ﷺ کی تعظیم کے ساتھ ہے اور جس چیز کا تعلق بندوں کے حقوق کے ساتھ ہو اس میں توبہ کرنا صحیح نہیں۔ اور امام فارسی کی بھی یہی مراد ہے۔

**دوسرا مسلک** :- یہ ہے کہ یہ ارتداد ہے اور اس سے توبہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ ارتداد سے اور امام صید لائی نے جن اسی کوڑوں کی باقی رکھنے کا ذکر کیا ہے اس میں ان کی طرف سے فقہ میں قیاس جزئی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اسے کوڑے مارے جائیں گے اور قتل بھی کیا جائے گا۔ اگر عیب لگانے والے شخص نے حضور ﷺ پر کسی ایسے واقعے سے عیب لگایا جو صراحتہ قذف نہ ہو لیکن وہ عیب لگانا ایسا ہو جو کسی تعزیر کو واجب کرے۔ تو میں ایسے شخص کو ایسا تصور کرتا ہوں گویا اس نے صراحتہ نبی ﷺ کو گالی دی ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ کی اہانت کفر ہے گویا اس نے عیب لگایا تو اس کا قتل واجب ہو گیا اور وہ توبہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ یہ تو امام حرمین کا کلام تھا اس میں تکلم ہے کہ اگر نبی ﷺ کے بعض بیچازاد بھائیوں نے معاف کر دیا تو کیا قتل ساقط ہو جاتا ہے؟۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں یعنی یہ کوئی بات نہیں کیونکہ انبیاء نے وراثت میں علم چھوڑا ہے۔ اور اس کو مکمل کرنا موقوف ہے بعض کے طلب کرنے پر۔

یہ وہ مسلک ہے جسکو امام فارسی نے ذکر کیا ہے اور امام حرمین نے اس کو پسندیدہ قرار دیا ہے کہ اس سے توبہ کرنے سے قتل ساقط نہیں ہوتا اور اجماع بھی اسی پر ہے اور جو کلام امام ابو الفضل قاضی عیاض نے امام شافعی کی طرف سے پیش کیا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں یہ اس کلام کو مقتضی ہے۔ اور اسی مسلک کے قریب قریب امام غزالی کا قول بھی ہے جو انہوں نے اہل ذمہ کے بارے میں (المخلصہ) میں ذکر کیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایسی بابت صادر ہو جائے تو صحیح مذہب کے مطابق ان کی توبہ قبول نہیں جب اس کو مطلق چھوڑ دیا جائے۔ لیکن قریب یہ معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے ان کی مراد اسلام کے علاوہ ہے۔ لیکن لوگوں کی زبانوں پر اور حکام کے ہاں مشہور مذہب جس پر وہ ہمیشہ فیصلہ کرتے رہے ہیں یہ ہے کہ شوافع کا مذہب توبہ کے قبول ہونے کا ہے۔ حضرت امام رافعی



فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان کسی ایسے کلمہ کے ساتھ ذکر کرے جو کفر کا تقاضا کرتا ہو تو وہ مرتد ہے اور اسے اسلام کی طرف بلایا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نے حضور ﷺ کی تکذیب کی اس کا بھی یہی حکم ہے اگر وہ اسلام قبول کر لے اور توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اور جس شخص نے حضور ﷺ پر تہمت لگائی اور صراحتاً ان کی طرف زنا کی نسبت کی تو بالاتفاق کافر ہے۔

**اگر اسلام کی طرف رجوع کرے تو تین صورتیں ہیں :**

**پہلی صورت:** ایسے شخص پر کچھ لازم نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ مرتد ہو چکا تھا اب دوبارہ اسلام کی طرف آچکا ہے۔ یہ استاذ ابواسحاق کا مذہب ہے اور وجیز کے لفظ بھی اس کے رائج ہونے کا تقاضا کرتے ہیں۔

**دوسری صورت:** ایسے شخص کو حد اُقل کیا جائے کیونکہ اس نے نبی ﷺ پر تہمت لگائی ہے جس کی حد قتل ہے اور قذف کی حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

**تیسری صورت:** امام صید لائی فرماتے ہیں کہ اسے حد اسی کوڑے لگائے جائیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کو گالی دینا کفر ہے جو قتل کو واجب کرتا ہے اب جب وہ اسلام لا چکا تو جو قتل ارتداد کی وجہ سے واجب ہوا تھا وہ ساقط ہوا اور اس پر قذف کی حد باقی ہے قیاس کرتے ہوئے اس شخص پر جس نے عام انسان پر تہمت لگائی ہو اور مرتد ہو کر دوبارہ اسلام لا چکا ہو۔ امام رافعی کے کلام کا پہلا حصہ مکذب کی توبہ کی قبولیت پر پختگی ظاہر کرتا ہے اور کلام کا آخری حصہ اس کی توبہ کی قبولیت میں تردد پر دلالت کرتا ہے بخلاف اس کے جو وجیز کے الفاظ تقاضا کرتے ہیں۔ پس اس میں یہ احتمال ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ تردد تہمت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ نبی کے علاوہ کسی پر قذف کی حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور اس میں حاکم کو بھی اختیار نہیں ہے اور جس پر تہمت لگا چکا ہے اس آدمی کا حق ہے کہ وہ قاضی کے سامنے سزا کا مطالبہ کرے اور یہ حق اس کے وراثت کی طرف بھی منتقل ہو سکتا ہے۔ ان تمام میں کسی کا اختلاف نہیں اور نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کو گالی دینے سے تعزیر واجب ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس میں حاکم کو اختیار ہے یا نہیں؟ پس ہم جانتے ہیں کہ حد تعزیر سے زیادہ قوی ہے اسی طرح حد کو واجب کرنے والی چیز

تعزیر کو واجب کرنے والی چیز سے زیادہ قوی ہے۔ اور یہ دونوں حضور ﷺ کے حق میں کفر کا تقاضا کرتی ہیں۔ اسلام اور توبہ سے پہلے یہ دونوں برابر ہیں اسلام اور توبہ کے بعد ان دونوں کے حکم میں اختلاف ہے۔ پہلے کا حکم یہ ہے کہ یہ تمام حدود کی طرح ساقط نہیں ہوتی۔ اور قذف کے علاوہ باقی چیزیں مقذوف یا ان کے ورثاء کے معاف کرنے پر ساقط ہوتی ہیں۔ اور یہاں پر ممکن نہیں اور دوسرے کا حکم یعنی تعزیر ساقط ہوتی ہے۔ یعنی معاف کرنے سے تعزیر ساقط ہوگی اور اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ دونوں اسلام لانے کی وجہ سے ساقط ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم حضور ﷺ کی شفقت کو جانتے ہیں جو وہ امت پر کرتے تھے۔ اور ان کی امت پر رحمت اور ان کی ہدایت کیلئے ان کی رغبت بھی جانتے ہیں یعنی اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ ان کا اسلام قبول کر لیتے اور ان کو معاف کرتے اور یہ اسلام لانا ان کو راضی کر دیتے۔ اور یہ صحیح نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے کسی کو شہادتین کے تلفظ کے بعد قتل کیا ہو سوائے زناء اور قصاص کے۔

### یہاں دو مسئلے ہیں :

(۱) تہمت کے علاوہ گالی دینا۔ اس میں اسلام لانے سے قتل کے ساقط ہونے میں شواہف کا کوئی اختلاف نہیں۔

(۲) تہمت کے ساتھ گالی دینا اس میں اختلاف ہے لیکن اس میں راجح یہ ہے کہ اسلام لانے کی وجہ سے قتل ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ میں بحث کا تقاضا رافعی کا کلام بھی کرتا ہے۔ اور اس میں احتمال ہے کہ یہ کہا جائے کہ تیسری وجہ جسمیں اسی کوڑوں کا کہا گیا ہے وہ بغیر کسی اشکال کے قذف کے علاوہ میں جائز نہیں۔ لیکن اس کا بدل جائز ہے کہ اس کو تعزیر کیا جائے۔ کیونکہ قتل کرنا تو رسالت ﷺ کا حق ہے جو اللہ کے ساتھ متعلق ہے جو کہ اسلام لانے کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ جبکہ حدود و تعزیر دونوں بشریت کے حق ہیں اور آخری دونوں صورتیں برابر ہیں چاہے وہ گالی قذف کی ہو یا غیر قذف کی اور قتل کے ساقط ہونے کا اعتبار اس وجہ سے ہے کہ یہ ارتداد ہے اور

ساقط نہ ہونے کا اعتبار اس وجہ سے ہے کہ یہ بندے کا حق ہے، کیا آپ امام کے کلام کو نہیں دیکھتے جنہوں نے ایک دفعہ ”سب“ کا لفظ استعمال کیا ہے اور دوسری مرتبہ قذف کا۔ اور ان دونوں پر ایک ہی حکم لگایا ہے اور اس کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیا اور اس کی علت حضور ﷺ کے قدر کی تعظیم اور بندے کا حق ہے جو کہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتا اسی وجہ سے ناقلین کے کلام اور فارسی کے کلام میں اختلاف پایا جاتا ہے پس امام نے اس کو قذف کے لفظ سے ذکر کیا ہے اور توبہ کی عدم قبولیت پر تصریح کی ہے۔ اور قاضی حسینؒ نے اس کو سب کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور اس کے کلام کا تقاضا توبہ کے قبول ہونے کا ہے۔ ناقلین کی عبارت فارسی کے عبارت سے مختلف ہے جس کو میں ذمی کے کلام میں ذکر کروں گا۔ اور جو اس کے ساتھ متعلق ہے وہ میں بیان کر چکا ہوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قذف کی توبہ کی قبولیت میں بہت بڑا اختلاف ہے اور نقل کے اعتبار سے اس میں کوئی قطعی ترجیح نہیں ہے۔ لیکن دلیل اس کا تقاضا کرتی ہے جو میں نے ذکر کیا ہے۔ اور انشاء اللہ آگے ذکر کروں گا اور قذف کے علاوہ گالی دینے والے کی توبہ زیادہ قابل ہے قبول ہے قذف کی گالی دینے والے سے۔ شوافع سے جو منقول ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائے تو اس کو قطعی طور پر قتل کیا جائے گا اور اگر اسلام لے آئے تو اگر گالی قذف کی ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) قتل کیا جائے گا (۲) کوڑے مارے جائیں (۳) کچھ بھی نہ ہو۔

اگر گالی قذف کے علاوہ کی ہو تو مجھے شوافع سے قبولیت توبہ کے علاوہ کوئی روایت نہیں ملی۔

### یہاں دو صورتیں نکلتی ہیں :

(۱) پہلی صورت قتل ہے (۲) دوسری صورت تعزیر

لیکن مجھے کوئی بات نہیں ملی کہ ان دونوں میں سے کسی ایک پر شوافع نے تصریح کی ہو۔ اور اس میں فرق اس بات سے کیا جاتا سکتا ہے کہ تعزیر حد میں داخل ہے جیسے مقدمات زنا زانیہ میں داخل ہیں۔ اور ایک حد دوسری حد میں داخل نہیں ہوتی اسی وجہ سے قذف کی حد قتل میں داخل نہیں اور میں

نے امام شافعیؒ کے مذہب میں اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں دیکھی اور نہ ہی ”معالم السنن“ میں ”خطابی“ کے قول کے بغیر کوئی صورت دیکھی اگر گالی دینے کے لازمی ہو تو امام مالکؒ فرماتے ہیں ”اگر یہود و نصاریٰ میں سے کسی نے حضور ﷺ کو گالی دی اور اسلام نہ لایا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور امام احمد بھی اسی طرح فرماتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ذمی نے گالی دی تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اس کیلئے انہوں نے کعب بن اشرف کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔ امام اعظم سے مروی ہے حضور ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے ذمی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام خطابیؒ کے اس کلام سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ اسلام لائے۔ اگر ذمی میں معاملہ اس طرح ہے تو مرتدین میں بطریق اولیٰ ہے۔ مگر خطابیؒ کے کلام کو اس بات پر محمول کرنا ممکن ہے کہ انہوں نے امام شافعیؒ کے الفاظ کو نقل کیا ہو حالانکہ وہ اس بات سے خاموش ہیں اگر وہ اسلام لائے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اس مسئلہ کے ضمن میں مجھے شوافعؒ کی طرف سے ملی ہیں۔ اور قبولیت توبہ میں احناف شوافعؒ کے قریب ہیں۔ اور احناف کی طرف سے قبولیت توبہ کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ملی۔ اور گالی دینے کے مسئلے میں میں نے دونوں گروہوں کو مستقل بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ ذمی کے ساتھ کیا ہوا وعدے ٹوٹنے کی صورت میں دیکھا ہے گویا اس کو اس بات پر محمول کیا گیا کہ مسلمان تو گالی دے ہی نہیں سکتا۔ اور میں نے شوافعؒ میں سے کسی کو بھی اس بات پر تصریح کرتے ہوئے نہیں پایا کہ مطلقاً گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ حنابلہؒ کا کلام مالکیہؒ کے کلام کے قریب تر ہے یعنی امام احمد کے ہاں بھی اس کی توبہ قبول نہیں۔ جبکہ ایک روایت ان سے توبہ کے قبول ہونے پر بھی منقول ہے گویا امام احمد کا مذہب امام مالک کے مذہب کی طرح ہے۔ یہ تو تحریر ہے جو اس مسئلہ کے بارے میں منقول ہوا ہے۔

## دلائل قرآنی:

- (۱) ”قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف“ (الانفال) آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ آسندہ باز آجائیں تو جو گزر گیا ہے وہ ان کیلئے معاف کیا جائے گا۔
- (۲) ترجمہ! اے میرے وہ بندے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ

ہوں۔ بے شک اللہ ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا بے شک وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔

(۳) ترجمہ! اللہ تعالیٰ کیونکر ہدایت دے گا ایسی قوم کو جنہوں نے ایمان لانے کے بعد اور اس بات کی گواہی دینے کے بعد کہ بے شک اللہ کے رسول برحق ہیں اور ان تک واضح نشانیاں آجانے کے بعد کفر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ الظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (آل عمران ۸۶)

یہ آیات مرتد کے توبہ قبول ہونے میں نص ہیں، اور ان کے عام ہونے کی وجہ سے گالی دینے والا بھی ان میں داخل ہے۔ اور آپ ﷺ کا قول (اسلام ما قبل گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور توبہ ما قبل گناہوں کو مٹا دیتی ہے) ہمیں یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے کسی کو اسلام لانے کے بعد قتل کیا ہو اور اس کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اور حضور ﷺ کا قول... ترجمہ ”اے آدمی کا خون بہانا جائز نہیں جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ مگر تین چیزوں کی وجہ سے (۱) شادی شدہ زانی (۲) ناحق قتل پر قصاص (۳) مرتد۔ اسلام لانے کی وجہ سے ان وجوہ میں سے کوئی وجہ بھی باقی نہیں رہتی سوا اس کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ حدیث ان وجوہ کے علاوہ میں قتل کی ممانعت میں عمدہ مثال ہے۔

### قیاس :

اللہ کو گالی دینے والے پر قیاس کرتے ہوئے کہ اگر وہ توبہ نہیں کرتا ہے تو بالا جماع اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور اگر توبہ کر لے تو امام مالک کا صحیح اور مشہور مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول ہے۔ اور اس سے قتل ساقط ہو جاتا ہے۔

**اشکال!** حق اللہ اور حق العباد کے اندر یہ فرق پہلے گزر چکا ہے کہ حق العباد توبہ سے ساقط نہیں ہوتے؟

**جواب:** میں کہتا ہوں یہ بات صحیح ہے۔ لیکن ہم حضور ﷺ کی رحمہ لی اور شفقت سے یہ بات جان چکے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے محترم چیزوں یا حرام چیزوں کی مخالفت نہ ہو چکی ہو آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارے میں اور اس گالی دینے والے نے انبیاء کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محترم چیزوں کی بے ادبی کی ہے ضروری ہے

کہ جب تک یہ گالی گلوچ کی وجہ سے کفر پر قائم رہے واجب القتل ہے۔ جب کوئی مسلمان ہو کر توبہ تائب ہو جائے تو اس سے حق اللہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اور ہم نے حضور ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کی وجہ سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے اپنے لئے انتقام نہیں لیا ہے تو اس کے موت کے بعد کیسے انتقام لیا جا سکتا ہے۔ آپ نے اپنے حق کو اللہ کے حق کے تابع کر دیا ہے تو جب اللہ کا حق ساقط ہو گیا تو آپ کا حق بھی ساقط ہو گیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا مقصد صرف عالم کی ہدایت اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم کرنا تھا۔ اور یہ بات بالاتفاق ثابت ہے آپ پر سب کا قتل لازم نہیں تھا بلکہ معاف کرنا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ ابوسفیان جو آپ کے چچا زاد بھائی تھے ایذا رسانی کے باوجود اسے معاف فرمایا اور یہ بعد میں بہتر مسلمانوں میں سے ہوا۔ اسی طرح ابن ابی سرح اور اس کی جماعت سے بھی درگزر کر کے اسلام لانے کے بعد کسی کو قتل نہیں کیا۔ اگر گالی دینے والے کا قتل یقیناً اللہ کا حق ہوتا تو آپ کبھی نہ چھوڑتے معلوم ہوا کہ کفر پر قائم رہنے کی وجہ سے اس کا قتل اللہ کا حق ہے۔ اور اسلام لانے کے بعد یہ ساقط ہو گیا۔ اسی طرح اسلام کی طرف رجوع کے بعد اگر گالی دینے والے کا قتل کرنا حق اللہ ہوتا تو پیغمبر ﷺ کبھی اسکو نہ چھوڑتے۔

**اشکال:** اگر آپ کہیں کہ ایسے آدمی کا قتل اسلام سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کا حق تھا اور اس حق کو چھوڑا نہ جائے گا جبکہ اسلام کی وجہ سے اللہ کا حق تو ساقط ہو گیا اور رسول ﷺ کا حق باقی رہ گیا تھا اس کے لئے عفو اور قتل دونوں تھے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ابوسفیان اور ابن ابی سرح کو حضرت عثمانؓ کی سفارش کی وجہ سے معاف فرمایا۔

اگرچہ اس کا قتل کرنا جائز تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا سمجھدار انسان نہیں تھا کہ اسے قتل کرتا۔ جب کہ یہ بات ثابت ہے کہ پیغمبر ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ابن ابی سرح نے اسلام لایا اور ارتداد سے واپس ہوا؟ (یعنی ارتداد سے رجوع کیا)

**جواب:** میں کہتا ہوں کہ ابن ابی سرح کا آپ ﷺ کے پاس آنے سے پہلے اسلام لانا تو ثابت نہیں بعض اہل سیر نے اگرچہ اس طرح ذکر کیا ہے۔ لیکن اکثر نے یہ ذکر نہیں کیا ہے۔ اور معلوم یہی ہوتا ہے کہ بات یہ نہیں۔ اور علامہ واقدی کا یہ قول کہ ”وہ تائب ہو کر آیا“ اس کا معنی

یہ ہے کہ اس نے گناہ سے رجوع کیا اور اسلام میں جب تک شہادتین کے تلفظ نہ کرے تو کافی نہیں۔ اور یہ بات نقل صحیح سے ثابت نہیں کہ نبیؐ نے کسی کا خون معاف کیا ہو اسلام کے تلفظ سے پہلے اور نہ ہی ان لوگوں کو قتل کیا ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔

**سوال:** اگر آپ کہیں کہ حضرت عثمانؓ اس بات کو کیوں نہ سمجھ سکے کہ انہوں نے ابن سرح کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تاکہ ان کا خون محفوظ ہو جائے اور نبی ﷺ کی طرف رجوع نہیں کیا؟

**جواب:** دو وجہوں سے۔ (۱) حضرت عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بخوبی واقف تھے

اگرچہ اس کا قتل کرنا جائز تھا۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نیک انسان نہیں تھا کہ اسے قتل کرتا جب کہ یہ بات ثابت ہے کہ پیغمبرؐ کے تشریف لانے سے پہلے ابن ابی سرح نے اسلام لایا اور توبہ کی۔ میں کہتا ہوں کہ مرتد ہونے سے رجوع اور آپؐ کے آنے سے پہلے اس کا اسلام لانا ثابت نہیں ہے۔ بعض اہل سیر نے اگرچہ اسے ذکر کیا ہے لیکن اکثر نے یہ ذکر نہیں کیا۔ اور معلوم یہی ہوتا ہے یہ بات نہیں ہے۔ اور علامہ واقدی کا یہ قول کہ وہ تائب ہو کر آیا اس کا معنی ہے کہ اس نے گناہ سے رجوع کیا اور اسلام میں جب تک شہادتین کا تلفظ نہ کرے جبکہ اسلام لانے میں شہادتین کے تلفظ کے سوا چارہ نہیں۔ اور یہ بات نقل صحیح سے ثابت نہیں کہ کسی کا خون پیغمبرؐ نے معاف کیا ہو اسلام تلفظ کرنے سے پہلے اور نہ ہی وہ لوگ جو اسلام لائے ہوں ان کے قتل کا حکم فرمایا ہو۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔

**سوال:** اگر آپ کہیں کہ حضرت عثمانؓ اس بات کو کیوں نہ سمجھ سکے اور اپنے بھائی ابن ابی سرح سے کلمہ شہادت پڑھنے کی جلدی کی تاکہ اس کا خون محفوظ ہو جائے اور پیغمبرؐ کی طرف کوئی رجوع نہیں کیا؟

**جواب:**

**پہلی وجہ:** حضرت عثمانؓ اللہ اور اللہ رسولؐ سے بخوبی واقف تھے تو اسی وجہ سے آپؐ کے سامنے نہیں گئے اور نہ پیغمبرؐ کے بغیر کوئی فیصلہ کیا لیکن حضرت عثمانؓ کی تعلیم کی وجہ سے ابن ابی سرح کا خون محفوظ ہوا۔

**دوسری وجہ:** بیت لینے کا ایک طریقہ کار تھا اول اسلام میں یہ شرط تھی اسی وجہ سے اسے

بیعت لینے کیلئے لایا گیا۔ لیکن ابوسفیان اور دوسرے لوگ جنہوں نے پیغمبر کی مخالفت کی تھی جب وہ مسلمان ہوئے تو ڈرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان کا اسلام لانا قبول کیا۔ یا تو اس وجہ سے کہ بیعت لینا اسلام کی شرط اول تھی یا اس بیعت کی وجہ سے اس آدمی کا پتہ لگ جاتا کہ منافق نہیں یا اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ہاں مقبول ہو۔ جیسے کہ کعب بن مالک اور ان کے ساتھی کی توبہ کے بارے میں دونوں پیغمبر کے پاس نام اور تائب ہو کر آئے لیکن ان کی توبہ کے بارے میں 50 راتوں کے بعد قبولیت کا حکم نازل ہوا یہاں جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ ابوسفیان اور اس جیسے لوگوں کیلئے بطور مثال ہے۔ لیکن ابن ابی سرح کا واقعہ اس طرح نہیں تھا۔ بلکہ اس کا اسلام ظاہراً اور باطناً اس وقت تک صحیح نہ تھا جب تک کہ پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے اور نہ اس سے پہلے اس نے کلمہ پڑھا اگرچہ بعض مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے۔

**سوال:** اگر آپ کہیں کہ اسلام لانے کی وجہ سے اس کا قتل کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور توبہ بھی قبول ہے تو جب ابن ابی سرح اسلام لے آیا تو پیغمبر نے اس سے کیونکر اعراض فرمایا اور اور یہ ارادہ فرمایا کہ بعض صحابہ یہ حالت جان کر اسے قتل کریں حالانکہ آپ ﷺ تمام مخلوقات سے زیادہ شفیق اور اپنے لئے انتقام نہ لینے والوں میں سے تھے۔

**جواب:** میں کہتا ہوں ہاں آپ شفیق اور مہربان ہونے میں سب سے بڑے رحم دل اور محبت کرنے والے تھے۔ اور اپنے لئے انتقام نہ لینے والے تھے سوائے اللہ کی خاطر۔ ابن ابی سرح سے اعراض کرنا اللہ کیلئے تھا کیونکہ اس نے اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر کفر کے اقسام میں سب سے بری قسم کی جرأت کی۔

### کفر کے تین درجے ہیں:

(۱) اصلی کفر جو اپنے آپ کو اس کفر کو اپنے لئے دین سمجھے اور پیدائشی ہو (۲) اسلام کے بعد کفر کی طرف رجوع کرنا اور یہ بہت فتنہ اور بدترین کفر ہے اس وجہ سے اس میں اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز قبول نہیں۔ بخلاف پہلی صورت کے اس میں جزیہ، غلامی اور فدیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ (۳) انبیاء کو برا بھلا کہنا اور گالی دینا یہ تینوں اقسام میں سے بدترین کفر ہے اس لئے کہ دین میں یہ بات



گوارہ نہیں ہے اور اس میں انبیاء اور رسولوں کی تذلیل ہوتی ہے۔ اور کمزور ایمان والوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوتا ہے لہذا یہ جرم بدترین جرموں میں سے ہے اسی وجہ سے نہ اسے تو بہ کیلئے کہا جاتا ہے بخلاف دوسری قسم کے کیونکہ دوسری قسم کے کفر میں کبھی شبہ تو ہوتا ہے لیکن ان پر گرفت نہیں ہوتی اور انبیاء کو گالی دینے والی قسم میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوتا اور ایسے آدمی کیلئے تو بہ پیش کرنا نہ ضروری ہے اور نہ مستحب بلکہ ایسے آدمی کو پکڑ کر قتل کر دیا جائے اور اس سے زمین پاک کی جائے۔ ہاں اگر اس نے اسلام لایا تو اس نے اپنے آپ کو بچا لیا اس سے مجھے معلوم ہوا کہ جو اس کی تو بہ کے قبولیت کے قائل ہیں وہ صحیح ہیں اور اس کے قریب وہ اصلی کفار ہیں کہ جن کے ساتھ ابتداً جنگ نہیں لڑی جاتی جب تک ان کو دعوت نہ دی جائے۔ جب ان کو دعوت اسلام اور خوف کی بات پہنچ جاتی ہے تو پھر ان پر حملہ کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ اور ہر بار ان کو دعوت اسلام کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ ان کو دعوت اسلام پہنچی اور ان کا عذر ختم ہو گیا۔ اگر وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے اپنی جان بچالی۔ ہم نے اس مرتد کو جو گالی نہ دیتا ہو۔ اس وجہ سے جدا سمجھا کہ اکثر مرتد ہونا کسی شبہ کی وجہ سے بھی ہوتا ہے تو تو بہ کر لینے سے وہ زائل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے بے دین آدمی کی تو بہ اور جو اسلام میں پیدا ہوا ہو اس کی تو بہ میں تردد کیا ہے کہ آیا ان کو قتل کیا جائے یا نہیں کیونکہ ان کو کوئی شبہ نہیں۔

**اشکال:** اگر آپ یہ کہیں کہ قانون یہ ہے کہ انسانوں کے حقوق تو بہ سے ساقط نہیں ہوتے جب تک اس کا حقدار معاف نہ کر دے۔

**جواب:** میں کہتا ہوں! ہاں بات اسی طرح ہے معاف کرنے والے کے الفاظ اس حق کے ساقط کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ جب یہ امر واضح ہے کہ پیغمبرؐ اپنی ذات کیلئے انتقام نہیں لیتے۔ اور آپؐ اپنی امت پر اپنی جان سے بھی زیادہ مہربان ہیں تو یہ دلیل ہے آپکی رضامندی پر اور اسلام لانے سے آپکی رضامندی کا ثبوت ہے اور دونوں حقوق کے ساقط ہونے کیلئے بھی یہی دلیل ہے میرا مطلب قتل کا حق ہے۔ باقی قتل کرنے کے علاوہ جو سزا باقی ہے اس کا بیان بعد میں کرونگا۔ (انشاء اللہ)

**اشکال:** مذکورہ بات میں ہے حضرت عثمانؓ نے اس کے بعد پیغمبرؐ سے ابن ابی سرح کے بارے عرض کیا کہ وہ جب آپؐ سے ملتا ہے تو آپؐ سے ڈرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس

سے بیعت نہ لوں کہ وہ امن میں ہو جائے حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کیوں نہیں اللہ کے رسول لیکن اسلام میں داخل ہونے کی صورت میں اس کو اپنا کیا ہوا جرم یاد آتا ہے۔

تو آپؐ نے جواب دیا کہ اسلام پہلی والی غلطی کو ختم کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قتل کا خوف بیعت سے ختم ہوا اور گناہ اسلام لانے سے ختم ہوا؟

**جواب:** میں کہتا ہوں بلکہ اس سے ظاہر ہوا کہ دونوں اسلام لانے سے ختم ہوئے اور ابن ابی سرح کو جو وہم تھا گناہ کے ختم نہ ہونے کا وہ بھی دفع ہوا۔ اگر آپؐ یہ سوال کریں کہ ابن ابی سرح کا اس وقت سے پہلے اسلام لانا اگر درست ہو تو پھر بھی اس میں توبہ قبول نہ ہونے اور قتل کے حتمی ہونے میں دلیل ہے۔ میں کہتا ہوں دو وجہ سے نہیں ان میں سے ایک یہ کہ اس وقت اسلام کیلئے یہ شرط تھی کہ پیغمبرؐ بھی اسے قبول کرے اور بیعت بھی لے۔ بخلاف پیغمبرؐ کے بعد کی حالت کے دونوں میں فرق یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے زمانے میں وحی نازل ہوتی رہی اور اللہ آپؐ کو ان باتوں پر مطلع فرماتے جو دوسروں کو معلوم نہ ہو۔ دوسری وجہ وہ حدیث ہے جو حضرت ابو بکرؓ سے منقول ہے کہ جو کوئی پیغمبر کو غصہ دلاتا اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ تو کبھی کبھار یہ حکم اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب تک کہ آپؐ کا غصہ موجود ہو اور جب راضی ہو جائے تو وقت کا حکم بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ غصہ کے الفاظ پر موقوف نہیں۔ اور نہ قتل گالی کے الفاظ پر موقوف ہے۔ بلکہ اس کا تعلق غصہ کے ساتھ ہے۔ وجود اور عدم دونوں میں اور ابن ابی سرح جب آیا تو آپؐ کا غصہ ختم نہیں ہوا تھا لیکن جب حضرت عثمانؓ سے آپؐ نے حیا کی تو آپؐ کا غصہ بھی ختم ہوا۔ اور اسی طرح آپؐ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث کا واقعہ ہے۔ اگرچہ آپؐ نے اس کا خون نہیں بہایا لیکن جب مسلمان ہو کر حاضر ہوا اور اتنی مدت ٹھہرا ہا کہ آپؐ اس سے راضی ہوئے۔ کوئی مانع نہیں اس بات سے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قتل وغیرہ کی سزا پیغمبرؐ کے غصہ پر مرتب کی ہو۔ ناراضگی اور رضامندی دونوں باطنی امور میں سے ہیں جن پر سوائے اللہ کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور پیغمبرؐ کے احوال اخلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپؐ کو کوئی راضی کرنا چاہے تو راضی ہو جاتے ہیں اور جو گالی دینے والا آدمی آپؐ کی رحلت کے بعد اسلام کی طرف لوٹا اس وقت پیغمبرؐ کے غصے کا کوئی وجود نہ رہا تو کیسے قتل کیا جاتا اور ہم عنقریب علی ابن ابی سرح کی بات کو ذکر کریں گے۔

**سوال:** حدیث مبارکہ میں ہے جس نے پیغمبر کو گالی دی اسے قتل کرو۔ اس کے قتل کرنے کیلئے یہی دلیل کافی نہیں ہے؟

**جواب:** یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس حدیث کی طرح ہے جس میں فرمایا گیا جس نے اپنا دین بدلا اُسے قتل کرو حالانکہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرتد کی توبہ قبول نہیں۔ تو یہی حکم اس آدمی کا بھی ہے جس نے نبی ﷺ کو گالی دی۔ جیسا کہ حارث بن صوید مرتد ہوا تھا پھر اس نے توبہ کی پیغمبر نے اس کی توبہ کو قبول کیا۔

**سوال:** کیا اس پر کچھ زائد چیز بھی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ لوگ اللہ کے نام کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا جو کہ ابھی تک نہ پاسکے اس کا بھی ارادہ کیا اور ان کو یہ بات بری لگی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول نے اللہ کے فضل سے بے نیاز (غنی) کر دیا اگر یہ توبہ کریں تو ان کیلئے بہتر ہوگا۔ یہ آیت عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے بارے میں نازل ہوئی اس نے کہا تھا کہ ہماری اور محمد کی مثال اس قائل جیسی ہے کہ جو کہے کہ اپنے کتے کو خوب موٹا تازہ کرو تا کہ تجھے کاٹے یہ کہتا تھا کہ اگر ہم مدینہ کو لوٹے تو ضرور معزز (اپنی جان) ذلیل (یعنی پیغمبر) کو نکالیں گے۔ یہ لوگ تبوک میں تھے جب ایک دوسرے سے چھپ کر بات کرتے (یعنی منافقین) جنہوں نے پیغمبر اور آپ کے صحابہ کو گالی دی اور دین کو برا بھلا کہا اور یہ بات پیغمبر تک پہنچ گئی۔ آیت کریمہ شہادت دیتی ہے کہ گالی دینے والے منافقین اگر توبہ کریں تو ان کیلئے بہتر ہوگا اور اگر انہوں نے توبہ سے منہ موڑا تو اللہ پاک دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دیگا (سورہ توبہ آیت 84) اس آیت کے اندر یہ دلیل موجود ہے کہ ان کی توبہ قبول ہے اور ان سے دنیا اور آخرت کا عذاب اٹھانے والی ہے۔

**سوال:** اگر آپ کہیں کہ گالی دینے والے کی توبہ کا حکم زندیق کی توبہ کی حکم کی طرح ہے؟

**جواب:** میں کہتا ہوں کہ قاضی عیاض کا کلام دونوں کے درمیان برابری کا تقاضا کرتا ہے حالانکہ ان دونوں کے قتل کی علت مختلف ہے۔ گالی دینے والے کو قتل کرنے کی علت یہ ہے

کہ وہ آدمی کا حق ہے۔ یہاں تک کہ اگر فرض کیا جائے کہ اس نے معاف کیا تو اس سے قتل ساقط ہو جاتا ہے۔ اور بے دین کے قتل کی علت اس کے اسلام پر بے اعتباری ہے لیکن میں عنقریب دونوں حکموں کے درمیان قرب کو بیان کرونگا۔

**سوال:** اگر آپ یہ سوال کریں کہ پیغمبرؐ کے بعض قریبی رشتہ داروں کیلئے معافی کی بات امام صاحب اور امام غزالیؒ نے فرمائی ہے؟

**جواب:** آپ نے فرمایا کہ انبیاءؑ نے درہم و دینار کی وراثت نہیں چھوڑی جو وراثت چھوڑی ہے وہ علم کی وراثت ہے اور اس کے علاوہ جو حقوق ہیں ابتداء حدیث اس سے خاموش ہے اور آخر حدیث حقوق وراثت کو منع کرتی ہے۔ اور یہ بات عموم حصر کی وجہ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اس بات میں سارے مسلمان آپ کے نائب اور قائم مقام ہیں میرا مطلب مطالبہ کے حق میں ہے۔ باقی معافی کے بارے میں تو میں نے وضاحت کی ہے کہ اسلام کی وجہ سے قتل ساقط ہو جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے کسی کیلئے معافی نہیں۔

**سوال:** جب گالی تذف کے قبیل سے ہو؟

**جواب:** پسندیدہ بات یہ ہے کہ یہ بھی اس گالی جیسی ہے جو بغیر تذف کے ہو اور ان دونوں کا نتیجہ قتل ہے۔ جیسے ہم نے پہلے دو مقدموں میں ذکر کیا اس کیلئے کوڑے نہیں ہیں اور پسندیدہ قول دوسرا ہے کہ چھوٹے جرم کو بڑے جرم میں داخل کیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس ان جرموں کو ایک دوسرے میں داخل کرنے کی دلیل موجود ہے اور اس کے برعکس صورت پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ گالی دینے سے پہلے تو سب کا اتفاق ہے کہ اس کا خون محفوظ ہے۔ اور اسی طرح گالی دینے کے بعد تو بہ کرنے سے پہلے والے شخص پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا خون بہایا جائے۔ لیکن اختلاف اس صورت میں ہے کہ تو بہ کے بعد کیا حکم ہے۔ کیونکہ نہ تو یہ شخص زانی ہے نہ قاتل ہے نہ کافر، تو حدیث مذکورہ کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ایک دلیل صحیح سے تخصیص ثابت نہ ہو اگر آپ کہیں کہ تو بہ سے پہلے قتل پر تو اتفاق ہے۔ لیکن جو تو بہ کی وجہ سے قتل کے ساقط ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس پر کوئی دلیل ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ہم نے

حدیث مذکور کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ وہ مسلمان ہے نہ زانی ہے نہ قاتل۔

**سوال:** یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ان تین اسباب میں سے کسی ایک سبب سے قتل کیا جائے گا (یعنی زنا، کفر، قصاص) اب اگر گالی دینے والے کو توبہ سے قبل حد کے طور پر قتل کیا جائے تو تم نے پھر حدیث کی مخالفت کی اور اگر یہ کفر ہو تو تم نے اس کے خلاف بات پیش کی ہے۔

**جواب:** گالی دینے والا کافر ہے ایمان کے بعد اور حدیث کے یہ الفاظ ”لا یحل دم امری مسلم الا باحدى ثلاث کفر بعد ایمان ، و زنا بعد احسان ، و قتل نفس بغير نفس“ اس حدیث میں مسلمان سے مراد وہ شخص ہے جس میں پہلے سے اسلام ہو۔ تاکہ اس سے مستثنیٰ کرنا اور نکالنا اس شخص کا جو ایمان کے بعد کافر ہو صحیح ہو جائے اور گالی دینا تو کفر ہے ایمان کے بعد تو گالی دینے والا اس مذکورہ حدیث میں داخل ہوا۔ ہاں البتہ گالی کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) گالی کا خاص ہونا۔ (۲) عام ہونا یعنی ایمان کے بعد کفر ہونا۔

حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ دوسری جہت علت ہو اور خصوصاً گالی بذاتہ علت نہ ہو اگرچہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ یہی علت ہے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتے ہیں کہ گالی اور کفر میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ کیونکہ گالی دینے کا صدور کبھی تو کافر سے ہوتا ہے جو کہ اس کے کفر کو زیادہ کرتا ہے پیدا نہیں۔ اور کبھی اس کا صدور مسلمان سے ہوتا ہے جو کہ کفر کو پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح گالی اور کفر بعد الایمان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ کیونکہ ایمان کے ہر بعد گالی کفر ہے اور ہر کفر بعد الایمان گالی نہیں۔ جب حدیث شریف کا مورد مسلمان کے حق میں عام ہے جو گالی کو بھی شامل ہے اور گالی کے علاوہ اس شے کو بھی شامل ہے جو کفر بعد الایمان ہے اور علت بنانے میں معنی اعم پر اکتفا کرنے میں ایک لطیفہ اور ایک فائدہ ہے۔

**لطیفہ:** اللہ تعالیٰ کی طرف سے ادب کا خیال رکھنا اور حضورؐ کا اپنے حق سے اعراض کرنا کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے لئے انتقام نہیں لیا بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیا ہے۔

**فائدہ:** اسلام لانے سے قتل کا ساقط ہونا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے قتل ہو

جیسا کہ مرتد کے قتل کو حد کہا جاتا ہے۔ اور اس میں صرف لفظی اختلاف اور نزاع ہے جس طرح پہلے بحث کر دی گئی۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ خاص کر یہی گالی دینا بھی علت ہے اس سے ہماری مراد وہ عام صورت ہے کہ جو شامل ہے ایمان کے بعد گالی دینے یا پہلے کو) تاکہ اس عموم کی وجہ سے ہم استدلال کر سکیں ذمی اور معاہد کے گالی دینے پر جیسا کہ عنقریب آجائے گا اور مذکورہ حدیث جس میں مسلمان کے قتل کو تین صورتوں میں بند کیا ہے۔ یہ مسلمان کے غیر کو معارض نہیں سو ہم نے جو بات ذکر کی ہے یہ بالکل بھی حدیث کے مخالف نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

**سوال:** اگر کوئی یہ کہے کہ حضورؐ کا ارشاد مبارک کہ ”لا یحل دم امری مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ الا باحدی ثلاث و قتل نفس بغير نفس“ جو کہ اللہ تعالیٰ کے معبود اور حضورؐ کے آخری نبی ہونے کی گواہی دے۔

**ترجمہ:** کسی بھی مسلمان آدمی کا خون بہانا جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ کے معبود اور حضورؐ کے آخری نبی ہونے کی گواہی دے سوائے ان تینوں صورتوں کے (۱) ایمان لانے کے بعد کافر ہو جانا (۲) شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرنا (۳) کسی کو قتل کرنا بغیر قصاص کے۔

اس میں تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسلام لانے کے ساتھ قتل ساقط ہو جاتا ہے نہ تو گالی دینے والے سے اور نہ ہی گالی کے علاوہ کسی دوسرے مرتد سے۔ بلکہ اسمیں تو اس کے قتل کرنے کی دلیل ہے اگرچہ وہ اسلام ہی کیوں نہ لائے۔ جیسا کہ مرتد کے بارے میں امام حسن اور اہل ظواہر کا مذہب ہے اور ان کے علاوہ ایک اور جماعت کا مذہب ہے گالی دینے والے کے بارے میں کیونکہ یہ حدیث صادق آرہی ہے اس شخص پر جس سے کفر ثابت ہو جائے ایمان لانے کے بعد چاہے بعد میں وہ شخص اس کفر سے رجوع کرے یا نہ کرے اور نہ یہ بات حدیث میں مذکورہ ہے کہ جس وقت اس کو قتل کیا جائے اس وقت کفر موجود ہو۔

قرآن اور سنت صحیحہ کی موجودگی میں اختلاف کی طرف کوئی توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ اور اس کو چھوڑ دو جس کی طرف معنی رہنمائی کرے اور ہر صحیح الطبع عربی اس کو سمجھے کہ اس سے مراد یہ ہے۔ اور قواعد اصولیہ جس میں علت پر حکم مرتب ہو اور جب یہ علت پائی جائے تو حکم بھی پایا

جائے اور اگر علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہ پایا جائے۔

اور اس مسئلے میں معنی مناسب یہ ہے کہ وہ کفر میں مبتلاء ہو اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کا مخالفت کرنے والا بن جائے ریو مرتد کے بارے میں ہے۔ اور کلام گالی دینے والے میں اسی کی مثل ہے۔

**سوال:** یہ حدیث تو عام ہے اور اس کو ابن ابی سرحؓ والی حدیث کے ساتھ خاص کیا ہے سو یا تو وہ آپ کے آنے سے پہلے اسلام لا چکا تھا اور اور یا نہیں لایا تھا لیکن اسلام کا ارادہ کیا تھا۔ اور دونوں صورتوں میں جو لوگ اسلام لانے کی وجہ سے قتل کے سقوط کے قائل ہیں وہ اس کے قتل کا حکم نہیں دیتے۔ حالانکہ حضورؐ نے کہا تھا ”ما کان فیکم رجل رشید یقوم الیہ فیقتلہ“  
**ترجمہ:** تم میں کوئی نیک بخت آدمی نہیں تھا جو کھڑا ہوتا اور اس کو قتل کرتا“

تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا قتل جائز ہے جو حضورؐ کے معاف کرنے سے ساقط ہوتا ہے چاہے وہ اسلام لائے یا نہ لائے۔

**جواب:** یہ ایک ایسی جگہ ہے جس میں غور کرنا اور سوچنا واجب ہے اور میں نے اس حدیث کی طرق میں غور و تتبع کیا تو میں تمام طرق کو اس بات پر متفق پایا کہ انہوں نے ارتداد کیا تھا اور جو نہیں کہنا چاہیے تھا ایسی باتیں کہیں تھیں۔

ابن ابی سرحؓ فتح مکہ کے وقت حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضورؐ کے پاس آئے اور اس بات میں کوئی شک نہیں۔ اور تمام روایات بھی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ہے جو کھڑا ہو جائے اور اس کو قتل کرے۔

بہر حال وہ اس کا آنے سے پہلے اسلام لانا یا حضورؐ کے سامنے پیش ہونے کی وقت اسلام لانا یا بعد میں اسلام لانا۔ ان تمام صورتوں میں غور کرنا واجب ہے۔

حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے کہ آنے سے پہلے انہوں نے اسلام لایا تھا۔ لیکن یہ ثابت نہیں جیسا کہ ہم نے پہلے تنبیہ کر دی۔

امام واقدیؒ نے فرمایا کہ وہ توبہ کرتے ہوئے آئے تھا۔ جو کہ اسلام لانے کے بارے میں نص نہیں ہے۔ اور نہ ہی امام واقدیؒ ان اماموں میں سے ہیں جس کی روایت سے حجت پکڑی

جائے۔ اگرچہ وہ سیرت کے امام ہیں۔ اور وہ حدیث جو سنن ابی داؤد میں مذکور ہے وہ حدیث تقاضہ کرتی ہے کہ حضورؐ نے یہ بات ابن ابی سرح سے بیعت لینے کے بعد کہی تھی۔ اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اسباط بن نصر اور اسماعیل سدی ہیں اور سدی کے بارے میں تو بہت زیادہ کلام ہے اگرچہ امام مسلم نے اس کی روایت کو ذکر کیا ہے اسی طرح اسباط کا معاملہ ہے۔ لہذا اس سبب کی وجہ سے یہ حدیث صحیح شرائط پر پوری نہیں اترتی البتہ ہم حدیث کو اس بات پر محمول کر سکتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ان کو امن دلانے کے ارادے سے لیکر آئے تھے۔ تو حضورؐ نے ان کو امن دیا لیکن ابن ابی سرح کفر کی حالت میں چلا گیا تو حضورؐ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور بعد میں وہ مسلمان ہو گیا۔

”استیعاب کتاب میں انہی کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے امام ابو عمر ابن عبدالبر کے الفاظ بھی اسی کا تقاضا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے انکو غائب کیا جب اہل مکہ مطمئن ہوئے تو ان کو حضورؐ کے پاس لایا اور ان کیلئے امن کا مطالبہ کیا تو حضورؐ کافی دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا کہ ٹھیک ہے اس کو امن حاصل ہے۔ جب وہ چلے گئے تو حضورؐ نے اپنے ارد گرد کے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے خاموش ہوا کہ تم میں سے کوئی کھڑا ہو اور اس کو قتل کر دے۔ تو انصار میں ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ نے کیوں میری طرف اشارہ نہیں کیا؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ کسی نبی کیلئے یہ مناسب نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔ اور عبداللہ بن ابی سرح فتح مکہ کے دن اسلام لایا تو بہترین اسلام بنا۔ یہ ابن عبدالبر کے الفاظ ہیں۔

”مغازیہ“ میں واقدیؒ نے فرمایا ہے کہ ابن ابی سرح حضرت عثمانؓ کے پاس آیا جو ان کا رضاعی بھائی تھا۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھائی اللہ کی قسم میں نے آپ کو چنا ہے آپ مجھے یہاں روک لو اور آپ خود حضورؐ کے ہاں تشریف لے جاؤ اور میری (معافی) کی بات کر لو۔ کیونکہ میرا جرم بہت بڑا ہے لیکن میں اب توبہ کر کے آیا ہوں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ، اس نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو میری گردن اڑادیں



گے اور مجھ کو مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔ آپ نے میرے قتل کو مباح قرار دیا ہے اور صحابہ مجھے ہر جگہ تلاش کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا میرے ساتھ چلو انشاء اللہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائیگا۔ کیونکہ اگر ہم دونوں حضورؐ کے سامنے کھڑے ہونگے تو پہلے مجھ کو ماریں گے تم کو لایا ہوں۔ پھر حضرت عثمانؓ ان کو حضورؐ کے پاس لے گئے۔ اور فرمایا کہ اس کی ماں نے مجھے اٹھائے رکھا۔ میری پرورش کی آپ اس کو معاف کر دیں۔ تو حضورؐ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ جب بھی حضورؐ منہ پھیرتے تو حضرت عثمانؓ آپ ﷺ کے سامنے آتے اور یہی بات دہراتے۔

حضورؐ ان سے منہ اس لئے پھیرتے تاکہ کوئی کھڑا ہو کر اس کی گردن اڑا دے کیونکہ حضورؐ اس کو امن نہیں دینا چاہتے تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا اور حضرت عثمانؓ رسول اللہؐ پر جھکے اور ان کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میرے والدین آپ پر فدا ہوں۔ اس کو بیعت کر لیں۔ تو حضورؐ نے بیعت فرمایا۔

پھر آپؐ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کو کس نے منع کیا تھا تم میں سے کوئی کھڑا ہوتا اور اس کتے کو قتل کر دیتا (ایک روایت میں) حضورؐ نے کتے کی جگہ فاسق کا لفظ استعمال کیا۔

تو حضرت عباد بن بشیر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے میری طرف اشارہ کیوں نہیں کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں آپؐ کے اشارے کی پیروی کرتا جس جگہ بھی میں ہوتا میں اس کی گردن اڑا دیتا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس طرح ابوالیسر نے کہا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس کو اشارہ کرنے کے ساتھ قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اس دن یوں ارشاد فرمایا تھا کہ کسی نبی کی آنکھ خیانت کرنے والی نہیں ہو سکتی۔ پھر حضورؐ نے اس کو بیعت کر لیا۔

یہ واقعہؓ کی مغازی کے الفاظ ہیں جنکے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ان کے ساتھ

بیعت آپ ﷺ کے مذکورہ ارشاد کے بعد ہوئی۔ جبکہ حضرت عثمانؓ نے پہلے یہ کہا تھا کہ اس کو میرے لئے چھوڑ دیں۔ اور انہوں نے بیعت کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ تو حضورؐ نے منہ پھیر لیا لیکن جب حضرت عثمانؓ نے دوسری مرتبہ بیعت کا کہا تو حضورؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے کیونکہ اس نے اسلام کو طلب کیا تھا۔ اور اس کی دلیل حضورؐ کا قول مبارک ہے کہ تم لوگوں کو کس نے منع کیا۔ الخ اب اگر وہ اسلام لایا ہوتا تو وہ عبارت اس پر صادق نہ آتی۔ کیونکہ کوئی بھی آدمی جب اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اسلام کو کسی گناہ سے میلا بھی نہیں کرتا تو وہ بالاجماع فاسق نہیں ہوتا تو اس سے ثابت ہوا کہ حضورؐ کا یہ ارشاد مبارک اس کے اسلام لانے سے پہلے اور اس کو امن دینے کے بعد واقع ہوا اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ یہ ارشاد مبارک ابن سرح کے اسلام لانے کے بعد کا ہے اور پھر بیعت کی۔ پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس کے باطن کی خبر دی تھی جو کہ اس کے ظاہر کے خلاف تھی۔ اور اس کا اسلام لانا منافقت کی وجہ سے تھا جو کہ بعد میں صحیح ہوا۔ چونکہ اس کا اسلام لانا شروع میں نفاق کی وجہ سے تھا اس لئے اس پر ”کتے اور فاسق“ کا اطلاق صحیح ہے اور اسی وجہ سے حضورؐ نے اس کے قتل کی تمنا کی تھی۔

اور اگر اسلام صحیح ہو تو اس کے بارے میں یہ معاملہ نہیں ہے۔ امام ابو داؤد نے حضرت ابن عباسؓ سے اپنے سنن میں اسی طرح روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلے حضورؐ کے کاتب وحی تھے پھر شیطان نے اس کو ورغلا یا سوہ کفار کے ساتھ ملا۔ تو حضورؐ نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے ان کیلئے امن کی درخواست کی جو حضور ﷺ نے قبول فرمائی۔

اس حدیث شریف میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسلام نہیں لایا تھا۔ تب ہی تو حضرت عثمانؓ نے امن کی درخواست کی تھی اور حضور ﷺ نے امن دیا تھا۔ یہ حدیث ہمارے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ علی الجملہ ہمارے پاس ایسی احادیث ہیں جس کی صحت پر اجماع ہے اور وہ تقاضا کرتی ہیں کہ کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں سوائے تین وجوہ کے (۱) شادی شدہ زانی (۲) ناحق قتل کرنا (۳) ایمان کے بعد کفر کرنا۔

لہذا ہم اس سے نہیں نکل سکتے اور نہ ہی اس میں ”حدیث سُدی“ کے ذریعے سے تخصیص کی جاسکتی ہے بوجہ اس ضعف کے جو ذکر کر چکے۔

**اعتراض:** قبل التوبہ قتل پر آپ نے حدیث سُدی سے استدلال کیا ہے حالانکہ بقول آپ کے یہ حدیث ضعیف ہے؟

**جواب:** جس مسئلہ میں ہم نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں ایسی احادیث ہیں جس میں طرق متفق ہیں اور حدیث ابن سرح کے الفاظ بھی اسی قسم کے ہیں کہ وہ پہلے مرتد ہوا اور پھر گالی دی۔ اس لئے میں نے اسی حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس وجہ سے کہ اس پر مختلف طرق متفق ہیں نہ کہ صرف اسی خاص حدیث کی وجہ سے۔ اور ہم یہاں پر بعد التوبہ اس کے قتل کے جائز ہونے کی بات کرتے ہیں۔ اور اس پر طرق متفق نہیں۔ اور نہ ہی اس کی صحت ایسی ہے جو تحریم والی حدیث کا مقابلہ کر سکے۔

**اعتراض:** اگر آپ یہ کہیں کہ اس کو اس آیت کی وجہ سے خاص کرتے ہیں ”انما جزو اللذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً“ (مائدہ)

**ترجمہ:** بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کا بدلہ۔۔ الخ پس گالی دینے والا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی، دشمنی کرنے والا اور زمین میں فساد پھیلانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے ”الا انہم هم المفسدون“ بلکہ گالی دینا تو تمام فسادات کی جڑ ہے کیونکہ یہ ایسی نبوت کیلئے فساد ہے جو کہ دین و دنیا کی اصلاح کیلئے ہے۔ اور جب گالی دینے والے محارب اور فساد کی کوشش کرنے والے ہیں تو واجب ہے کہ ان کو آیت میں ذکر کردہ سزاؤں میں سے کوئی ایک سزا دی جائے۔ سوائے اس کے کہ اس کو سزا دینے پر قادر ہونے سے پہلے وہ توبہ کر لے۔ اور دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس کی سزا قتل ہے۔ اور گالی دینا ایسا گناہ ہے جس سے کفر لازم آتا ہے اور یہ گالی دینا لڑائی کی جنس سے ہے۔ اور ایسی توبہ جو مرتد کے خون کو بچالے وہ توبہ کفر سے ہے۔ اور اگر کسی کا ارتداد اللہ اور رسول سے لڑنے کی

وجہ سے ہو جیسا کہ مقیس بن صباہ اور عرنین نے کیا تو اس کی توبہ کفر سے توبہ نہیں ہے۔ اور جب یہ ثابت ہوا کہ گالی دینا لڑائی کی طرح ہے اور اس کا فساد وجود میں سرایت کرتا ہے اور اس کا اثر ختم نہیں ہوتا تو یہ بھی لڑائی ہی کی طرح ہے۔ جبکہ زنا اور قتل کرنا ایسے گناہ ہیں جو کہ ختم ہونے والے ہیں تو یہ اس کفر کی طرح نہیں جس پر یہ اب قائم ہے۔ اسی وجہ سے ان گناہوں سے توبہ کرنا بھی صحیح ہے اور توبہ کرنے سے ان کا اثر بھی ختم ہوتا ہے۔

**جواب:** میرا جواب اس سوال کے مطابق یہ ہے کہ آپ نے جو آیت ذکر کی ہے وہ اکثر علماء کے نزدیک ڈاکوؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ اور قرآن کی اس آیت سے یہ واضح ہے کہ مسلمان کے اندر بھی محاربہ (لڑائی کرنے والا) معنی پایا جاتا ہے۔

”فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ“ اور جس نے یہ کہا کہ یہ کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کے ہاں مراد وہ لوگ ہیں جو کفار سے مل جائیں پھر ڈاکہ ڈالیں۔ جیسے کہ عرنین کہ وہ مرتد ہوئے اور پھر ڈاکہ ڈالا۔ اور وہ کافر جو ڈاکہ نہیں ڈالتا تو وہ اس آیت میں شامل نہیں اگرچہ وہ بھی حربی ہے کیونکہ محارب کا ایک خاص معنی ہے جو کہ حربی میں نہیں پایا جاتا ہے۔

امام ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کیساتھ لڑائی کرنے والے، مسلمانوں

اور خلیفہ وقت کے باغی، مسلمانوں کو ڈرانے اور زمین پر فساد کرنے والے ہیں۔

شیخ ابو حامد الاسفرائی فرماتے ہیں کہ بعض سلف و صالحین نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت ان اہل

ذمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو عہد توڑ دیں اور دار الحرب چلے جائیں۔ تو امام وقت اور

مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ جو چاہے ان کے ساتھ کریں۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ یہ آیت

مرتدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور پھر عرنین کا قصہ ذکر کیا۔ اور تمام فقہاء کرام کا یہ مسلک

ہے کہ یہ آیت ڈاکوؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگوں کو راستے میں ڈراتے ہیں اور اسلحہ

دکھاتے ہیں اور قافلے والوں سے لڑائی کرتے ہیں۔ یہی قول حضرت ابن عباس کا بھی ہے۔ اور اسکی

دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک ہے ”الا الذین تابوا من قبل ان تغلبوا علیہم“ اور وہ آدمی

جس کا حکم مختلف ہے قدرت کے بعد یا قدرت سے پہلے وہ تو راہزن ہے۔ جبکہ حربی کا حکم تو ایک ہی

ہے چاہے اس پر قادر ہونے سے پہلے توبہ کرے یا قدرت کے وقت اور یہی حکم مرتد کا بھی ہے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ”یحاربون اللہ ورسولہ“ سے مراد اللہ اور رسول کی جماعت ہے۔ جو کہ موئین ہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ ”یحاربون اللہ“ سے مراد اللہ کا کفر کرنا ہے۔ اور امام واحدی فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو دوسرے مسلمانوں کو اسلحہ دکھا کر ڈراتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کرنے والا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء کے یہی اقوال ہیں اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ محارب کا مصداق کافر ہے تو آیت اس بات پر مشروط ہوگی کہ وہ زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر گناہ گار فسادی ہے۔ لیکن یہاں پر یہ مراد نہیں۔ بلکہ خاص فسادی مراد ہے۔ جو کہ ڈاکو ہے۔ جس کی طرف آیت کا سبب اور علماء کی تفاسیر اشارہ کرتی ہیں۔

ہر مرتد شخص زمین میں فساد برپا کرتا ہے۔ اگر لفظ سے عموم مراد لیا جائے اور اسکے سبب تفسیر اور سیاق کلام کی طرف نہ دیکھا جائے۔ اور ہر منافق زمین میں فساد پھیلانے والا ہے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا۔ اور آیت کا حکم بالا جماع نہ تو مرتد میں ثابت ہے اور نہ ہی منافق میں اور نہ ہی گالی دینے والے شخص میں۔ چاہے ہم اس کو محارب کی طرح سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ لیکن اس پر قیاس کریں۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں لازم ہے کہ اس کیلئے آیت کا حکم ثابت ہو۔ اور وہ بعض کے نزدیک اختیار ہے

اور بعض کہتے ہیں تنویع، تخییر کے قول کے مطابق یہ جائز ہے کہ ہم قتل کے بجائے ہاتھوں اور پاؤں کو مخالف سمت سے کاٹیں یا اس کو جلا وطن کر دیں اور تنویج کے قول کے مطابق جس شخص نے قتل نہ کیا ہو اس کو قتل نہ کیا جائے۔ تاہم کسی کے نزدیک بھی گالی دینے والا ان دونوں حکموں میں سے کسی میں شامل نہیں۔ اور سائل کا یہ کہنا کہ دلائل اس بات پر موجود ہیں کہ گالی دینے والی کی سزا قتل ہے اس کا یہاں پر کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اگر ہم گالی دینے والے کو نوصاً یا حکماً اس آیت کریمہ میں درج کریں تو ضروری ہے کہ ہم اس کے لئے نصی حکم ثابت کریں اور یہ جائز نہیں ہے کہ ہم آیت میں یا

اس کے حکم میں کوئی اور چیز داخل کریں۔ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ ہم اس کیلئے دوسرا حکم ثابت کریں جو کہ اس کے اپنے حکم کے مغاير ہو یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو کسی معترض نے بھی جائز قرار نہیں دیا اور نہ ہی علم اس کا تقاضا کرتا ہے۔ حضورؐ نے کفار میں سے کسی کو اور نہ ہی گالی دینے والے مرتد یا گالی نہ دینے والا مرتد کو سوائے قتل کے کوئی اور سزا نہیں دی۔ تو اب اگر یہ حد محاربت کی حد کی طرح ہوتی تو کسی صورت میں بھی اس پر قدرت پانے کے بعد معاف نہ ہوتی حالانکہ حضورؐ نے ابن ابی سرح وغیرہ کو معاف کیا تھا۔ اور حد حرابت میں ہم نے یہ بات بیان کر دی کہ یہ حد صاحب الدم کے ساقط کرنے سے معاف نہیں ہوتی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہاں پر یہ بات زیادہ اولیٰ ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کیلئے انتقام لیا۔ پس اگر گالی دینا بھی محاربت کی طرح ہو تو پھر تو انتقام لینا اسلام کو قبول کرنے سے پہلے یا بعد میں دونوں صورتوں میں واجب ہوتا اور اس کو معاف کرنا جائز نہ ہوتا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ابن ابی سرح کو معاف کیا جبکہ وہ ان کے قبضے میں تھے۔ اور اسلام لے آئے اور ان کے اسلام لانے کو قبول کیا گیا اور آپ ﷺ کیساتھ ان کی صحبت بھی اچھی رہی اور آخری دم تک حضورؐ کے ساتھ چلتے رہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ذوالخویصرہ سے اعراض کیا جس نے کہا تھا کہ ”یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس سے مقصود اللہ کی رضاء نہیں حالانکہ حضور اکرمؐ انتقام لینے پر قادر تھے اور یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین میں پیش آیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت اور تقویت دے رکھی تھی۔ اگر اس کو قتل کر دیتے تو اسکی وجہ سے کسی فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہوتا لیکن آپ ﷺ نے مصلحت کی وجہ سے اس کو وہیں چھوڑ دیا۔ اور ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ﷺ کا انتقام لینا اور چھوڑ دینا دونوں حالتوں میں تھا۔ کیونکہ یہ آپ ہی کا حق تھا۔ تو آپ ﷺ کو یہ حق ہے کہ وہ معاف کر دیں۔ یا قتل کر دے۔ یہی تحقیقی بات ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی نفس کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا۔ پس ہم نے یہ جانا کہ بے شک آپ ﷺ نے ہمیشہ دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے حق کی رعایت رکھی ہے اور جب بھی آپ ﷺ نے انتقام لیا ہے اللہ تعالیٰ کیلئے انتقام لیا ہے۔ ابن نطل، قنیتین اور مقیس ابن صبابہ کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ کیلئے ابن ابی سرح اور ذوالخویصرہ اور بہت سارے لوگوں کو معاف کیا اور

حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد ائمہ کا حال حضور اکرمؐ کی حالت کی طرح تھا۔ کہ انہوں نے انتقام اللہ تعالیٰ کی خاطر لینے کو واجب قرار دے دیا اس شخص کے بارے میں جو اسلام نہیں لایا۔ اور حضور اکرمؐ مصلحت سے واقف تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنا چاہا علم دیا اور ان کا حکم بتلایا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ذوالنحویصرہ اور ان جیسے دوسرے لوگوں سے توبہ نہیں کروائی۔ جو کچھ ذوالنحویصرہ سے صادر ہوا تھا۔ اگر آج کل کسی سے صادر ہو جائے تو ہم اس سے توبہ طلب کرنے کو واجب قرار دیتے۔ اور شاید کہ توبہ کو ترک اس وقت دو وجہوں سے تھا۔

(۱) یا تو حضورؐ کو اس قوم کے باطن کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا اور وہ منافقین کی طرح توبہ نہیں کرتے تھے کہ جن کا نفاق وہ جانتے تھے۔ اور آپ کا ان سے توبہ طلب کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

(۲) یا اس وجہ سے کہ وہ قوم جاہل تھی اسلام کے نئے دور سے۔

ان کے ہاں شریعت کے احکام مقرر نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی وہ عصمت کے دلائل کو جانتے تھے اور انبیاء کی تعظیم کے وجوب اور ان کے بلند مقام کی حفاظت کے وجوب سے بھی جاہل تھے۔ اس وجہ سے اس پر ان کا مواخذہ نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ”واعراض عن الجاہلین“ تو یہ ان کے حق میں مرتد ہونا نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ حضور اکرمؐ کی مراد کو بہتر جاننے والے تھے۔

**سوال:** اگر آپ یہ کہیں کہ اسمیں کوئی شک نہیں آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ لیکن آپ ﷺ کو انتقام لینے یا کسی کو اس کی عزت کی خاطر چھوڑنے کا اختیار تھا۔ اور یہ حق آپ ﷺ کے بعد بھی باقی ہے لہذا کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس کو ویسے چھوڑ دے۔ تو یہ حق کس وجہ سے ساقط ہوتا ہے؟

**جواب:** یہ ہے کہ اسلام کی طرف لوٹنے یا توبہ کرنے سے پہلے یہ حق ساقط نہیں ہوتا اور اس کا قتل واجب ہے۔ اور توبہ کرنے یا اسلام لانے کے بعد جب اسلام متحقق ہو گیا تو عدم قتل کے دلائل کو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ یعنی اسلام لانے کے بعد قتل نہ کرنے پر جو دلائل ہیں ان کو ہم نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔

(۴) حضورؐ کا قول ”الاسلام يجب ما قبله“ جس طرح حکم شرعی کی خبر دیتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کے حقوق میں بھی عموم کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے تو اس ارشاد کی وجہ سے آپ ﷺ کے حق میں غفو ثابت ہوگی اس کے اسلام لانے کی وجہ سے۔ کیونکہ اگر حضورؐ یوں فرماتے ”من اسلم فقد عفت عنہ“ تو اس ارشاد کی وجہ سے اس کو معافی مل جاتی۔ تو اس ارشاد کی وجہ سے بھی اس کو معافی مل جائے گی۔

**سوال:** یہ تو حق ثابت کرنے سے پہلے ہی اس کو بری کرنا ہے؟

**جواب:** ہم کہیں گے کہ یہ ایک حکم شرعی ہے اور حکم شرعی کو معلق کرنا صحیح ہے۔ نیز ہمارا استدلال آپ کے اس قول ”اسلام يجب ما قبله“ سے اور بھی قوی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ نے ہبار ابن الاسود بن عبدالمطلب کے بارے میں کہی تھی حالانکہ حضورؐ نے اسے قتل کرنے کا حکم فرما دیا تھا۔ پھر جب وہ آیا اور حضورؐ کے سامنے کھڑے ہو کر شہادتیں پڑھی یعنی مسلمان ہوا اور یہ کہا کہ میں نے گالی جلد بازی میں دی تھی اور میں اس پر شرمندہ تھا آپ مجھے معاف فرمادیں۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے سر مبارک جھکا کر ان کی معذرت قبول فرمائی۔ اور فرمایا ”قد عفت عنک والاسلام يجب ما كان قبله“ تو حضورؐ گویا ارشاد فرمانا تقاضا کرتا ہے کہ گالی اور دوسرے قسم کے تمام گناہ اسلام منا دیتا ہے۔ کیونکہ گالی ایک خاص سبب ہے تو اس کو حدیث کے عموم سے نکالنا جائز نہیں۔

اگرچہ ہبار گالی دیتے وقت مسلمان نہیں تھا لیکن اس کا یہاں تذکرہ اس وجہ سے کیا تاکہ حدیث کے الفاظ گالی کو بھی شامل ہو جائیں اور یہ جان سکیں کہ گالی دینا بھی عموم میں داخل ہے۔

**دوسری دلیل:**

یہ ہے کہ حضورؐ نے تمام مسلمان مرد اور عورتوں کیلئے استغفار طلب کی ہے۔ ایک آدمی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کیلئے حضورؐ نے مغفرت فرمائی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں اور آپ کیلئے بھی؟ اور یہ آیت تلاوت فرمائی ”واستغفر لذنوبکم وللمؤمنین و المؤمنات“ تو گالی دینے والا شخص جب اسلام کی طرف رجوع کرے اور اس کے اخلاق اچھے ہوں



اور اس کا اسلام لانا صحیح ہو تو اس کیلئے حضورؐ نے مغفرت کی دعا فرمائی ہے اور جس شخص کیلئے حضورؐ مغفرت کی دعا فرمادیں تو اس کے اور اللہ کے درمیان جتنے گناہ ہیں معاف فرمادیئے جاتے ہیں۔

### تیسری دلیل:

یہ ہے کہ یہ شخص حضورؐ کی امت میں سے ہے اور حضورؐ نے اپنی دعا کو قیامت کے دن کیلئے باقی رکھا ہے تاکہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت فرمائیں۔ اب اگر آپ ﷺ کا حق کسی پر ہو اور وہ مسلمان مر جائے اور وہ حق باقی رہے اور قیامت کے دن آپ ﷺ اس سے مطالبہ کرے تو اس کو جنت سے روک دیا جائے گا۔ لیکن آپ ﷺ تو یہ بھی نہیں چاہتے کہ یہ کسی کے حق کی وجہ سے جنت میں جانے سے رک جائے۔ تو آپ ﷺ یہ کیسے چاہیں گے کہ آپ ﷺ کے حق کی وجہ سے کسی کو جنت سے روک دیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی چاہت تو یہ ہوگی کہ اپنی امت کی خلاصی ہو اور وہ جنت میں جائے۔

### چوتھی دلیل:

حضورؐ کا یہ ارشاد ہے ”علیکم بسنتی“ اور ان کی سنت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا۔ اور اگر قتل جائز ہوتا تو آپ ضرور بیان فرماتے۔

### پانچویں دلیل:

یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ ہر شخص کا اسلام اچھا ہو۔ اور آپ ﷺ نے اپنی امت سے اس کے علاوہ کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا۔

### چھٹی دلیل:

یہ ہے کہ وہ اپنی امت پر کامل شفقت کرنے والے تھے۔

### ساتویں دلیل:

یہ ہے کہ آپ کے بعد آنے والے ائمہ بھی مخلوق کی مصلحت کیلئے تمام امور میں آپ ﷺ کے قائم مقام بنے اور اس حق کو پورا پورا نبھایا تو پس اگر یہ حق حضورؐ کی خاص ذات کیلئے ہو تو امام کا آپ ﷺ کا قائم مقام ہونا محتاج ہے کسی دلیل کی طرف جو کہ موجود نہیں۔ اور اگر مخلوق کی مصلحت

کیلئے ہو تو یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ کو اپنی زندگی میں اس کو ساقط کرنے کا حق نہ ہو حالانکہ حضورؐ نے ابن ابی سرح کو معاف کر دیا تھا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے حق کیلئے ہو تو جس شخص نے انبیاء پر، رسولوں پر اور وحی پر یا دین پر طعنہ دینے کی جرأت کی ہو تو یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔ اور یہ اسلام لانے سے ساقط ہو جاتے ہیں حضورؐ کے اس قول کی وجہ سے ”الاسلام یجب ما قبلہ“ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے ”قل للذین کفروا ان یتھوا..... ما قد سلف“ (الانفال)

**سوال:** اگر آپ یہ کہیں کہ گالی دینا زنا اور قتل کی طرح جرم ہے جس کا اثر اسلام لانے سے زائل نہیں ہوتا بخلاف صرف مرتد ہونے کے جو کہ صرف ایک عقیدہ ہے جو اسلام لانے سے زائل ہو جاتا ہے۔

**جواب:** میں کہتا ہوں کہ گالی دینا بھی ایسا جرم ہے جس کی وجہ سے قتل کیا جائیگا۔ اسلئے کہ وہ باطن کی خباثت پر اور برے عقیدے پر دلالت کرتا ہے۔ پس جب وہ اسلام لائے تو اس کا اثر زائل ہو جائیگا۔

**سوال:** فصل اول کے دوسرے مسئلہ میں آپ نے صرف گالی کو قتل کا سبب قرار دیا تھا نہ کہ عام کفر کو؟۔

**جواب:** آپ کا سوال درست ہے لیکن اس میں مزید تفصیل بھی ہے۔ وہ یہ کہ گالی ایک خاص کفر ہے اور اس میں دو پہلو ہیں۔

(۱) یہ کہ گالی دینا بذات خود کفر ہے۔ اور اس کفر کا اثر اسلام لانے سے زائل ہوتا ہے۔ جس طرح مرتد ہونے سے اسلام ختم ہو جاتا ہے اور گالی دینا ایک ایسی چیز ہے کہ اس کا وقوع بندہ کے وجود میں ہوتا ہے اور اس کا زائل ہونا اس وجود سے ناممکن ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا اثر اسلام لانے سے ختم ہوتا ہے۔ جس طرح کہ اسلام کے اثر کو دائمی کفر ختم کر دیتا ہے۔

(۲) دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ صرف گالی ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ کفر ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس سے اسلام ختم نہیں ہوتا۔ لیکن اس معنی کے اعتبار سے اس پر قتل کا مرتب کرنا محتاج دلیل ہے۔ اور دلائل وہی ہیں جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ مثلاً (من سب نبیا فاقتلوه) یعنی جس نے نبی کو گالی دے اسے قتل کرو۔ اور یہ دلائل اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ قتل کا حکم خاص گالی پر مرتب ہے۔ لیکن خاص گالی کے دو معنی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ یہ گالی کفر ہے جو اسلام لانے سے ختم ہوتا ہے۔

## (۲) دوسرا مطلق گالی۔

اور گالی کا کفر ہونا ایسا معنی ہے جس کا نص میں اعتبار کیا گیا ہے۔ اور جس معنی کو نص میں معتبر مانا گیا ہو اس کو لغو قرار دینا جائز نہیں۔ پس یہ معنی معتبر (گالی کا کفر ہونا) یہ حکم کے لئے علت یا جزء علت بن سکتا ہے۔

پس اس سے اعراض کرنا دلیل کا محتاج ہوگا۔ اور یہ ہمارے اس قول کے منافی نہیں ہے جو ہم نے پیش کیا کہ قتل دو علتوں کی وجہ سے ہے۔ اس میں سے ایک عمومی مرتد ہونا ہے۔ دوسرا: خاص گالی دینا اس وجہ سے ہم نے اس کے ساتھ خاص گالی کا ارادہ کیا جو کفر ہے۔ اور وہ دو معانی پر مشتمل ہے جن کو ہم نے یہاں ذکر کیا۔ اور اس حیثیت سے اگر اس کا کفر نہ ہونا فرض کیا جائے تو وہ قتل کا تقاضا کریگا اور یہ وہ معنی ہے جس کا اثر باقی ہوتا ہے اسلام لانے کے بعد بھی (یعنی قتل کرنا)۔

**سوال:** کیا گالی اس حیثیت سے کہ وہ گالی ہے اس کی وجہ سے قتل ثابت ہو جاتا ہے یا نہیں؟ قطع نظر اس سے کہ گالی کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے

**جواب:** جی ہاں اس بات کا احتمال ہے۔ لیکن اس کے ثبوت کیلئے ایک واضح دلیل شرعی کی ضرورت ہے۔ پس ہم نے ایسی دلیل نہیں پائی بلکہ ہمیں ایسی قوی دلیل ملی جو مسلمان کے خون کو بچانے والی ہے پس بہتر یہ ہے کہ ہم اس کے قتل سے رک جائیں۔

**سوال:** کیا آپ کی یہ بات ہر اس آدمی کے لئے ہے جو شہادتین پڑھے یا اس آدمی کے لئے ہے جو ایسی دلیل پیش کرے جو اس کی سچائی، حسن اخلاق اور اسلام کی درستگی پر دلالت کرتی ہو۔

**جواب:** یہ وہی بات تو ہے جس کا میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کی وضاحت کروں گا۔ نیز گالی دینے والے اور زندیق کے حکم میں قربت کو بیان کروں گا۔ پس گالی دینے والے میں دو ماخذ ہیں

(۲) زندیق ہونا

(۱) آدمی کا حق

اور میں اپنی بات کو اس ذات کے سامنے پیش کرتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے، پوشیدہ اور ظاہر کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اے میرے مولیٰ میری رہنمائی

فرمادیتے ہیں ان حق باتوں میں جن میں اختلاف ہوا ہے۔ بے شک تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے سیدھا رکھے اور مجھے بچائے کجی سے اور خواہشات سے اور حفاظت کرے میرے دل کی اور میری زبان کی اور میرے قلم کی اس اہم مقام میں اس کے حکم میں خطا سے بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی بچانے والا نہیں مگر وہ اور میں کہتا ہوں اللہ ہی کی توفیق کے ساتھ۔

بے شک جس کے باطن کے اچھا ہونے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے معاملات اور اس کا اخلاص اور جو کچھ اس سے گناہ ہوا ہے اس سے باز رہنے اور اس کے اوپر ندامت کے قرآن ظاہر ہو جائیں تو اس سے قتل کے ساقط ہونے میں میرے نزدیک کوئی شک نہیں ان دلائل کی وجہ سے جن کو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اور آدمی کا حق اس مقام کے اندر جبکہ وہ آدمیوں میں سب سے زیادہ عزت والا ہے بلکہ مخلوقات میں سب سے زیادہ شرف والا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی معزز ہے۔ اس کے اوپر جنایت کرنا اللہ کے اوپر جنایت کرنا ہے۔ نبوت اور رسالت کی اس صفت کے اعتبار سے جو کہ بشریت سے خاص ہے اور اسی لئے اس کی سزا قتل ہے۔ بخلاف اس کے کہ آدمیوں میں سے کسی اور کے اوپر جنایت کی جائے اور یہ وہ ذات ہے جو آدم کی اولاد کا سردار ہے جس نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا اور وہ اپنی بلند ہمتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہی کے حق کا لحاظ کرتا تھا۔ اور قتل کے ثابت اور ساقط ہونے میں اس کا حق اللہ کے حق کا تابع ہے۔ اور جب اسلام لانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا حق ساقط ہو گیا تو اس کے تابع ہو کر دوسرا حق بھی ساقط ہو گیا جیسے وہ تابع ہو کر ثابت ہوا تھا اور اسی طرح جب ایسے قرآن نہ ہوں جو اس پر قاضی کی رہنمائی کریں لیکن اللہ تعالیٰ اس شخص کے اس حال سے واقف ہے تو اس کا حکم بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی ہے۔ کہ اگرچہ ہم اس کے اوپر مطلع نہیں ہوئے بلکہ وہ خود اس کو جانتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ وہ اس آدمی کی طرح نہیں ہے جو محض ہے اور یہ جانتا ہے کہ اس نے زنا کیا ہے اور یا یہ کہ اس نے قتل کیا ہے اور قاضی اور مقتول کے درمیان اس کا پتہ نہیں چلا ہے تو بے شک اس کے اسلام لانے کے باوجود اس کے خون کے اوپر حق ہے۔ بہر حال ہمارے مسئلے میں اس سے عند اللہ قتل ساقط ہو گیا ہے۔ بخلاف زانی اور قاتل کے۔ اسی طرح قاضی کے نزدیک بھی

جب قرآن اس کے سچا ہونے پر دلالت کریں۔

بہر حال وہ آدمی جس کے سچا ہونے پر قرآن دلالت نہ کریں اور اس کو لایا جائے ایسے قاضی کے پاس جو اس کے باطنی حالات نہیں جانتا تو یہ مسئلہ زندگی کے مسئلے کے ساتھ مشابہ ہے اس وجہ سے اس کا گالی دینا اس کے خبث باطن پر دلالت کرتا ہے۔ تو یہ اس آدمی کی طرح ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ایمان ظاہر کرتا ہے اور کفر چھپاتا ہے اور وہ زندگی ہے۔

اسی مشابہت کی وجہ سے مالکیہ اور حنابلہ نے اس کو زندگی کے ساتھ ملحق کیا ہے اور اس کے قتل کا حکم لگایا ہے۔ اور شافعیہ اور حنفیہ کے کلام کا متقاضی یہ ہے کہ وہ اس مشابہت کی رعایت نہیں کرتے اس وجہ سے کہ گالی دینے والے نے اپنے باطن کو ظاہر کر دیا ہے پس وہ مرتد کی طرح ہے اور وہ اس کی طرح نہیں ہے جس پر دلیل قائم ہو جائے بایں طور پر کہ وہ کفر چھپاتا ہے اور اسلام کو ظاہر کرتا ہے۔ پس جب یہ فرق صحیح ہو تو اس کا توبہ کرنا قطعی ہو گیا۔ اور اگر مشابہت کی رعایت رکھی جائے تو یہی زندگی کا مسئلہ ہے اور اس کی توبہ قبول ہونے میں اختلاف مشہور ہے۔ اور صحیح اس کی توبہ قبول ہونا ہے۔ نبی کریمؐ کے اس قول کی وجہ سے ”ترجمہ: اس کے دل کو کیوں نہ چیرا؟“

(بخاری شریف ۲۲۶۹) مسلم (۹۶) حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما (ہیں) اور نبی کریمؐ کے اس قول کی وجہ سے ترجمہ: ”مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں کے ساتھ قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں (بخاری ۲۵ مسلم ۲۲) حدیث عبداللہ بن عمرؓ اور زندگی کا ایمان ممکن ہے اور جب وہ اس کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی مگر اسی کے ذریعے سے تو اس کی بات قبول کی جائے گی۔ یہی امام شافعیؒ کا مشہور مذہب ہے۔ جو کہ ”مختصر“ میں مخصوص ہے جس پر عراقیوں نے اعتماد کیا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ سے بھی ایک روایت ہے۔

یہاں ایک اور روایت بھی ہے وہ یہ کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور یہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی روایت ہے اور یہ حضرات کبھی استدلال کرتے ہیں اکثر منافقوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول سے کہ ”مجھے چھوڑ دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں“ اور نبی کریمؐ نے حضرت عمرؓ کی علت کو رد نہیں فرمایا بلکہ ان کے ترک قتل کی کوئی اور علت بیان فرمائی۔

اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر نے یہ بات اسی آدمی (منافق) کے بارے میں فرمائی جس سے کوئی ایسا قول یا فعل ظاہر ہوا جو اس کے نفاق پر دلالت کرتا ہو۔ جبکہ ہماری گفتگو اس آدمی کے بارے میں ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ کفر سے رجوع کر چکا ہے اور اس کی سچائی کا احتمال بھی ہے تو ہم اس کے اسلام کے احتمال کے باوجود اس کو کیسے قتل کریں گے۔ اور جب معاملہ دائر ہو گیا اس میں کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اس کے کفر کے باوجود اور اس میں کہ اس کو قتل کر دیا جائے اس کے اسلام کے باوجود تو اس کو چھوڑ دینا متعین ہو گیا خون کو پچاتے ہوئے۔ اور اس لئے بھی کہ ہم نے شارع علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ انہوں نے کئی کفار کو چھوڑ دیا انہیں قتل نہیں کیا اور ہم نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہو۔ اور یہ بات کافی ہے زندیق کے قتل نہ کرنے میں جب وہ اسلام کا اظہار کرے۔

**سوال:** پھر تو زندیق اپنی بات کو ذریعہ بنائے گا جب بھی اس کو قتل کا ڈر ہوگا اسلام کا اظہار کرے گا۔ جب اس سے قتل کا ڈر ختم ہوگا دوبارہ یہی کام کرے گا؟۔

**جواب:** یہ ہے کہ ہم اس کی صحیح طریقے سے تادیب کریں گے۔ اور اس کا اسلام تادیب کے ڈر اور ہر وقت تلوار کے قیام کی وجہ سے اس کو اس بات سے روکے گا۔ اور یہ بھی ہمارے لئے درست نہیں ہے کہ ہم ایسی سزائیں مقرر کریں جن کی شرع نے اجازت نہیں دی ہو جبکہ ہم شریعت کے تابع ہیں۔ پس جہاں شریعت قتل کا حکم دے وہاں قتل اور جہاں نص نہیں پائیں گے وہاں توقف کریں گے۔ اپنی طرف سے اس حکم میں کمی زیادتی نہیں کریں گے۔

**تیسری وجہ:** ابواسحاق اسفرانی فرماتے ہیں اگر یہ قتل کے ارادے سے گرفتار ہوا تو پھر اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر توبہ کر کے آئے اور اسلام کی علامات بھی اس میں پائی جائیں تو اس صورت میں اس کی توبہ قبول ہوگی۔ پس یہ بات واضح ہوگئی کہ قتل کی وجہ گالی دینے والے اور زندیق میں برابر ہے اور میں گالی دینے والے میں اس بات کو تفصیلاً ذکر کر چکا ہوں کہ اگر قرآن اس کی سچائی پر دلالت کریں تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ورنہ اس میں تردد ہے۔ زیادہ صحیح توبہ قبول کرنا ہے۔ یہی بات زندیق کے بارے میں بھی ہے۔

بہر حال جب اس کو آزما جائے ایک لمبی مدت تک اور اس کے حسن اسلام کی علامات ظاہر ہو جائیں تو اس سے قتل کا حکم قطعی ختم ہونا چاہیے۔ ”مؤلفہ قلوب“ میں سے ایک جماعت نے توبہ کے بعد اچھی طرح اسلام لایا اور اچھے مسلمانوں میں سے ہو گئے۔

**گالی دینے والے اور زندقہ کی توبہ قبول ہے یا نہیں اس کا حاصل:**

پس حاصل کلام یہ ہے کہ گالی دینے والے اور زندقہ میں ایسی علامات پائی جائیں جس کی وجہ سے شک پیدا ہو یا ان دونوں پر تہمت ہو کہ ان کا ظاہر ان کے باطن کے خلاف ہے تو ان کے توبہ میں اختلاف ہے۔ لیکن قوی بات یہ ہے کہ ان کی توبہ اور اسلام قبول ہو اور ان کو قتل سے بچایا جائے۔ اور اگر ان میں ایسی علامات پائی جائیں جن سے ان کے حسن اسلام کا پتہ چلتا ہو تو پھر میرے نزدیک ان کا اسلام قطعی قبول ہونا چاہئے اور ان کو قتل سے بچانا چاہئے۔ اور وہ شخص جس کا اسلام اور اخلاق اچھا ہو اس کے قتل پر مجھے یہ خوف ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اس کے متعلق قیامت کے دن پوچھیں گے۔ (یعنی یہ آدمی تو مسلمان تھا پھر تم نے کیوں قتل کیا؟) باقی امام مالکؒ اور ان کے ساتھیوں کا قول اس آدمی کے بارے میں ہے جس پر تہمت ہے۔ اور ایک زمانے تک میں بھی اس آدمی کی توبہ کے بارے میں توقف کرتا رہا اور اس بات کی طرف مائل رہا کہ اس کی توبہ قبول نہ ہو اور یہ بات میں نے اس سے پہلے امام فارسیؒ کے کلام میں ذکر کی ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے اس میں غور و فکر کیا تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس اگر یہ درست ہو تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلطی ہو تو میری طرف سے ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری ہیں۔

اے اللہ آپ جانتے ہیں اسی بات تک میرا علم پہنچا ہے۔ اور اس میں مجھے کسی سے محبت نہیں اور نہ ہی میں نے اس مسئلے میں کسی کی تقلید کی ہے۔ بلکہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے آپ کی شریعت اور آپ کے رسول ﷺ کی سنت اور اس ذات کے حسن اخلاق کی وجہ سے ہے۔

پس آپ ہی کی وجہ سے ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی ملتی ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل و کرم سے ہمارا، ہمارے آباؤ اجداد ہماری اولاد کا خاتمہ بالخیر فرمائیں گے۔ اللہ ہی دعاؤں کو قبول فرمانے والے ہیں۔

**اعتراض:** حضرت ابو بکرؓ کی حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ جو اس بات پر دلالت کر رہی تھی کہ آپ ﷺ کو ایسے آدمی کا قتل کرنا جائز تھا جو آپ کو غصہ دلائے۔ بلکہ امام ابو داؤد نے احمد بن حنبلؒ سے حضرت ابو بکرؓ کی حدیث کے بارے میں پوچھا تو امام احمدؒ نے فرمایا! ابو بکرؓ کے لئے جائز نہیں تھا کہ وہ کسی کو تین صورتوں کے علاوہ قتل کر دے۔ (۱) ایمان کے بعد کفر کرنا (۲) شادی شدہ کا زنا کرنا (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا۔ ”اور نبی ﷺ کو قتل کرنا جائز تھا“ امام احمد کی مراد اس کلام سے اگر یہ ہو کہ ایسے آدمی کا قتل جائز تھا جو آپ کو غصہ دلائے تو اس کو میں نے بیان کر دیا۔ اور اگر ان کی مراد یہ ہو کہ ان تین صورتوں کے علاوہ بھی آپ ﷺ کو قتل کی اجازت تھی تو پھر یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کسی کے قتل کا حکم دیں اور لوگوں کو اس آدمی کے قتل کا سبب معلوم نہ ہو تو امت پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت کرے۔ اس لئے آپ ﷺ بغیر وحی کے کوئی بھی حکم نہیں دیتے۔ اور یہ دونوں باتیں آپ ﷺ کے علاوہ کے لئے جائز نہیں۔ پس آپ ﷺ کی وفات کے بعد دوسری بات (یعنی مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ قتل کرنا جو کہ آپ کی خصوصیت کی وجہ سے با مروجی تھا) کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور پہلی بات (یعنی جو آپ ﷺ کو غصہ دلائے تو اس کا قتل جائز ہے) کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے۔ پس اس مسئلہ میں ائمہ کرام آپ ﷺ کے قائم مقام ہوں گے؟

**جواب:** جو آپ ﷺ کو غصہ دلائے وہ کافر ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ ہاں اگر کوئی جاہل یا بدو آپ ﷺ کو کسی بات سے غصہ دلائے لیکن اس سے ان کی مراد آپ ﷺ کی تنقیص نہ ہو تو اس پر کفر کا حکم نہیں۔ تاہم یہاں قتل کا حکم تب ہوگا جب قتل کا جواز ثابت ہو آپ ﷺ کی خصوصیت کی وجہ سے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کیلئے انتقام نہیں لیا اور کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا ہے۔ پس حضرت ابو بکرؓ کی حدیث اس پر محمول ہے کہ آپ کو غصہ دلانے والا کافر ہو اور غالب یہی ہے آپ ﷺ کو غصہ دلانے کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ اس بات پر محمول ہو کہ آپ ﷺ نے اپنے حق ہونے کے باوجود اس سے بدلہ نہیں لیا اپنی شرافت اور حلم کی وجہ سے۔ لیکن آپ کے جانے کے بعد اس کو وجہ سے قتل نہیں کیا جائیگا۔ (۱) سنت کی پیروی کرتے ہوئے۔ (۲) اس کا قتل کا جائز ہونا آپ کی خصوصیت کی وجہ سے تھا۔ اور ائمہ کرام ان جیسے امور میں آپ ﷺ کی نیابت نہیں کر سکتے۔



## دوسرا مسئلہ

کیا گالی دینے والے سے توبہ طلب کی جائے گی؟

آپ ﷺ کو گالی دینے والے کے بارے میں جن علماء نے یہ کہا کہ اس کی توبہ مقبول نہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔ اور جن علماء نے کہا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی تو اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مرتد کی طرح اس سے بھی توبہ طلب کی جائے گی۔ اسلئے کہ یہ بھی مرتد ہی کا ایک فرد ہے۔

### قاضی عیاض:

کا کہنا ہے کہ! جب اس سے توبہ طلب کی جائے گی تو پھر اس میں اسی طرح کا اختلاف ہوگا جیسا کہ مرتد کی توبہ میں ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اسلاف کے درمیان مرتد کے وجوب توبہ، مدت توبہ اور صورت توبہ میں اختلاف ہوا ہے۔

### جمہور کا مذہب:

جمہور کا مذہب تو یہی ہے کہ اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔ ابن قسائر نے تو حضرت عمرؓ کے قول کہ (مرتد سے توبہ طلب کی جائے گی) پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔ اور کسی ایک نے بھی اس بات کی مخالفت نہیں کی ہے۔ اور یہی قول حضرت عثمان، علی اور ابن مسعودؓ کا بھی ہے۔ اور اسی بات کو حضرت عطاء بن ابی رباح، نخعی، ثوری، امام مالک اور ان کے ساتھی اوزاعی، امام شافعی، احمد، اسحاق نے بھی لیا ہے۔

جبکہ طاؤس، عبید بن عمیر، حسن کی ایک روایت یہ ہے کہ مرتد سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔ اور یہی قول عبدالعزیز بن ابی سلمہ کا بھی ہے اور اس کو معاذ کی سند سے ذکر کیا ہے جبکہ ابن سحون نے معاذ کی سند سے انکار کیا ہے۔ امام طحاوی نے امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی بات نقل کی ہے اور یہی اہل ظواہر کا قول ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ عند اللہ تو اس کو نفع دے گی لیکن اس سے قتل کو ختم نہیں کرا سکے گی۔ آپ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے ”فاقلوہ“ یعنی

اس کو قتل کرو۔

**مدت :**

ابن عمرؓ کی ایک روایت، امام شافعیؒ کا ایک قول اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ اس سے تین دن تک توبہ طلب کی جائے گی۔ امام مالکؒ بھی اسی بات کو پسند کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (تین دن تک) غور و فکر اس کے لئے خیر کا ذریعہ بنے گا۔ امام احمد اور اسحاق نے اس قول کو لیا ہے۔ امام مالکؒ یہ بھی فرماتے ہیں میں مرتد کے بارے میں حضرت عمر کا قول (اس کو تین دن تک قید میں رکھا جائے گا اور اسلام اس کے سامنے پیش کیا جائے گا قبول کر لے تو ٹھیک ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا) لیتا ہوں۔

**حضرت علیؓ کا قول :**

حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ مرتد سے دو مہینے تک توبہ طلب کی جائیگی۔ امام نخعیؒ نے کہا کہ ہمیشہ اس سے توبہ طلب کی جائیگی جب تک اس سے توبہ کی امید ہو۔ اسی کو امام ثوریؒ نے بھی لیا ہے۔  
**امام ابو حنیفہؒ کا قول۔**

ابن القصارؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے حکایت کرتے ہیں کہ مرتد سے تین مرتبہ تین دنوں یا تین جمعوں میں ہر دن میں ایک مرتبہ یا ہر جمعہ میں ایک مرتبہ توبہ طلب۔ محمد بن سحنون نے اپنی کتاب میں ابن القاسم کے حوالے سے لکھا ہے کہ مرتد کو تین مرتبہ اسلام کی طرف بلایا جائیگا انکار کی صورت میں اس کو قتل کیا جائے گا۔

**مرتد کو مہلت کے ایام میں ڈرایا جائے گا یا نہیں؟**

جن دنوں میں اس سے توبہ طلب کی جاتی ہے ان دنوں میں آیا اس پر سختی یا اسے ڈرایا جائے گا یا نہیں تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

**امام مالکؒ کا قول :**

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ اس کو ڈرایا جائے یا اسے بھوکا پیاسا رکھا جائے بلکہ اس کو ایسا کھانا دیا جائے گا جس سے اس کو ضرر نہ ہو۔

## اصبغ بن فرج کا قول:

اصبغ کہتے ہیں کہ اس کو قتل سے ڈرایا جائے گا اور اس پر اسلام پیش کیا جائیگا۔ ابو الحسن طاشی کی کتاب میں ہے کہ اس کو نصیحت کی جائے گی اس کے سامنے جنت کا تذکرہ کیا جائیگا۔ اور جنہم سے ڈرایا جائے گا۔ اور جب بھی وہ اپنے کفر سے رجوع اور توبہ کر لے اس کی توبہ کو قبول کیا جائیگا۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے نہان سے توبہ کو طلب کیا تھا جو کہ چار یا پانچ مرتبہ مرتد ہوا تھا۔

## امام مالک، امام شافعی، امام احمد کا قول:

ابن وہب امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جب بھی وہ اسلام کو چھوڑ دے اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔ اور یہی امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے۔ اور ابن القاسم بھی یہی کہتے ہیں۔ جبکہ اسحاق کہتے ہیں کہ چوتھی مرتبہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ اصحاب الرائی حضرات فرماتے ہیں کہ چوتھی مرتبہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو بغیر توبہ طلب کئے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ توبہ کرے تو اسے دردناک طریقہ سے مارا جائے گا۔ اور اسکو جیل سے نہیں نکالا جائیگا۔ یہاں تک کہ اس سے توبہ کا ڈر ظاہر ہو جائے۔

ابن المنذر کہتے ہیں کہ مجھے کسی ایک کے بارے میں بھی علم نہیں جس نے پہلی مرتبہ مرتد پر تادیب کو واجب کیا ہو جبکہ وہ ارتداد سے رجوع کر لے۔ اور یہی امام مالک امام شافعی اور کوئی کا مذہب ہے۔ قاضی عیاض نے حضرت عطاء سے نقل کیا ہے کہ جو آدمی پیدائشی مسلمان ہو اور پھر مرتد ہو جائے تو اس سے توبہ طلب کی جائیگی اور اسی طرح کی ایک روایت امام احمد سے بھی ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ حضرت عطاء اور امام احمد کا اختلاف ہے۔ ہاں یہ دونوں حضرات اس آدمی کے بارے میں متفق ہیں جو پیدائشی مشرک ہو پھر اسلام لایا ہو اور پھر مرتد ہوا ہو تو اس سے توبہ کو طلب کیا جائیگا۔ قاضی عیاض نے جن حضرات سے عدم قبولیت توبہ کا قول نقل کیا ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ آدمی توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات اس آدمی کے بارے میں ہے کہ جو توبہ

سے انکار کرے تو اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔ جبکہ ہمارا کلام اس کے بارے میں

ہے جو توبہ کو قبول کرے۔ اور مرتد کے توبہ کو قبول نہ کرنا یہ بہت بعید ہے۔ حسن وغیرہ نے جو کہا ہے وہ ممکن ہے زندگی کے بارے میں ہو اس لئے کہ آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے احوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ مرتدین کی توبہ قبول فرماتے تھے۔

مسند احمد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول نہیں فرماتے جو اسلام کے بعد کافر ہوا ہو۔ اور ابن ماجہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتے جو اسلام کے بعد شرک کرے۔ یہاں تک کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف آجائے۔

دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ مشرکین کے درمیان ہو اور مسلمانوں کی طرف نکلنے پر قادر ہو (پھر بھی نہ نکلے) تو اس کی توبہ قبول نہیں البتہ مسلمانوں کی طرف نکلنے بعد اس کی توبہ قبول ہوگی۔

ہم نے جو قاضی عیاض کی بات نقل کی ہے اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ مرتد اور آپ ﷺ کو گالی دینے والا دونوں برابر ہیں۔ ہمارے علماء کا مطلق قول بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے ردة کی مثالیں بیان کی ہیں چند الفاظ کے ساتھ جن میں سے ”سب“ یعنی گالی بھی ہے۔

**مرتد سے توبہ طلب کرنا واجب ہے یا مستحب؟**

پھر علماء کا اختلاف ہے کہ مرتد سے توبہ طلب کرنا واجب ہے یا مستحب؟

**صحیح ترقول:**

صحیح ترقول جس کو طبریؒ اور رویائی وغیرہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ توبہ طلب کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ مرتد اسلام کی وجہ سے محترم ہے۔ اور بسا اوقات اس کو کوئی شبہ پیش آجاتا ہے (جس کی وجہ سے وہ اسلام سے ہٹ جاتا ہے) دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے گی۔ رافعیؒ کی بھی عبارت اسی طرح کی ہے۔ اور امام اسحاق کی ”نکت“ نامی کتاب میں بھی اسی طرح کی عبارت ہے۔ اس لئے کہ مرتد کسی شبہ کی وجہ سے مرتد ہو جاتا ہے۔ پس اس سے توبہ طلب کرنا واجب ہے۔ اس کے شبہ کو زائل کرنے کے لئے۔ اس بات کی سب سے قوی دلیل حضرت عمرؓ کے دور کا یہ واقعہ ہے۔

## حضرت عمرؓ کے دور کا ایک واقعہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی طرف سے ایک آدمی حضرت عمر کے پاس آیا حضرت عمر نے اس سے لوگوں کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں۔ اس نے حضرت عمرؓ کو خبر دی حضرت عمر نے پوچھا کیا تمہارے درمیان کوئی (نئی) خبر ہے تو اس نے کہا جی ہاں ایک آدمی نے اللہ پر اسلام لانے کے بعد اللہ کا انکار کر دیا ہے۔ فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا ہم نے اس کو قریب کر کے اس کی گردن مار دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے اس کو تین مرتبہ قید کیوں نہیں کیا؟ کیوں تم نے ہردن ان کو ایک روٹی نہیں کھلائی؟ کیوں تم نے اس سے توبہ طلب نہیں کی؟ شاید کہ وہ توبہ کرتا اور اللہ کے معاملے میں رجوع کرتا۔ اے اللہ نہ میں وہاں حاضر تھا اور نہ ہی میں نے اس کا حکم دیا تھا اور نہ ہی میں اس پر راضی ہوا جب یہ بات مجھ تک پہنچی۔ ماقبل میں ابن القصارؒ کی حکایت بھی گزر چکی ہے کہ صحابہ کرام کا حضرت عمر کے قول کی درستگی پر اجماع تھا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی روایت ہے کہ مرتد سے تین مرتبہ توبہ طلب کی جائے گی۔

## حضرت عائشہ کی روایت:

دارقطنی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ احد کے دن ایک عورت مرتد ہوئی تو نبی علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس سے توبہ کو طلب کیا جائے اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اس کو قتل کیا جائے۔ اس حدیث ک سند میں محمد بن عبدالمکمل انصاری ہے۔ احمد فرماتے ہیں کہ یہ راوی حدیث کو چھوڑتا تھا اور جھوٹ بولتا تھا۔

## حضرت جابرؓ کی روایت:

حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت جس کو ام مروان کہا جاتا تھا وہ اسلام سے پھر گئی اور مرتد ہو گئی تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس پر اسلام کو پیش کیا جائے اگر وہ اسلام کی طرف رجوع کرے تو ٹھیک ورنہ اس کو قتل کیا جائے۔ اس حدیث کی سند میں معمر بن بکار ہے عقیلی کہتے ہیں اس آدمی کی حدیث میں وہم ہے۔ حضرت جابر سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک عورت جسے ام مروان کہا جاتا تھا اسلام سے پھر گئی تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے اگر اسلام قبول

کرے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے۔ اس حدیث کی سند میں معمر بن بکار ہے۔ عقیلی کہتے ہیں کہ اس آدمی کی حدیث میں وہم ہے۔ اور حضرت جابر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک عورت اسلام سے پھر گئی نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس پر اسلام کو پیش کرو اگر وہ اسلام قبول کرتی ہے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن اذنیہ ہے جس پر ابن حبان نے جرح کیا ہے۔

### دوسرا قول:

یہ قول ابو ہریرہؓ کا پسند فرمودہ ہے اسی کو امام ابو حنیفہؒ نے بھی لیا ہے۔ یہ ہے کہ طلب توبہ مستحب ہے اس حدیث کی وجہ سے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ”جو دین کو بدل دے اسے قتل کر دو“ اور اس وجہ سے کہ کافر اصلی جس کی دشمنی ظاہر ہو چکی ہو سے طلب توبہ واجب نہیں تو مرتد سے طلب توبہ بطریق اولیٰ واجب نہ ہوگی۔

### جوابات:

پہلی حدیث کا جواب یہ ہے کہ مرتد سے توبہ طلب کرنا ممنوع نہیں اور یہی صحابہ کا قول ہے۔ دوسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ شیخ ابواسحاق وغیرہ نے کہا ہے کہ کافر اصلی جو کہ حربی ہے اس کا کفر شبہ کی وجہ سے نہیں اور مرتد کا کفر شبہ کی وجہ سے ہے یہی وجہ ہے کہ اگر مرتد مہلت طلب کرے تو اسے مہلت دی جاتی ہے۔ اور حربی مہلت طلب کرے تو اسے مہلت نہیں دی جاتی۔

### مرتد کی مہلت کے بارے میں اختلاف ہے:

علماء کے اس بارے میں دو قول ہیں:

### امام ابو حنیفہ کا قول:

(۱) امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مہلت طلب کرے اس پر دلیل حضرت عمرؓ کی اثر ہے۔

### دوسرا قول:

(۲) دوسرا قول: یہ ہے کہ اس کو مہلت نہیں دی جائے گی جس طرح تین دن گزرنے کے بعد اس کو مہلت نہیں دی جاتی ہے۔ اختلاف میں اسی قول کی تائید کی گئی ہے۔ (تو یہاں

دو طرح کا اختلاف ہوا۔ ایک یہ کہ توبہ کا طلب کرنا واجب ہے یا مستحب؟ دوسرا یہ کہ مہلت دی جائے گی یا نہیں۔ اور تاجیل سے مراد یہاں یہی مہلت ہے۔ بہر حال مہلت کے بارے میں دو قول ہوئے (جو کہ ابھی ابھی گزر چکے) ان دو قولوں میں صحیح تر قول جو کہ امام مزنی کا پسندیدہ بھی ہے یہ ہے کہ اس سے فی الحال توبہ طلب کی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ اس کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ امام مالک اور احمد کا مذہب پہلے قول کی طرح ہے۔ امام ابو حنیفہ کا قول بھی یہی گزرا۔ اور اس سے پہلے قاضی عیاض کے کلام میں بھی اسی طرح کی بات گزر چکی ہے۔

### مرتد کے ساتھ مہلت کے ایام میں سلوک :

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایام مہلت میں مرتد کو قید رکھا جائے گا۔ اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مرتد کو طلب توبہ کئے بغیر یا مہلت کے ختم ہونے سے پہلے کسی نے اس کو قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص، دیت، کفارہ میں سے کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔ البتہ قاتل گناہ گار ہوگا اپنے اس فعل کی وجہ سے اس قول کے مطابق جس میں توبہ طلب کرنے کو واجب کہا گیا تھا۔ اگر توبہ طلب کرنے سے پہلے پہلے کسی اجنبی نے اسے زخمی کر دیا پھر وہ مسلمان ہوا اور مر گیا تو قاتل پر ضمان نہیں اسلئے کہ اس کو زخمی کرنا مباح تھا تو اس زخم کی وجہ سے مرجانے پر ضمان بھی نہیں ہوگا۔ جس طرح چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کی وجہ سے وہ مر گیا تو ضمان نہیں۔ یہی امام شافعی اور ان کے ساتھیوں کا قول ہے۔

### مرتد سے مناظرہ کیا جائے گا یا نہیں؟

**سوال:** اگر مرتد یہ کہے کہ میرے شبہ کو حل کرو؟ تو کیا اس سے مناظرہ کیا جائے گا یا نہیں تو اس میں دو قول ہیں۔

### پہلا قول:

امام غزالی کے ہاں صحیح تر قول یہ ہے کہ مناظرہ نہیں کریں گے۔

## دوسرا قول:

میرے نزدیک صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کے ساتھ مناظرہ کیا جائے گا۔ جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ اس کا ارادہ ٹالنے اور دھوکہ دینے کا قصد کیا ہے۔ اگرچہ ہمارے علماء نے (بغیر تعین کرتے ہوئے) ایک قول کے مطابق مناظرہ کرنے کی بات کی ہے۔

توبہ طلب نہ کرنے کے بارے میں معاذ بن جبل کی حدیث سے استدلال:

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ وہ ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس آئے تو ان کے ہاں ایک آدمی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا حضرت معاذؓ نے پوچھا یہ کون ہے؟ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ یہ آدمی یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اور اب دوبارہ یہودی ہوا ہے۔ تو حضرت معاذؓ نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ تو اسے قتل نہ کرے یہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے یہی بات حضرت معاذؓ نے تین مرتبہ کہی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے قتل کا حکم دیا گیا پس اس کو قتل کر دیا گیا لیکن ابوداؤد کے بعض طرق میں یہ ہے کہ اس آدمی سے توبہ طلب کیا گیا تھا اس واقعہ سے پہلے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت معاذؓ نہیں اترے یہاں تک کہ اس کی گردن مار دی گئی اور اس سے توبہ طلب نہیں کیا گیا۔ ابوداؤد کہتا ہے کہ ایک روایت میں توبہ طلب کرنے کا تذکرہ ہی نہیں ہے۔ امام بیہقیؒ حضرت عمرؓ کی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہی امام شافعیؒ کا قول قدیم ہے۔ امام شافعیؒ دوسرے قول میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے یہ حدیث ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”خون یعنی قتل تین چیزوں کی وجہ سے جائز ہے ان میں سے ایک اسلام کے بعد کفر کرنا ہے۔“

## جوابات:

حضرت عمرؓ کی حدیث منقطع ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں۔ اگر ہو بھی تو اس کو استحباب توبہ پر محمول کریں گے۔ اس لئے کہ تین مرتبہ طلب توبہ سے پہلے اگر کسی نے اس کو قتل کر دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی اس پر کچھ واجب نہیں کیا ہے۔



## امام شافعیؒ کا قول قدیم و جدید:

امام بیہقیؒ نے تین مرتبہ توبہ طلب کرنے کو امام شافعیؒ کا قول قدیم کہا جبکہ جدید قول کے مطابق مستحب ہے۔ فی الحال توبہ طلب کرنے کے بارے میں بیہقیؒ کا یہ کلام خاموش ہے جبکہ رافعیؒ کے کلام کے مطابق فی الحال توبہ طلب کرنا واجب ہے۔ نیز بیہقیؒ کے کلام کے مطابق تین دن تک تاخیر جائز ہے اور رافعیؒ کے کلام سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ تین دن تک تاخیر جائز نہیں۔ اس لئے کہ رافعیؒ فرماتے ہیں کہ مرتد سے فی الحال توبہ طلب کی جائے گی اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے گا۔

ابن الہمذ ر کہتے ہیں کہ اس بات میں امام شافعیؒ کے اقوال مختلف ہیں۔ چنانچہ کتاب المرتد میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مرتد کو اسی جگہ قتل کیا جائے گا۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اس کو تین مرتبہ قید کیا جائے گا۔ اور مزنی پہلے قول کی طرف مائل ہیں۔

ابن الہمذ ر فرماتے ہیں کہ اس بات میں حضرت عمرؓ سے بھی آثار و اخبار مختلف ہیں۔ اور آپ ﷺ کے اس قول ”جو اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر دو“ پر عمل کرنا واجب ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس سے توبہ طلب کی جائے اگر وہ قبول کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے۔ ابن الصباغ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے اس قول کی تائید کی ہے۔

بیہقیؒ نے خلفاء اربعہ سے نقل کیا ہے کہ طلب توبہ غیر موقت ہے۔

## امام شافعیؒ کے مذہب کا خلاصہ:

اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کے مذہب کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ طلب توبہ تین دن تک جائز ہے جیسا کہ بیہقیؒ نے کہا۔ باقی توبہ طلب کرنا مستحب ہے یا واجب؟ تو اس میں بھی دو قول ہیں۔ صحیح تر قول مستحب کا ہے۔

## آیا مرتد سے فی الحال توبہ کرانا واجب ہے؟

آیا مرتد کا قتل بغیر توبہ طلب کئے جائز ہے یا فی الحال توبہ طلب کرنا واجب ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔ ایک جماعت کے ہاں واجب ہے۔ جبکہ میرے نزدیک مختار مستحب ہے۔ ان احادیث کی بنیاد پر جن کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ باقی وجوب طلب توبہ پر جو احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں۔ اور حضرت

عمر کا اثر اپنے ثبوت میں مختلف ہے۔ باقی صحابہ کرام کے اقوال جواز پر دلالت کر رہے ہیں نہ کہ وجوب پر۔ جی ہاں! مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور جب ہم اس کا فر اصلی کے بارے میں کہتے ہیں جس کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو اور وہ لڑائی کو جان چکا ہو تو (اس کو قتل کرنا جائز ہے تو بہ طلب کرنا واجب نہیں) تو مرتد کو بطریق اولیٰ جائز ہے کیونکہ مرتد کا شبہ کافر کے شبہ سے کم تر ہے۔ اور مرتد کو پورا علم بھی ہے کہ مجھے قتل کیا جائے گا۔ نیز اس کا کفر بھی کافر کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تعارض آجائے کافر اور مرتد کے قتل کے بارے میں تو ہم پہلے مرتدین کو قتل کریں گے اس کے بعد کافروں کو قتل کریں۔ اسی قول پر امام شافعیؒ اور ان کے ساتھیوں نے تصریح اور شیخ ابو حامد نے اجماع نقل کیا ہے۔ یہ ساری تفصیل اسے مرتد کے بارے میں جس نے آپ کو گالی نہ دی ہو۔

**وہ مرتد جو آپ ﷺ کو گالی بھی دے:**

اور جو گالی بھی دے تو قاضی عیاض بن موسیٰ نے اس کو بھی مرتد کا مثل قرار دیا ہے۔ ہمارے علماء کا کلام بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ آدی تو بہ طلب نہ کرنے کا زیادہ لائق ہے، کیونکہ بلاشبہ اس کا کفر بہت بڑھا ہوا ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے ابن نطل، مقین بن صبابہ، ابن ابی سرح اور ان حضرات جن کا خون فتح مکہ کے دن مباح ہوا تھا۔ تو بہ طلب نہیں فرمایا تھا۔

**سوال:** تو بہ تو ان سے طلب کیا جاتا ہے جو امام کے قبضہ میں ہو یہ لوگ تو دارالہرب کے ساتھ مل گئے تھے؟

**جواب:** ہمارے علماء نے اس بات پر تصریح کی ہے کہ اگر مرتدین جمع ہو جائیں اور ان کے لئے شان شوکت بھی ہو تو ان سے لڑائی کی جائے گی اگر ان پر قدرت حاصل ہو جائے تو پھر ان سے تو بہ طلب کی جائے گی۔ اور یہ لوگ مغلوب ہوئے تھے فتح مکہ کے دن اور ابن سرح آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

ان تین جوابوں میں سے ایک صحیح جواب یہ ہے۔

(۱) یہ کہا جائے کہ تو بہ طلب کرنا مستحب تھا واجب نہیں تھا اور ان حضرات کی مدت لمبی

ہو چکی تھی اور ان سے بعض اوقات کوئی ایسی بات ظاہر ہو چکی تھی جس سے ان کا رجوع نہ کرنا معلوم ہوا تھا اور ترک مستحب کے لئے اتنی بات کافی ہوتی ہے۔

(۲) یا یہ کہ یہ لوگ حربی تھے جیسا کہ مقیس بن صبابہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قتل کیا تھا اور مال کو ہنکایا تھا اور دارالحرب کے ساتھ مل گیا تھا۔ لیکن یہ بات سب میں نہیں تھی۔

(۳) یا یہ کہ مرتد سے توبہ طلب نہیں کی جاتی ہے اس کے کفر کے فحش ہونے کی وجہ سے چاہے ہم یہ کہیں کہ اگر وہ جلدی توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں اس لئے کہ یہ احتمال ہے۔ اور جس نے یہ کہا کہ اس کی توبہ مقبول ہے تو اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ ہم اس سے توبہ طلب کریں گے۔ اور اس کو ایمان پر مضبوط کریں گے اور دھوکہ نہیں دیں گے۔ اس لئے بسا اوقات وہ عند اللہ توبہ کر چکا ہوتا ہے پس ہم ایک مسلمان کو قتل کرنے والے ہوں گے۔ بہر حال اگر اس پر تلوار اٹھائی گئی ہو اور اس کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ مجھے قتل کیا جائے گا پھر بھی وہ اسلام قبول نہ کرے تو معلوم ہوگا کہ وہ مرتد ہے اور ارتداد پر اصرار کرنے والا ہوگا۔ پس اس صورت میں اسے قتل کیا جائے گا۔

جاننا چاہئے کہ ہم نے بعض تابعین کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مرتد سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔ اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ”اور توبہ قبول نہیں“ اس سے مراد بعض نے یہ سمجھا ہے کہ مرتد کی توبہ قبول نہیں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ غلط ہے۔ بلکہ اس قول ”توبہ قبول نہیں“ اس سے کیا مراد ہے آپ جان چکے ہیں۔

پس درست بات یہ ہے کہ وہ مرتد جو آپ ﷺ کو گالی دینے والا نہ ہو اور نہ ہی زندیق ہو تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اس میں یقین کے ساتھ کسی کا اختلاف بھی منقول نہیں۔ سوائے امام احمد کی ایک روایت کے جس کو انہوں نے اس مرتد جو پیدائشی مسلمان ہو اور اس مرتد جو پیدائشی مسلمان نہ ہو کے درمیان فرق کرنے کے لئے نقل

کی ہے۔ باقی امام احمد کا اپنا مذہب جن کو ان کے ساتھی خوب (جانتے ہیں) ہیں اور نقل کیا ہے۔ (وہ روایت کے برعکس ہے)

## چوتھی فصل

آپ ﷺ کو گالی دینے والے ذمی کے قتل پر چودہ دلائل

**پہلی دلیل:**

کعب بن اشرف کا قتل ہونا اسی واقعہ سے امام شافعی اور ان کے بعد بہت سے علماء نے استدلال کیا ہے۔

**دوسری دلیل:**

ابورافع عبداللہ بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کا واقعہ۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے زہری نے عبداللہ بن کعب بن مالک کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج حضور ﷺ کی خدمت کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے ان میں سے ایک قبیلہ کوئی کام نہ کرتا مگر یہ کہ دوسرا بھی اسی طرح کا کام کر لیتا پس جب اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا تو خزرج نے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا جو حضور ﷺ کے ساتھ عداوت میں کعب بن اشرف کے مثل ہو۔ تو انہوں نے خیبر میں رہنے والے یہودی ابن ابی الحقیق کا تذکرہ کیا اور رسول ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی۔

ابورافع کے قتل کا واقعہ مشہور ہے امام بخاری نے بھی اس واقعہ کو بخاری میں ذکر کیا ہے۔ (مصنف فرماتے ہیں کہ) ہم نے اس واقعے کو ابن اسحاق کے حوالے سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ابورافع کعب بن اشرف کا مثل تھا۔ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ابورافع حجاز میں ایک قلعہ میں رہتے تھے۔ پس اگر ابورافع کعب بن اشرف کی طرح معاہدہ تھا تو استدلال اسی طرح ہوگا۔ اور اگر معاہدہ نہ تھے تو استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے کے درپے تھا۔

**تیسری دلیل:**

ابوعفک یہودی کے قتل کا واقعہ۔ اس واقعہ کو اہل سیر حضرات نے ذکر کیا ہے اگرچہ یہ مستقل

طور پر دلیل نہیں لیکن یہ واقعہ کعب بن اشرف کے واقعہ کی تاکید کرتا ہے۔ واقعہؓ نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے قبیلے سے ایک بوڑھا شخص تھا جن کو ابو عوفک کے نام سے پکارا جاتا تھا اور بہت زیادہ بوڑھا تھا آپ ﷺ کی مدینہ آمد کے وقت اس کی عمر ایک سو بیس برس ہو چکی تھی۔ اور وہ لوگوں کو آپ ﷺ کی دشمنی پر ابھارتا تھا۔ پس جب آپ ﷺ غزوہ بدر کیلئے نکلے اور کامیابی کے ساتھ لوٹے تو وہ آپ ﷺ سے حسد کرنے لگا۔ اور حد سے تجاوز کرنے لگا۔ اور یہ اشعار کہے

پس سالم بن عمیر جو رونے والوں میں سے تھا (یعنی سالم بن عمیر ان سات آدمیوں میں سے تھا جو غزوہ تبوک میں سواری نہ ملنے کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے اور روتے ہوئے واپس ہوئے تھے) اور ان کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ نے اس بات کی نذر مانی کہ میں ابو عوفک یہودی کو قتل کروں گا یا پھر اس کے قتل سے پہلے خود مر جاؤں گا۔ پس وہ موقع تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ ایک مرتبہ سخت گرمی کی رات تھی اور ابو عوفک گرمی کے موسم میں بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سو گئے۔ تو سالم بن عمیر آئے اور تلوار اس کے سینے میں رکھ دی یہاں تک کہ وہ تلوار اس کے بستر میں گھس پس اللہ کا دشمن چیخ اٹھا تو ارد گرد کے لوگ اس کی چیخ پر اسکی طرف ٹوٹ پڑے اور اس کو اس کے گھر میں لے گئے اور دفن کر دیا اور کہنے لگے کہ اس کو کس نے قتل کیا؟۔ خدا کی قسم ہمیں اگر اس کے قاتل کا پتہ چل جائے تو ہم اس کے بدلے اس کو قتل کر دیں۔ اور ابو عوفک کا قتل ہجرت کے بیسویں مہینہ شوال کے شروع میں غزوہ بدر کے بعد کعب بن اشرف کے قتل سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔ اور جن لوگوں نے ابو عوفک کے یہودی ہونے کی تصریح کی ہے ان میں سے ایک حضرت ابن سعد ہیں اور پہلے تفصیل سے یہ بات گزر گئی ہے کہ مدینہ کے سارے یہود معاہد تھے۔ اور یہ دلیل ہے کہ یہودی معاہد اگر کتناخی کرے تو اس کو فوراً قتل کیا جائے گا۔ اور یہ قتل ثواب کے کاموں میں سے ہے جو منت ماننے سے لازم ہوتا ہے۔ اور یہ بات صحابہ کے ہاں ظاہر اور معلوم تھی۔

### چوتھی دلیل:

انس بن زیم الدیلی کا واقعہ۔ اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ انس بن زیم الدیلی قریش کے معاہدہ اور مصالحت جو آپ ﷺ کے ساتھ ہوئی تھی اس میں شامل تھا انہوں نے آپ ﷺ کی برائی بیان کی تو

خزاعہ قبیلہ کے ایک غلام نے ان کو زخمی کر دیا پس دونوں قبیلوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔ اور خزاعہ قبیلہ آپ ﷺ کے پاس مدد طلب کرنے آیا اور وہ مشہور قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

لاہم انی ناشد محمدا حلف ابینا و ابیک الاتلدا

پس جب وہ لوگ بات سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک انس بن زینم الدیلی نے آپ کی برائی بیان کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا اس کی خبر جب انس بن زینم الدیلی کو پہنچی تو وہ حضور ﷺ کے پاس معذرت کے لئے پہنچا اور آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا پہلا شعر یہ ہے

انت الذی تھدی معد بامرہ بل اللہ یھدیہا وقال لک اشھد

اور اس کا یہ قصیدہ آپ ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ سے نوفل بن معاویہ نے بات کی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ معاف کرنے والے ہیں اور ہم میں سے کسی نے آپ کی دشمنی اور ایذا رسانی نہیں کی ہے اور ہم جاہلیت میں تھے یہ نہیں جانتے تھے ہم کیا کریں اور کیا چھوڑ دیں یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے ذریعے ہمیں ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہلاکت سے ہمیں نکال دیا اور اس قبیلے نے انس پر جھوٹ باندھا ہے اور ان کے خلاف آپ کے پاس بہت کچھ کہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس قبیلے کے خلاف بات کرنا چھوڑ دو کیونکہ ہم نے تہامہ میں رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں میں خزاعہ سے زیادہ نیک کسی کو نہیں پایا حضور ﷺ کی اس بات نے نوفل کو خاموش کر دیا جب نوفل خاموش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کو معاف کر دیا نوفل نے کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ یہ واقعہ اگر صحیح ہو تو قوی دلائل میں سے ہے۔ بلکہ اس میں دلیل ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کا قتل اسلام لانے سے ساقط نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ معافی نہ مانگے۔ کیونکہ قصیدہ کا ظاہر انس بن زینم الدیلی کے اسلام پر دلالت کر رہا ہے۔ اور جب وہ حضور ﷺ کی برائی بیان کر رہا تھا تو وہ اس وقت وہ معاہدہ تھا۔ اور نوفل جس نے اس کی سفارش کی تھی یہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے معاہدہ توڑا تھا اور پھر یہ مسلمان ہو گئے اور انس کے بارے میں سفارش کی تو یہ دلالت کر رہا ہے کہ رسول ﷺ

کی برائی بیان کرنا اور رسول ﷺ کو گالی دینا نقض عہد سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور عہد توڑنے والا اگر مسلمان ہو جائے تو وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور گستاخ اسلام قبول کرنے سے بھی محفوظ نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے رسول ﷺ نے بنو بکر جنہوں نے خزاعہ پر حملہ کیا تھا ان میں سے کسی کے خون کو بھی رائیگاں قرار نہیں دیا بلکہ خزاعہ کو ان کے ساتھ لڑنے پر مسلط کر دیا اور اس شخص کے خون کو خاص طور پر رائیگاں قرار دیا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو اور معذرت کی حالانکہ ان کے ساتھ عہد صلح اور جنگ بندی کا تھا نہ کہ جزیہ ادا کرنے اور جان و مال کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ حالانکہ ایسا معاہدہ اپنے علاقے میں منکرات کے ارتکاب کرنے میں آزاد ہوتا ہے۔ اور اس پر پابندی نہیں ہوتی۔ تو جب اس کا مواخذہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے تو ذمی کا مواخذہ بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ پس یہ قصہ اس بات پر تو صراحتہ دلالت کر رہا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے۔ باقی اگر وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو ہم اس سے قتل کو ساقط سمجھتے ہیں۔ اور اس قصہ میں اسلام کے بعد جو معافی کا سوال صادر ہوا ہے ہم اس کو اس کی قبولیت تو بہ پر حمل کرتے ہیں جیسا کہ کعب بن مالک کی توبہ کی قبولیت میں ہوا تھا جب وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ تو اس کی توبہ کی قبولیت پچاس دن تک مؤخر ہوئی باوجود یہ کہ وہ نادم تھا اور آپ ﷺ سے سچ بولا تھا جس کا ذکر پہلے ہم کر چکے ہیں۔ اویہ تاخیر اس لئے تھی تاکہ اللہ کا اس سے راضی ہونا اور اس کی توبہ کو قبول کرنا متحقق ہو جائے۔ تو یہاں بھی اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا اس سے راضی ہونا مقصود تھا جو کہ امر مقصودی ہے۔ تو یہ واقعہ اس بات پر صراحت نہیں کہ اگر وہ معافی نہ مانگتا مسلمان ہونے کے بعد تو وہ قتل کر دیا جاتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ قتل کے علاوہ کوئی سزا دیدیتے یا محض آپ ﷺ کا ان سے اعراض اور بے رنجی بھی ان کے لیے سزا تھی کیونکہ کسی مسلمان کا دل کب خوش ہو سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ ان سے ناراض ہوں۔ برخلاف حربی کافر اور اس معاہدہ کے جس نے گستاخی کے علاوہ کسی اور وجہ سے معاہدہ توڑ دیا تو اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس کیلئے اور کوئی سزا نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے قبل اس کا دین یعنی کفر اور لڑائی کا گناہ اسلام لانے کے بعد ختم ہو گیا اور گستاخ رسول ﷺ کا گناہ کفر سے بھی بڑھ کر ہے۔



## پانچویں دلیل:

اس سے بھی علماء کی ایک جماعت جن میں سے امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ شامل ہیں نے استدلال کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں باب باندھا ہے۔ (باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ) ابو داؤد نے سند کے ساتھ حضرت علیؑ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی عورت جو حضور ﷺ کو گالیاں دیتی تھیں تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا اور وہ مر گئی تو حضور ﷺ نے اس کے خون کو رازِ گالیاں قرار دیا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے جریر بن مغیرہ عن شععی عن علیؑ کی سند سے روایت کی ہے مسلمانوں میں سے ایک شخص جو کہ نابینا تھے ایک یہودی عورت کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ عورت اس کو کھانا کھلایا کرتی تھی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتی تھی اور وہ عورت ہمیشہ حضور ﷺ کو گالیاں دیتی اور ایذا پہنچاتی تھی۔ پس ایک رات اس شخص اس عورت کا گلا گھونٹا اور وہ مر گئی۔ پس جب اس کا ذکر حضور ﷺ کے پاس ہوا تو حضور ﷺ نے اس عورت کے معاملے میں لوگوں کو قسم دے کر پوچھا تو وہ نابینا آدمی کھڑا ہوا اور اس عورت کا معاملہ حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا تو حضور ﷺ نے اس کا خون کو رازِ گالیاں قرار دیا۔

اس سند کے صحت اور اتصال میں کوئی کلام نہیں۔ صرف شععی کے حضرت علیؑ سے سماع میں کلام ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ شععی نے حضرت علیؑ اور کئی دیگر صحابہ کو پایا ہے کیونکہ ان کی ولادت ابن منجویہ کے قول کے مطابق حضرت عمرؓ کے چھ برس گزرنے کے بعد ہوئی ہے۔ تو حضرت علیؑ کی وفات کے وقت ان کی عمر بیس برس کی تھی اور شععی کے اکثر اقوال بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ ان کی وفات کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات ۱۰۲ھ میں بیاسی برس کی عمر میں ہوئی ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔ جن میں ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی ہے۔ اور ان کی عمر ۷۷ برس تھی تو اس قول کے مطابق انہوں نے حضرت علیؑ کی زندگی کے دس سال پائے ہیں۔ لیکن مشہور پہلا قول ہے۔ بہر حال ہر قول کے مطابق حضرت علیؑ کو پانا ثابت ہوا اور سماع بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ شععی کوئی ہیں اور حضرت علیؑ بھی کوفہ میں تھے تو حضرت علیؑ سے ملاقات

اور سماع سے کوئی مانع نہیں تھا۔ اور پھر حضرت علی سے ان کی روایت مشہور و معروف بھی ہے اور من جملہ ان روایات میں سے ”شراۃ الہمدانیہ“ کی حدیث بھی ہے۔ اور بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ سے احادیث سنی ہیں اگر یہ ثابت ہو جائے تو یہ سماع کی تصریح ہے ورنہ تو محدثین کے نزدیک مشہور لقاء اور امکان لقاء پر اکتفاء ہے اور حمل علی السماع پر۔ پس اس صورت میں یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اگر بالفرض مرسل بھی ہے تو تشعشی کے مرسلات اصح المراسیل میں سے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اس کی تائید ابن عباسؓ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو ہم ان شاء اللہ چھٹی دلیل میں ذکر کریں گے۔ کیونکہ یہ واقعہ یا تو ایک ہے جیسا کہ احمد بن حنبلؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یا دونوں کا معنی اور مفہوم ایک ہے۔ اور اگر بالفرض ابن عباسؓ کی حدیث مؤید بھی نہ ہو تو اکثر اہل علم کے اقوال اس کے مطابق ہے۔ اور اصحاب رسول ﷺ سے بھی اس کے موافق روایات منقول ہے پس مذکورہ تینوں امور جس مرسل روایت کے ساتھ مل جائے تو بلا خلاف حجت ہوتی ہے۔ کیونکہ امام شافعیؒ اور ان کے موافقین مرسل کو مؤید کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرات مطلق قبول کرتے ہیں مؤید کے ساتھ بھی اور بغیر مؤید کے بھی۔

پس مرسل جس کا مؤید بھی موجود ہو با اتفاق علماء مقبول ہے۔ اور یہ حدیث مضبوط دلائل میں سے ہے۔ اور احناف کیلئے اس کا جواب دینا مشکل ہے۔ کیونکہ عورت کا قتل کفر اصلی کی وجہ سے باجماع علماء ناجائز ہے۔ اور احناف کے نزدیک ارتداد کی وجہ سے بھی عورت کا قتل جائز نہیں۔ اور یہ عورت تو مرتدہ بھی نہ تھی بلکہ یہودیہ تھی اور عورت کا قتل احناف کے نزدیک موجب قصاص ہے خواہ قاتل مسلمان ہو یا کافر ہو پس رسول اللہ ﷺ کا اس کے خون کو باطل قرار دینا اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ گستاخ کا قتل واجب ہے۔ اور راوی کا ابطال کو گالی دینے پر لفظ فا کے ذریعہ مرتب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو گالی دینا یہ علت ہے اس کے خون کو باطل قرار دینے کیلئے اور نبی ﷺ کا گالی کے بعد ابطال دم کا فیصلہ بھی گالی کے علت ہونے پر دلیل ہے اور ان دونوں باتوں میں سے ہر ایک علت بننے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ میں یہ بات ثابت ہے۔ تو اس سے خصم کا یہ قول باطل ہو جاتا ہے کہ یہ عورت حربی تھی اور حربی ہونا ہی ابطال

خون کی علت ہے نہ کہ گالی دینا۔ اور اس قول کا فاسد ہونا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خون باطل قرار دینا اس شخص کا ہوتا ہے جس کے خون کے ضامن کا کوئی سبب منعقد ہو یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک غزوہ میں ایک عورت کو قتل کیا ہوا پایا تو آپ نے اس موقع پر عورتوں اور بچوں کو قتل سے منع فرمایا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اس کا خون باطل ہے۔ کیونکہ اس کے ضامن کا سبب منعقد نہ تھا برخلاف اس عورت کے کہ یہ اہل عہد میں سے تھی اور عہد اس کے خون کے محفوظ ہونے کا سبب ہے اگر اس سے گالی کا ارتکاب نہ ہوتا۔ اور قول مذکور کا فساد اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہودی عورت یہود مدینہ میں سے تھی اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ یہود مدینہ سب کے سب معاہدہ تھے۔ یعنی ان کے ساتھ صلح ہو چکی تھی۔ اور امام شافعیؒ اور امام واقدیؒ کے یہ قول سے بھی اس قول کا فساد معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ باقاعدہ صلح نامہ لکھ چکے تھے اور یہی بات ابن اسحاق نے بھی ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ مدینہ آتے وقت مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھی اور اس میں یہود سے صلح اور معاہدہ بھی کیا اور ان کو ان کے دین و مال پر برقرار رکھا اور یہ صلح نامہ آل عمر بن الخطابؓ کے پاس اس کتاب کے ساتھ تھا جو حضرت عمر نے صدقات کے بارے میں عمال یعنی سرکاری کارندوں کے لئے لکھی تھی۔ اس کتاب میں آپ نے لکھا تھا

## آپ ﷺ کی ہجرت کے وقت مہاجرین

### اور انصار کے درمیان کیا ہوا معاہدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ تحریری معاہدہ ہے محمد ﷺ جو کہ نبی ہے کی طرف سے قریش اور مدینہ کے مسلمانوں اور جو ان کے ساتھ ان کے تابع ہو کر ملے ہوئے ہیں کے درمیان کہ یہ سب ایک امت ہے اور یہ ایک دوسرے کی دیت ادا کریں گے۔ اور اس معاہدہ میں یہ بھی تھا کہ اللہ کا عہد و پیمانہ ایک ہے اور مسلمانوں میں سے کوئی اونہی بھی امن دے سکتا ہے۔ اور اس تحریری معاہدہ میں یہ بھی تھا کہ مسلمان جب تک لڑائی میں رہیں گے تو یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر (جنگی اخراجات پورے کرنے کیلئے) خرچ کرتے

رہیں گے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے یہود بنی عوف کیلئے امن حاصل ہے۔ یہود کا اپنا دین اور قانون ہے اور مسلمانوں کا اپنا دین اور قانون ہے ان کے غلاموں کیلئے بھی اور خود ان کے لئے بھی۔ مگر جس نے ظلم کیا اور گناہ کا ارتکاب کیا تو اس نے اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو ہلاک کیا۔ اور بنونجار، بنو حارث، بنو ساعدہ اور بنو ششم کے یہودیوں کے لئے بھی وہی امن ہے جو بنی عوف کے لئے ہے۔ اور یہود بنو نعلبہ اور جفہہ (جو کہ نعلبہ کی ایک شاخ ہے) اور بنو شطیبہ کیلئے بھی وہی احکام ہیں جو بنو عوف کیلئے ہیں۔ اور بنو نعلبہ کے موالی بھی انہی کی طرح ہیں۔ اور یہود کے راز دار اور ان کے پڑوسی بھی ان کی طرح ہیں بشرطیکہ وہ ایذا رساں اور مرتکب گناہ نہ ہوں۔ اور یہ کہ اس صحیفہ والوں میں اگر کوئی ایسا اختلاف پیدا ہو جائے جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد کے پاس لے جایا جائے گا۔ اور اس کے یہود اور ان کے غلام انہی احکام پر ہوں گے جو اس صحیفہ میں ہیں۔ اور اس معاہدہ میں کچھ اور بھی باتیں تھیں۔ اور یہ تحریری معاہدہ ابو عبید نے بھی کتاب الاموال میں یحییٰ بن کبیر اور عبداللہ بن صالح کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ اور ابو عبید کہتے ہیں کہ یہ معاہدہ آپ ﷺ کی مدینہ آمد کے وقت ہوا تھا اور ابو عبیدہ نے اس بات کی تصریح بھی کر دی ہے کہ یہود مدینہ مسلمانوں کے ساتھ مل کے خرچ کریں گے جب تک وہ محارب ہوں گے۔ اور یہ خرچ کرنا جنگ کے ساتھ خاص تھا آپ ﷺ نے ان پر یہ لازم کیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے دشمن کے خلاف مدد کریں گے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ آپ یہود کو مال غنیمت میں سے حصہ دیتے تھے۔ جب وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کے دشمن کے خلاف لڑتے تو یہ حصہ دینا اس شرط کی وجہ سے تھا جو کہ آپ ﷺ نے ان پر خرچ کرنے کی شرط لگائی تھی اگر یہ شرط نہ ہوتی تو مسلمانوں کے غنیمت میں یہود کا کوئی حصہ نہ ہوتا۔ ابو عبید کی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ... ان یہود ملتہ من المؤمنین کہ یہود بنو عوف مؤمنین کی ایک جماعت ہے۔ اور ابو عبید نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس سے مراد یہود کی مسلمانوں کی مدد اور ان کے ساتھ تعاون کرنا ہے۔ اور ان کے دشمن کے خلاف اس خرچ کے ساتھ ساتھ جس کی شروط ان پر لگائی گئی تھیں خرچ کرنا ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کتاب لکھی اس میں یہ لکھا تھا کہ ہر قبیلہ پر اس کی دیت لازم ہے۔ اور اس قول (ان کل من تبع المسلمین من الیہود فان له النصرة)

**ترجمہ:** جس یہودی نے مسلمانوں کی پیروی کی اس کیلئے مدد ہے اس قول کا مطلب یہاں جنگ بندی اور صلح ہے۔

اور مدینہ کے یہود میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس کا کوئی حلیف نہ ہو یا تو اس کے حلیف تھے یا پھر خزرج کے قبیلوں کے ساتھ اور بنو قینقاع جو کہ مدینہ کے مجاورین میں سے تھے یہ اس کے حلیف تھے عبد اللہ بن سلام کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے تھا اور یہ وہی قبیلہ ہے جن سے اس صحیفہ کی ابتداء کی گئی۔ مدینہ اور اس کے ماحول میں تین قسم کے یہود آباد تھے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ ان میں سے بنو قینقاع اور بنو نضیر خزرج کے حلیف تھے اور بنو قریظہ اس کے حلیف تھے۔ اور سب سے پہلے عہد کی خلاف ورزی کرنے والے بنو قینقاع تھے جن سے بدر اور احد کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور یہ مدینہ کے اندر رہتے تھے۔ جبکہ بنو نضیر اور بنو قریظہ مدینہ سے باہر رہتے تھے۔ اور جس عورت کا واقعہ گزرا بظاہر اس کا تعلق قینقاع سے تھا کیونکہ یہ مدینہ میں تھی۔ چاہے اس کا تعلق قینقاع سے ہو یا کسی اور سے ہو۔

بہر حال یہ بھی معاہدہ تھی اور تمام یہود کی طرح ان سے بھی صلح اور معاہدہ تھا پس جب اس کی گستاخی سبب قتل تھی تو ذی عورت جس پر اسلام کے احکام کی پابندی لازم ہے اس کی گستاخی بدرجہ اولیٰ مقتضی قتل ہوگی۔ اور گستاخی کرنے سے پہلے اس عورت کے معصوم ہونے پر آپ ﷺ کا لوگوں کو اس معاملے کے بارے میں قسم دینا دلیل ہے اگر یہ معصوم نہ ہوتی تو آپ ﷺ لوگوں کو قسم نہ دیتے کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے۔

**سوال:** اگر آپ یہ سوال کریں کہ گستاخ رسول ﷺ کا قتل اگرچہ واجب ہے لیکن حاکم وقت کے اجازت کے بغیر افراد کیلئے جائز نہیں۔ اور اسی طرح مرتد کا قتل بھی۔ پس اگر یہ قتل بسبب گالی و گستاخی ہوتا تو حضور ﷺ اس پر نکیر فرماتے بوجہ ایک ناجائز کام کرنے کے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں کیا تو یہ دلیل ہے کہ یہ قتل کسی اور وجہ سے تھا۔

**جواب:** اس قتل کا گالی و گستاخی کے علاوہ کسی اور سبب سے ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے کہ اس کے سوا اس کا کوئی محل نہیں ہے کیونکہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ عورت کا قتل کفر اصلی کی وجہ سے جائز نہیں

لہذا یہ بات متعین ہے کہ یہ قتل گالی دینے کی وجہ سے ہوا۔ باقی رہا یہ سوال کہ افراد کیلئے امام کی اجازت کے بغیر قتل جائز نہیں ہے اور نبی نے عام آدمی کے قتل کرنے کے باوجود اس پر نکیر نہیں فرمائی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید کہ آپ ﷺ نے نکیر اس لئے نہ کی ہو کہ آپ ﷺ کو خطرہ تھا کہ اس نکیر سے لوگ یہ سمجھ بیٹھیں گے کہ شاید (ایسا گستاخ) قتل کا مستحق ہی نہیں ہوتا۔ اور حاکم وقت کو ایسے موقع پر نکیر ترک کرنے کی اجازت ہے۔ یاد دہرا جواب یہ ہے کہ افراد کو اجازت نہ ہونا وہاں ہے جہاں خوف فتنہ ہو یا حاکم وقت کے پاس مسئلے کو پہنچانا ممکن نہ ہو۔ اور یہ واقعہ اس نوعیت کا نہ تھا۔ یا تیسرا جواب یہ ہے کہ کافر قتل کرنے میں حاکم وقت کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اس میں قتل کرنے کا کوئی سبب پایا جائے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حاکم وقت کی اجازت کے بغیر جہاد کرنا جائز ہے۔ تو گستاخ عورت بمنزلہ حربی آدمی کی طرح ہے۔ یا چوتھا جواب یہ ہے کہ اگر یہ قصہ وہی ام ولدہ والا قصہ ہے تو ام ولدہ باندی ہوتی ہے۔ اور علماء کے ایک قول کے مطابق آقا کیلئے غلام پر حد جاری کرنا جائز ہے۔ بہر حال مقصود اس کے خون کا باطل ہونا ہے باقی قتل سرانجام دینے والا حاکم وقت ہو یا کوئی اور ہو اس میں کلام نہیں۔

### چھٹی دلیل :

وہ ہے جس کو امام ابو داؤد نے (باب الحکم فیمن سب النبی) کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک نابینا آدمی کی ام ولدہ تھی جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اس آدمی نے اس کو منع کیا اور وہ منع کرنے کے باوجود باز نہ آئی اور یہ اس کو ڈانٹا لیکن وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک رات اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور حضور ﷺ کو گالیاں دینا شروع کر دیا تو اس نے چھوٹی تلوار لی اور اس کے پیٹ کے اوپر رکھی اور پھر اس کو اوپر سے دبا یا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا اور اس کا حمل بھی گر گیا اور ارد گرد کی ساری جگہ خون آلو دھو گئی۔ پس جب صبح اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا کہ میں قسم دیتا ہوں اس شخص کو جس نے یہ کام کیا ہے اور یہ میرا حق ہے اس پر کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ نابینا کھڑا ہوا اور لڑکھڑاتے ہوئے لوگوں کی گردنیں

پھلانگتے ہوئے گیا یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا اللہ کے رسول ﷺ کہ وہ عورت آپ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ ﷺ کی گستاخی کیا کرتی تھی میں نے اسے منع کیا لیکن وہ منع نہ ہوئی۔ اور اس سے موتی کے مثل دو بچے بھی ہیں۔ اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی۔ پس جب رات ہوئی اور اس نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو میں نے آلہ قتل اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اوپر سے خوب دبایا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار گواہ رہو اس عورت کا خون باطل اور رائیگاں ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح اور بخاری کی شرائط پر ہے۔ اور اس روایت سے امام احمد نے بھی استدلال کیا ہے۔ اور امام احمد نے اس روایت کو (روح عن عثمان) کی سند سے ذکر کیا ہے۔ علامہ خطابی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت مسلمان تھی تو پھر یہ واقعہ اس واقعہ سے الگ کوئی واقعہ ہوگا جسے حضرت علیؓ نے روایت کیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے بلکہ دونوں واقعہ ایک ہی ہیں اور یہ وہی یہودی عورت ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور پھر اسمیں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ عورت اس نابینے کی باندی ہو کیونکہ کافر باندی جو کہ کتابیہ ہو بطور ملک یمین اس کے ساتھ ہمبستری کرنا جائز ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ اس کی بیوی ہو بہر حال بیوی ہو یا باندی ہر ایک شوہر کے تابع ہوتی ہے معاہدہ میں اور صلح میں۔ اور یہ بات پہلے بارہا گزر گئی ہے کہ مدینہ کے تمام یہود معاہدہ تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اس عورت کا قتل حضور ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے ہو کسی اور سبب سے نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ خواہ دونوں ایک ہی واقعہ ہوں یا الگ الگ ہوں۔

**سوال:** اگر کوئی یہ کہے کہ شاید کہ اس کا قتل عہد توڑنے کی وجہ سے ہوا ہو؟ اور وہ عہد گالیاں دینے کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہو تو پھر یہ اس عورت کی طرح ہوگئی جو کہ لڑنے والی ہو تو اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اس کو قتل کیا جاتا ہے اور یہ اسکے بارے میں اختیار دیا جاتا ہے؟

**جواب:** اس کا جواب یہ ہے کہ لڑنے کی صورت میں اس کو دفاع کرتے ہوئے قتل کیا جاتا ہے باقی اختیار یہاں درست نہیں۔ خاص کر کے جب یہ باندی بھی ہو جیسا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ کیونکہ اس کی رقیق پہلے سے حاصل تھی۔ اور احسان کر کے چھوڑنا یا فدیہ لے کر چھوڑنا ہر

ایک رقیقت سے بہتر ہے۔ تو اس کا قتل متعین ہو اور جب قتل متعین ہو تو یہی مقصود تھا۔ خواہ اس کا قتل بطور حد کے ہو جیسا کہ حد زنا بقاء عہد کے ساتھ۔ یا عہد توڑنے کی وجہ سے ہو اور اس وجہ سے بھی کہ اگر اس کے بارے میں اختیار دیا ہو تو یہ اختیار صرف حاکم وقت کیلئے ہوتا ہے نہ کہ دیگر افراد کیلئے۔

مذکورہ حدیث میں جس آلہ سے قتل کا ذکر موجود ہے اس آلہ کیلئے ((المغول)) کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ میم کے کسرہ اور غین کے سکون کے ساتھ ہے۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ یہ چھوٹی تلوار کے مشابہہ ہوتا ہے اور اس کی دھار باریک اور تیز ہوتی ہے۔ اور خطابی کے علاوہ دوسرے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ چھوٹی تلوار کے مثل ایک آلہ ہوتا ہے جسے آدمی کپڑے کے نیچے چھپاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک کوڑا ہے جس کے درمیان میں باریک تلوار ہوتی ہے، جس کو قاتل نے اس کے درمیان مضبوط باندھا ہوتا ہے۔ تاکہ اچانک اس کے ذریعے لوگوں کو قتل کرے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک باریک لوہا ہوتا ہے جسکی دھار تیز ہوتی ہے۔ اور ((مشمّل)) میم کے کسرہ اور شین کے سکون کے ساتھ اس چھوٹی تلوار کو کہتے ہیں جسے آدمی اپنے کپڑے کے نیچے چھپاتا ہے۔ اور لفظ ((مغول)) عین کے ساتھ اس بڑے، تھوڑے کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے پتھر توڑتے ہیں۔ اور حضرت علیؑ کی حدیث میں ((حنقھا)) کا جو لفظ آیا ہے یعنی اس کا گلا گھونٹنا۔ تو اس لفظ کو نون اور فاء دونوں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ پس اگر فاء کے ساتھ ہے تو دونوں روایتوں کو جمع کرنا اگر واقعہ ایک ہی ہو تو ظاہر ہے اور اگر نون کے ساتھ ہے تو پھر جمع کا طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے اس نے گلا گھونٹا پھر تلوار کے ذریعے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا ہو۔ یہ تطبیق اس صورت میں ہے جب دونوں روایات میں مذکور واقعہ ایک ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دو یہودی عورتوں کے دو الگ الگ واقعات ہوں۔ یا ایک یہودی اور ایک مسلمان عورت کا واقعہ ہو۔ بہر حال استدلال اس سے بہر صورت حاصل ہے۔ اور ہم نے دونوں کو اس باب میں اس لئے داخل کیا ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کے اسلام پر کوئی دلیل نہیں۔

### ساتویں دلیل :

یہ گزشتہ دو واقعات کے علاوہ ایک دوسرا واقعہ ہے وہ یہ کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حنمہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کو برا بھلا کہتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی



کیا کرتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کون میرے متعلق اس عورت کو خاموش کرائے گا۔ تو اس عورت کی برادری کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا کام تمام کروں گا۔ پس وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس عورت کو قتل کر دیا پس جب آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا (لا ینخط فیہا عنزان) یعنی اس عورت کے معاملے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہی اس کا علاج تھا۔ اور واقدی نے اس کو غزوہ بدر کے آخر میں ذکر کیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن حارث نے بیان کیا ہے کہ عصماء بنت مروان جن کا تعلق بنو امیہ بن زید سے تھا زید بن زید بن حصن خطمی کے نکاح میں تھی۔ اور آپ ﷺ کو ایذا پہنچاتی تھی اسلام کی عیب جوئی کرتی اور آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کو ابھارتی تھی اور اس بارے میں اس نے اشعار بھی کہے تو عمیر بن عدی بن خدشہ بن امیہ الحظمی کو جب اس عورت کی باتیں پہنچی تو انہوں نے نذرمان لی کہ اگر رسول اللہ ﷺ مدینہ کے طرف واپس لوٹے تو میں ضرور اس عورت کو قتل کروں گا۔ اور رسول اللہ ﷺ ان دنوں بدر میں تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے تو عمیر بن عدی رات کے درمیانی حصہ میں اس عورت کے پاس آئے یہاں تک کہ اس کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کے ارد گرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے اور ان میں سے بعض کو وہ دودھ پلا رہی تھی۔ پس عمیر نے ادھر ادھر ہاتھ لگا کر اس کو تلاش کر لیا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ تو بچے کو اس سے دور کر دیا پھر تلوار اس کے سینے میں رکھ دی یہاں تک کہ اس کی پیٹھ سے نکال دی پھر وہاں سے نکلے یہاں تک کہ صبح کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو عمیر کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تو نے مروان کی بیٹی قتل کر دی؟ تو عمیر نے کہا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ اور عمیر ڈرے کہ کہیں انہوں نے اس عورت کے قتل میں جلدی کی ہے تو عمیر نے کہا اللہ کے رسول کیا اس کی قتل کی وجہ سے مجھ پر کوئی گناہ وغیرہ لازم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (لا یتطح فیہا عنزان) نبی کی زبان مبارک سے یہ کلمہ پہلی مرتبہ سنا گیا۔ عمیر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے آس پاس جو لوگ تھے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بن دیکھے مدد کی ہے تو وہ عمیر بن عدی کی طرف دیکھے۔ تو حضرت عمر بن الخطاب نے

کہا دیکھو اس نابینے کی طرف رات کو بھی اللہ کے فرمان برداری اور اطاعت میں چل رہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے کہا کہ اسے نابینا نہ کہو بلکہ یہ تو بینا ہے۔ پھر جب حضرت عمیر بن عدی آپ ﷺ سے لوٹے تو اس عورت کے گھر میں ایک جماعت دیکھی جو اس عورت کو ذفن کر رہے تھے تو جب انہوں نے عمیر کو مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تو نے اس عورت کو قتل کیا ہے؟ تو عمیر نے فرمایا کہ جی ہاں! پس تم سب میرے خلاف تدبیر بناؤ اور پھر مجھے مہلت نہ دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم سب وہ بات کرتے جو اس عورت نے کہی تھی تو میں تمہیں اپنی اس تلوار سے مارتا یہاں تک کہ میں مارا جاتا تھا میں قتل کر دیتا تو اسی دن بنی نضیمہ میں اسلام ظاہر ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ تھے جو اس سے پہلے اپنی قوم کی ڈر سے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ اور حضرت حسانؓ نے عمیر بن عدی کی مدح میں اشعار کہے۔ اور عصماء کا قتل آپ ﷺ کے غزوہ بدر سے واپسی کے بعد رمضان میں ہوا۔ ابن عبد البر (استعیاب) میں فرماتے ہیں کہ عمیر النخلمی القاری ان کا تعلق انصار میں سے بنی نضیمہ سے تھا ان سے زید بن اسحق نے روایت کی ہے۔ اور یہ نابینا تھے ان کی ایک بہن تھی جو آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھیں تو انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ابعدھا اللہ) یعنی اللہ نے اسے رحمت سے دور کر دیا۔ اس کے بعد ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ عمیر بن عدی النخلمی بنی نضیمہ کے امام اور قاری تھے اور نابینا بھی تھے ان سے ان کے بیٹے عدی بن عمیر نے روایت کی ہے پس اگر یہ وہی عمیر ہیں جن سے زید بن اسحق نے روایت کی ہے تو یہ وہی شخص ہے جس نے آپ ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے اپنی بہن کو قتل کر دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا (ابعدھا اللہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے رحمت سے دور کر دے۔

اور ابن سعد نے یہ قصہ واقدی سے مختصر نقل کیا ہے۔ اور ہمارے شیخ ابو محمد الدمیاطیؒ نے (قبائل الاوس) میں اس طرح ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور عمیر کا نسب نامہ یوں ذکر کیا ہے۔ عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن نضیمہ بن جشم بن مالک بن اوس۔ اور نضیمہ کا نام عبد اللہ تھا انہوں نے ایک شخص کا نضیمہ یعنی ناک اڑایا اس وجہ سے ان کا نام نضیمہ

پڑ گیا۔ پھر ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ ابن قراح کہتے ہیں کہ عصماء بنت مروان بن حارث بن عبید بن عمرو کا تعلق قبیلہ بلی میں سے بنی زید سے تھا جو کہ بنو امیہ بن زید کے حلیف تھے۔ اور یہ عصماء بیزید بن زید بن حصن کی ماں تھی۔ اور اس کے بیٹے کہتے ہیں کہ اس کا نام الکلفاء بنت اوفیٰ تھا اور اس کا تعلق بنی نطمہ میں سے قیس قبیلہ کے ساتھ تھا۔ لیکن ابن قراح کی یہ بات غلط ہے۔ اور عمیر بن عدی غزوہ بدر، احد اور خندق میں سے کسی ایک میں بھی بینائی خراب ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ لیکن اسلام بالکل شروع میں قبول فرمایا تھا۔ اور مخلص مسلمان تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے غصہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے عمیر بن عدی کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور یہ بتایا تھا تو آپ سے کہنے لگے (بطن القدم) یعنی پاؤں کا نچلا حصہ بھی دھولو۔ انہوں نے یہ بات سنی تو نہیں لیکن نچلے حصے کو دھولیا اسی وجہ سے ان کا نام (بصیر) پڑ گیا عمیر بن عدی اور خزیمہ بن ثابت بنی نطمہ کے بت توڑا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرماتے چلو ہمارے ساتھ بنی نطمہ کے بصیر کی زیارت کے لئے۔ یہاں تک ہمارے شیخ کا کلام مکمل ہو گیا۔

ان حضرات کے علاوہ نے بھی اس قصہ کو ذکر کیا ہے پس اس قصہ اور دیگر قصوں سے یہ ثابت ہوا کہ ان عورتوں کا قتل گالی اور گستاخی کی وجہ سے تھا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ گستاخی اور گالی پر باقی رکھنا جائز نہیں۔ خواہ گستاخ حربی ہو یا معاہدہ ہو یا ذمی ہو۔ اور یہ صرف کفر کی طرح نہیں ہے کیونکہ کفر مجرود کی وجہ سے اللہ نے بھی قتل نہ کرنے کو بھی مباح قرار دیا ہے، بلکہ کبھی کافر کے قتل سے رکنا بھی واجب قرار دیا ہے ہجرت سے قبل بہت عرصے تک یہ حکم رہا اور اس کے بعد یہ حکم آیت السیف سے منسوخ ہوا۔ اور یہ نسخ بطور وجوب کے تھا یا بطور اباحت کے تھا پھر اس کے بعد قتل کو واجب قرار دیا اور گزشتہ امتوں میں بھی طویل عرصے تک کفر کی وجہ سے قتل نہ تھا اور انبیاء کو قتل کا حکم نہ تھا۔ اور کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں گستاخ کو قتل نہ کرنے کا جواز موجود ہو پس یہ قول کہ ذمی گستاخ کو قتل کرنا جائز نہیں ہے انتہائی فاسد ہے اور نفس شریعت سے آپ ﷺ اور صحابہ کے طریقہ کے خلاف ہے۔

**سوال:** یہاں یہ ہے کہ ان قصوں سے استدلال کیسے درست ہے جو قصے اصحاب سیر نے ذکر

کئے ہیں واقدی وغیرہ کی طرح لوگوں نے۔ جبکہ کسی صحیح حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔

**جواب:** ان قصوں کا ذکر محض تاکید ادلہ ہے اور احادیث صحیحہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ البتہ ان واقعات کو ملانے سے مزید تاکید پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ وہ امور جن کے ذکر کرنے میں اہل سیر متفق ہیں اور پھر وہ مشہور و معروف ہو جائیں تو یہ اس صحیح حدیث سے زیادہ قوی ہوتے ہیں جس کے ذکر میں کوئی ثقہ اکیلا ہو۔ اور واقدی اہل سیر کا امام ہے۔ بغیر کسی اختلاف کے سیر میں ان ہی سے استفادہ کیا جاتا ہے اگرچہ ان پر کلام کافی طویل ہے۔ ان پر کلام کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کبھی وہ بہت ساری روایات اور ان کی سندیں ایک ساتھ جمع کر لیتا ہے۔ جس سے اس کا مقصد جمع یا اختصار ہوتا ہے۔ باقی واقدی کے علم میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اور جب کسی واقعہ کو ذکر کر کے اس کی تشریح کرتا ہے تو اس کی تقویت کے لئے اس واقعہ کو دیگر جہات سے بھی ذکر کرتا ہے اور احادیث ضعیفہ جب جمع ہو جائیں تو یہ حدیث صحیح یا موصول کے مرتبہ تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر جب اس کے ساتھ احادیث صحیحہ بھی ہوں اور اہل سیر کا اتفاق بھی ہو تو کسی قسم کا کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

### آٹھویں دلیل:

ابن حنبل کی دو گانے والیوں، سارہ جو بنی عبدالمطلب کی آزاد کردہ باندی تھی اور ان کی طرح دیگر افراد کا قصہ۔ جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے اور جن کے خون کو فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے رائیگاں قرار دیا تھا۔ اور ہم باب اول میں ابن سرح اور ابن حنبل کے تذکرہ میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ ان کا قتل بھی صرف گستاخی اور گالی کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ عورت کو قتل کرنا اس کے علاوہ جائز نہیں۔ کیونکہ فتح مکہ سے کئی سال قبل آپ ﷺ عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کر چکے تھے خاص کر کے گانے والی باندیاں اور غلام کفر کی وجہ سے قتل نہیں کئے جاتے پس ان دو باندیوں کا خون ہر اور رائیگاں قرار دینا کفر کی وجہ سے نہ تھا بلکہ گستاخی کی وجہ سے تھا۔ پس اگر یہ عورتیں صلح قریش کی وجہ سے صلح والی تھیں تو یہ گستاخی کی وجہ سے معاہدہ کے قتل کی دلیل ہے اور ذمی کا قتل بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔ اور اگر ان کے ساتھ کوئی صلح اور معاہدہ نہ تھا تو پھر بطریق اولیٰ معاہدہ گستاخ کے قتل کی دلیل ہے اس لئے کہ جب اس شخص کو گستاخی کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے جس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تو اس کو

بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔ باقی ابن نخل کے بارے میں ہم پہلے باب میں ذکر کر چکے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کو صدقات پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ تو اس نے اپنے ساتھی کو قتل کیا اور مردہ ہوا اور مکہ چلا گیا اور آپ ﷺ کی گستاخی کرنے لگا۔ تو اس کے تین جرائم تھے مردہ ہونا قتل کرنا گستاخی کرنا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر ابن نخل کا قتل ارتداد کی وجہ سے تھا تو پہلے ان سے توبہ کرائی جاتی۔ اور اگر قتل کی وجہ سے تھا تو پہلے اولیاء مقتول کے حوالے کیا جاتا بلکہ ان کا قتل گستاخی کی وجہ سے تھا۔

### نویں دلیل :

آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اکثر کفار کو امن دیا تھا۔ اور ابن زبعریٰ اور ان کی طرح دیگر لوگ جو حضور ﷺ کی برائی کیا کرتے تھے ان کے خون کو رائیگاں قرار دیا یہاں تک کہ ابن زبعریٰ ہر طرف سے گھیر لیا گیا پھر آیا اور مسلمان ہوا۔ ابن زبعریٰ اور دیگر کفار کے درمیان سوائے آپ ﷺ کی جو بیان کرنے کے کوئی اور فرق نہیں تھا۔ پس جب آپ ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا تو جبکہ وہ حربی تھے تو ذمی کا قتل اس سے بڑھ کر لازمی ہے۔ اور ابوسفیان بن حارث بھی آپ ﷺ کی برائی بیان کرتا تھا پھر مسلمان ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور روایت کیا گیا ہے کہ نضر بن حارث کو جب معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ان کو قتل کریں گے تو انہوں نے مصعب بن عمیر سے کہا کہ آپ اپنے ساتھی سے بات کریں کہ مجھے میرے ساتھیوں کی طرح چھوڑ دے کیونکہ خدا کی قسم اگر آپ نے کوئی بات نہیں کی وہ مجھے قتل کرنے والے ہیں تو مصعب نے کہا کہ آپ اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی ﷺ کی جو برائی بیان کرتے تھے۔ اور جب آپ ﷺ نے عقبہ بن معیط کے قتل ارادہ کیا تو وہ کہنے لگا کہ ان سارے لوگوں میں سے صرف مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیری اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے تو اس نے کہا کہ اے محمد تیرا احسان کرنا زیادہ بہتر ہے۔ تو مجھے میری قوم اور دوسرے افراد کی طرح قرار دیدے اے محمد ﷺ میرے بیٹیوں کا کون ذمہ لے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا آگ! اے عاصم اس کو آگے کر اور اس کی گردن اڑا! پھر حضرت عاصم نے اس کو آگے کیا اور اس کی گردن اڑادی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت برا ہے تو خدا کی قسم میں نہیں جانتا ایسا شخص جو اللہ اور اسکی کتاب اور اس کے رسول

ﷺ کا منکر ہو اور اللہ کے نبی کو تیری طرح ایذا پہنچانے والا ہو پس میں تعریف بیان کرتا ہوں اس اللہ کی جس نے تجھے مار کر میرے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ بدر کے قیدیوں میں سے سوائے نضر بن حارث اور عقبہ کے کسی کو قتل نہیں کیا پس ان کے قتل کو خاص کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حربی جو کہ آپ ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہو۔ جب وہ گرفتار ہو جائے تو اس پر احسان نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کو قتل کیا جائے گا لایہ کہ وہ مسلمان ہو جائے اور اس کا کچھ حصہ باب اول میں گزر چکا ہے۔

### دسویں دلیل:

سعید بن تہمی بن سعید اموی نے (مغازیہ) میں عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت ذکر کی ہے کہ ایک آدمی جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اس دشمن کیلئے کون کافی ہوگا۔ تو حضرت زبیر بن عوامؓ کھڑے ہوئے اور کہا میں۔ پھر اس کو قتل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کا ساز و سامان حضرت زبیر کو دیدیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق وہ آدمی خیبر میں تھا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کا گالیاں دیتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے دشمن کیلئے کون کافی ہو سکتا ہے۔ تو حضرت خالدؓ نے کہا کہ میں تو آپ ﷺ نے خالد کو اس کی طرف بھیجا اور اس کو قتل کر دیا تو یہ دونوں حدیثیں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ گستاخی موجب قتل جرم ہے۔ اور عداوت بھی موجب قتل ہے۔

### گیارہویں دلیل:

یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جب حضور ﷺ کی برائی اور ہجو سنتے تو اس کو قتل کر دیتے اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ اور آپ ﷺ ان کے اس فعل پر ان کو برقرار رکھتے ان پر نکیر نہیں فرماتے۔ بلکہ رضامندی کا اظہار کرتے۔ اور کبھی ایسا کام کرنے والے کو اللہ اور اس کے رسول کے مددگار کا نام دیدیتے۔ ابو اسحق فرازی نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے والد سے ملاقات کی مشرکین میں پس میں نے ان سے آپ کے بارے میں بری بات سنی پس مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا تو حضور ﷺ پر یہ بات ناگوار نہ گزری پھر ایک اور شخص آئے اور کہا کہ میری ملاقات اپنے مشرک والد سے ہوئی

اور میں نے ان سے اعراض کر لیا تو یہ بات بھی آپ ﷺ پر ناگوار نہ گزری اور اسحق فرازی نے حسان بن عطیہ کی روایت بھی ذکر کی ہے کہ حسان کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن رواحہؓ اور جابر شریک تھے پس جب اہل لشکر نے مشرکین کے سامنے صف بندی کی تو مشرکین میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتے ہوئے آیا پس مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ میرا نام فلاں ہے۔ پس آپ مجھے اور میرے والد کو گالی دیں اور حضور ﷺ کو گالی دینا چھوڑ دیں لیکن اس بات سے وہ اور زیادہ جبری ہو اور اس نے وہی گالی دوبارہ دہرائی اور مسلمان نے بھی وہی بات دہرائی تیسری بار مسلمان نے کہا کہ اگر اب تو نے یہ بات دوبارہ دہرائی تو میں تجھے اپنی تلواریں سے قتل کر ڈالوں گا۔ تو اس نے اپنی بات دوبارہ دہرائی تو مسلمان نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ کافر پیٹھ پھیر کر بھاگا تو مسلمان نے بھی اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ مشرکین کی صف کو پھاڑ کر اس کو مارا مشرکین نے اس مسلمان شخص کو گھیر کر شہید کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو ایک ایسے شخص پر جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی۔ پھر وہ کافر آدمی ٹھیک ہو گیا زخموں سے اور اسلام قبول کر لیا اور اس کا نام رحیل رکھا گیا۔ علماء نے ذکر کیا ہے کہ وہ جنات جو مسلمان ہوئے تھے تو وہ کافر جنات میں سے گستاخوں کو ہجرت سے قبل جب اور انسانوں کو قتل کا حکم نہ تھا قتل کرتے تھے۔ سعید بن تکلی اموی نے مغازی میں سند کے ساتھ ابن عباس کی روایت ذکر کی ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ ابوبتیس پہاڑ کے اوپر سے ایک جن کی آواز آئی وہ کہہ رہا تھا۔

شعر:

قبح اللہ رایکم آل فہر مادق العقول والاحلام

پس یہ اشعار اہل مکہ میں مشہور ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شیطان ہے جس کا نام سعد ہے یہ لوگوں سے بتوں کے بارے میں باتیں کرتا ہے اللہ اس کو رسوا کریں گے۔ پس تین دن کے بعد ایک اور آواز سنائی دی پہاڑ کے اوپر سے کوئی کہہ رہا تھا۔

شعر:

اذسفه الحق و سن المنکرا

نحن قتلنا فی ثلاث مسعرا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنات میں سے ایک دیو ہے جس کا نام سمحج ہے یہ مجھ پر ایمان لے آیا ہے اور میں نے اس کا نام عبد اللہ رکھا ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ تین دن سے اس کے تلاش میں تھا حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کے رسول، اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ پس حضور ﷺ کے اوامر، سنت اور سیرت گستاخ رسول ﷺ کے قتل پر جاری رہے۔ اور سنیہ اللہ بھی یہی رہی ہے کہ اللہ گستاخ رسول کو ہلاک ہی کر دیتا ہے۔ اس کو مہلت نہیں دیتا۔ اور یہی طریقہ مختلف قلعوں کے محاصروں میں معروف و مشہور رہا ہے کہ جب بھی کفار میں سے کسی سے گستاخی کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ فوراً پکڑا جاتا یہاں تک کہ یہ مسلمانوں میں بھی مشہور رہا اور اس کو قریبی نصرت و فتح کا ذریعہ سمجھتے جب کفار کسی قسم کی گستاخی کریں۔

### بارہویں دلیل:

وہ عمومی نصوص ہیں جو باب اول میں گزرے ہیں جیسا کہ وہ حدیث جس میں ہے۔ (من سب نبیاً فاقتلوه) جس نے کسی نبی کو گالی دی تو اس کو قتل کر دو۔ اور وہ آیات اور احادیث ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانے والے کے قتل پر دلالت کر رہی ہیں۔

### چودھویں دلیل:

علماء کا اجماع ہے کہ گالی اور گستاخی موجب سزا ہے اور وہ سزا جمہور علماء کے نزدیک قتل ہے اور حنفیہ کے نزدیک تعزیر ہے۔ اور اس کا کوئی قائل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے اور گستاخی کرنے والے کو اس کے فعل پر برقرار رکھا جائے۔ اور اس پر سکوت اختیار کیا جائے اور یہ ایک ایسا حکم ہے جو کہ دین میں واضح طور پر معلوم ہے اور اس سے احناف کی دلیل کمزور ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کا یہ فعل ان کے شرک سے زیادہ فبیح ہے۔ اسلئے کہ اگر گستاخی اور گالی کو شرک کے برابر جرم قرار دیا جائے تو پھر ہم اس کی وجہ سے اس کے مرتکب پر کوئی تعرض بھی نہ کرتے جیسا کہ شرک کی وجہ سے ہم ان کو کچھ نہیں کہتے ہیں بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کرتے ہیں۔ اور حنفیہ کے قول کا فساد اس سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ شرک فبیح اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں جہل ہے اور گالی کفر بھی ہے اور فبیح بھی ہے کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء اور طعن ہے۔ تو یہ جہل سے بڑھکر ہے لہذا اس سے بڑھکر فبیح بھی ہے۔ اس



وجہ سے اس کے مرتکب کے بارے میں صبر سے کام نہیں لیا جائے گا۔ برخلاف صرف شرک کے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ شرک سے زیادہ فتنہ ہے تو اسکا موجب قتل ہونا بھی بدیہی ہے۔ اور ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ کفر ہے اور اہل کمال کی برائی اور گستاخی ہے تو اگر اس کی وجہ سے تعزیر لازم ہو تو پھر رسول ﷺ کو گالی دینا عام لوگوں کو گالی دینے کے برابر ہو جائے گا اور یہ واضح طور پر باطل ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ موجب قتل ہے۔ چند اعتراضات اور اس کے جوابات

### اعتراض (۱)

اللہ کا ارشاد ہے (ترجمہ) اور البتہ تم سنو گے اگلی کتاب والوں سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔  
**جواب:** اس بات کو تسلیم کر لینے کے بعد کہ یہ آیت ذمیوں کے بارے میں ہے اور صبر قتل کے منافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے کیونکہ منقول ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر سے قبل کی ہے اور بدر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کفار سے تعارض نہ کرنے کا تھا اور بدر کے بعد جب اسلام قوی ہوا تو پھر ایذا رسانی کرنے والوں اور ان کے علاوہ کے قتل سے دریغ نہ کرتے اور کبھی بعض کو معاف بھی فرماتے یہاں تک کہ جب سورہ توبہ نازل ہوئی اور مکہ فتح ہوا اور دین کامل ہو گیا تو غزوہ تبوک کے بعد منافقین میں سے کسی نے بدگوئی کی جسارت نہیں کی۔

### اعتراض (۲)

یہود آپ ﷺ کو السام علیک کہا کرتے تھے۔ یعنی تجھے موت آجائے۔ اور آپ نے ان کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا؟

**جواب:** یہ اس وقت کی بات تھی جب اسلام کمزور تھا اور انتقام سے فتنے کا خوف تھا۔ اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ یہودیہ کلمہ مخفی کر کے کہا کرتے تھے اور ظاہر نہیں کرتے تھے۔ تو یہ ان کاموں کی طرح ہے جو منافقین سے صادر ہوتے اور آپ ﷺ کو ان کی اطلاع ہوتی لیکن صحابہ کو پتہ نہ ہوتا اور یہ قتل کا تقاضا نہیں کرتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اگرچہ حضرت عائشہؓ یہودیہ کی اس بات کو سمجھ گئی تھی لیکن اکثر صحابہ اس بات کو نہیں سمجھتے تھے۔ کہ انہوں نے کیا کہا یہاں تک کہ اس پر دلیل قائم

ہوتی۔ اور ایک جواب یہ ہے کہ یہ حضرت کا حق تھا تو ان کو معاف کرنے کا بھی اختیار تھا۔

### اعتراض (۳)

ان لوگوں کو قتل نہ کرنا جنہوں نے غزوہ حنین اور اس کے علاوہ مواقع میں ایسے کاموں کا ارتکاب کیا تھا اور اس کا کچھ حصہ پہلے بھی گزر چکا ہے اور اس طرح کے کئی واقعات ہیں اگرچہ ان میں سے بعض بظاہر مسلمان تھے تو جب مسلمان کے قتل کو ترک کرنا جائز ہے تو ذمی کا ترک بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

**جواب:** یہ ہے کہ ان میں سے کافر کا قتل نہ کرنا تو اس وجہ سے تھا کہ یہ آپ ﷺ کا حق تھا۔ تو آپ ﷺ کیلئے اس کو معاف کرنے کا بھی اختیار تھا اور مؤخر کرنے کا بھی اختیار تھا۔ اور مسلمانوں کو قتل نہ کرنے کی وجہ ہم پہلے باب میں بیان کر چکے ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جن سے اس کا صدور ہوا تھا وہ اس سے جاہل تھے تو جیسا کہ آپ ان منافقین کو معاف کرتے تھے جن کا نفاق ظاہر ہو چکا تھا تو اسی طرح ان کو بھی معاف کر دیتے تھے۔

### اعتراض (۴)

یہ ہے کہ ذمیوں کو ہم ان کے دین پر برقرار رکھتے ہیں حالانکہ ان کے دین میں نبی ﷺ کو گالی دینا جائز ہے؟

**جواب:** ان کے دین میں تو مسلمانوں کے ساتھ لڑنا بھی جائز ہے لیکن اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے ساتھ کیا ہوا عہد ٹوٹ جائے گا۔ اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم نے ان کو ان کے دین میں مطلقاً برقرار رکھا ہے تو یہ درست نہیں۔ کیونکہ ان کے دین میں تو مساجد منہدم کرنا قرآن جلانا علماء اور صالحین کو قتل کرنا اور مسلمانوں کا مال لینا اور لڑائی کرنا سب جائز ہے۔ حالانکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ان امور پر ان کو برقرار نہیں رکھا جائے گا۔ ان کے دین میں یہ بھی ہے کہ نہ تو جزیہ ان پر واجب ہے اور نہ وہ دیگر امور جن کا ہم نے انہیں پابند بنا رکھا ہے۔ بلکہ ہم ان کو ان کے عقائد پر برقرار رکھتے ہیں اور ہم ان کے مخفی عقائد اور ان کے ظاہری عقائد کے متعلق ان میں اگر مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہے یا ان کے ساتھ مقرر کردہ شرائط میں سے کسی کے مخالف نہیں تو ان کو کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ جب برائی مخفی رہے تو اس کا نقصان صرف اس کے مباشر کو ہوتا ہے اور جب وہ ظاہری طور پر

ہونے لگے تو اس کا نقصان بھی عام ہو جاتا ہے۔ اور یہ دعویٰ بھی مطلقاً درست نہیں کہ ان کے دین میں نبی ﷺ کو گالی دینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ ان کے ساتھ معاہدہ سے پہلے تھا نہ کہ بعد میں جیسے کہ عہد سے قبل ہمارے دین میں ان کو تکلیف دینا جائز تھا نہ کہ معاہدہ کے بعد اس لئے کہ معاہدے کی پاسداری تمام ملتوں میں لازم ہے۔ پس اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ان کے دین میں عہد کی پاسداری ضروری نہیں ہے اور طے شدہ شرط کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے تو پھر ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس صلح پر کوئی بھروسہ ہی نہیں کیا جاسکتا اور ہم ان سے یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی زبانوں اور ہاتھوں کے ایذا سے بچائیں گے اور ایسی کسی چیز کا اظہار نہیں کریں گے جو اللہ اور رسول ﷺ کی ایذا کا باعث ہو اور اپنے اس دین کو پوشیدہ رکھیں گے جو اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے کے مطابق باطل ہے۔ اور جب وہ اس پر معاہدہ کر لیں تو ان کی خلاف ورزی کرنا حرام ہے تمام ادیان میں۔ کیونکہ عہد توڑنا اور خیانت کرنا ہر ایک کے نزدیک حرام ہے۔ اور ہم ان کے درپے تب ہوں گے جب وہ ظاہراً گالی دیں اور یہ ان پر ثابت بھی ہو جائے۔ تو چونکہ اب وہ عہد کی خلاف ورزی کر چکے ہیں۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ انہوں نے خفیہ طور پر گالی دی ہے جس کی اطلاع نہ تو مسلمانوں میں سے کسی کو ہو اور نہ وہ خود اقرار کریں تو اس کی وجہ سے ہم معاہدہ کے ٹوٹنے کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اگر امام وقت اس کو عہد توڑنا سمجھے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ معاہدہ ختم کرے مثلاً خیانت کا خطرہ محسوس ہو جیسا کہ روایانی کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔ تو اس تفصیل سے آپ کو معلوم ہو چکا کہ گالی کے ارتکاب میں چاہے کافر اس کو جائز سمجھیں یا نہ سمجھیں میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہی صحیح مذہب ہے اور ہمارے بعض علماء کا قول اسکے برخلاف ہے۔ اسی طرح عقیدہ تثلیث کا ہے کہ ان کو اس عقیدہ پر برقرار رکھتے ہیں جب تک وہ اس کو مخفی رکھیں اور معاہدہ اور شرائط اس کے اظہار کی تحریم کا تقاضا کرتے ہیں تو اس کا اظہار بعض علماء کے ہاں معاہدے کا نقض ہوگا۔ اور جو علماء اس کی وجہ سے نقض عہد کے قائل نہیں ہیں وہ گالی اور عقیدہ تثلیث میں فرق بیان کرتے ہیں۔ کہ گالی دینے والا تو عیب جوئی کرتا ہے اور تثلیث کا عقیدہ رکھنے والا اپنے دین پر چل رہا ہے۔ اگرچہ حق یہ ہے کہ یہ بھی گالی کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ بخاری میں حدیث قدسی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا

اور اس کیلئے یہ جائز نہ تھا اور مجھے گالی دی اور یہ اس کے لئے جائز نہ تھا پس اس کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے کہ مجھے پہلی بار پیدا کرنے کی طرح دوبارہ نہیں لوٹایا جائے گا۔ حالانکہ اللہ کے لئے اسے دوبارہ زندہ کرنا پہلی بار پیدا کرنے کی بہ نسبت انتہائی آسان ہے۔ اور اس کا گالی دینا اس کا یہ قول ہے کہ اللہ نے اپنے سے بچے بنا لیا ہے۔ حالانکہ میں ایک اور بے نیاز ہوں وہ ذات ہوں کہ نہ میں جنتا ہوں اور نہ مجھے کسی نے جنتا ہے۔ اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے۔ پس اس گالی اور اس گالی میں فرق وہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ گالی کا مرتکب دین میں طعن کرنے والا ہے اور اس کا ضرر متعدی ہے۔ تو یہ لڑائی کی طرح ہوا اور عقیدہ تثلیث کا نقصان اس تک محدود ہے اور جو لوگ اللہ کو گالی دینے اور رسول ﷺ کو گالی دینے میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ کو گالی دینے کی طرف عاقل کی طبیعت کا میلان نہیں ہوتا اور رسول ﷺ کو گالی دینے کی طرف کافر کی طبیعت کا میلان ہوتا ہے پس اسی پر سزا کا ترتیب ہونا چاہئے۔ لیکن جنہوں نے یہ فرق بیان کیا ہے وہ فرق صرف توبہ کی قبولیت میں کرتے ہیں باقی اس کے مرتکب کے قتل کا لازم ہونا اس میں اللہ کو گالی دینے والا اور رسول ﷺ کو گالی دینے والے میں کوئی فرق نہیں۔ ان میں سے ہر ایک واجب القتل ہے پھر خصم کا یہ قول کہ ان کا شرک کرنا اس سے زیادہ فتنج ہے اگر اس کو مان لیا جائے تو اس سے صرف یہ لازم آئے گا کہ شرک کی سزا گالی کی بہ نسبت آخرت میں زیادہ ہوگی۔ باقی دنیا میں تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ کفار کو شرک پر برقرار رکھا جاتا ہے۔ اور زنا پر برقرار نہیں رکھا جاتا اگرچہ شرک زنا سے زیادہ فتنج ہے پھر یہ سب کے سب اعتراضات صریح سنت جن میں گستاخ رسول ﷺ کے قتل کا بیان ہے کے خلاف ہیں اور ہر وہ قیاس جو نص کے مقابلہ میں ہو تو وہ باطل ہے۔

### دو تنبیہات:

**پہلی تنبیہ:** مقصود گزشتہ دلائل سے گستاخ رسول ﷺ جو کہ ذمی ہو اس کے قتل کرنے کو ثابت کرنا تھا اور یہ واضح ہو چکا ہے کہ اس قتل میں ذمی، مصالح، مستامن، حربی سب برابر ہیں۔ یعنی سب کی ایک سزا ہے۔

**دوسری تنبیہ:** ان بلاد میں جو یہود و نصاریٰ پہنچ چکے ہیں ان میں سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا

ہے۔ تو اب ان کا کیا حکم ہے؟ تو امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ان کا جزیہ وہی ہے جو ان کے آباؤ اجداد کا تھا اور ان کے بڑوں کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ان کے ساتھ بھی جاری رہے گا۔ اور نئے سرے سے معاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں ابو حامد اسفرائینی فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ نئے سرے سے معاہدہ کیا جائیگا ان کی رضامندی سے اور ان کی یہ بات رد کی گئی ہے کہ اس طرح کرنا کسی بھی امام اور حاکم وقت سے کسی بھی زمانے میں ثابت نہیں اور اگر ان کی یہ بات درست فرض کی جائے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہے

ابن حزم المحلی میں فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کے علاوہ اہل کفر میں سے اگر کوئی لالا الہ الا اللہ کہہ دے یا محمد رسول اللہ کہدے تو اس کے ذریعے وہ مسلمان ہو جائے گا اور یہود و نصاریٰ اور مجوس صرف لالا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے مسلمان نہ ہونگے جب تک کہ یہ نہ کہے کہ میں مسلمان ہوں یا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے یا میں اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے بری ہوں۔ اور انہوں نے اس بارے میں احادیث نقل کی ہیں جن میں سے ایک حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا آپ ﷺ کے پاس یہود کے علماء میں سے ایک عالم آیا اور کہا السلام علیک یا محمد تو میں نے اس کو دھکا دیا قریب تھا کہ وہ اس کی وجہ سے گر پڑتا تو اس یہودی عالم نے مجھ سے کہا کہ تو نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ تو میں نے جواب میں کہا کہ تو نے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہا تو یہودی نے کہا کہ ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں میرا نام محمد ہے جو کہ میرے گھر والوں نے رکھا ہے۔ پھر آگے مکمل حدیث ذکر کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ یہودی نے کہا کہ آپ نے سچ کہا اور بے شک آپ ﷺ نبی ہیں پھر واپس چلا گیا ابن حزم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ہے کہ ثوبانؓ نے رسول اللہ نہ کہنے کی وجہ سے یہودی کو مارا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ مارنا حق تھا اگر اس پر مارنا جائز نہ ہوتا تو حضور ﷺ اس پر ضرور نکیر فرماتے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ اس یہودی نے کہا کہ آپ ﷺ نبی ہیں لیکن آپ نے اس وجہ سے اس کے دین کو ترک کرنا لازم نہیں قرار دیا

کہ اس نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔ اور بخاری کے حوالے سے ابن عمرؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے (الحدیث)

ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ سب امام شافعی اور داؤد ظاہری کا قول ہے ابن حزم فرماتے ہیں کہ کسی یہودی، نصرانی اور مجوسی سے اس وقت تک جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اس بات کا اقرار نہ کر لیں کہ محمد ہماری طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں اور وہ حضور ﷺ اور دین میں کسی قسم کا طعن و تشنیع نہ کریں اور حدیث ثوبانؓ اس پر دلیل ہے۔ اور یہی امام مالک کا مستخرجہ کتاب میں قول ہے کہ جس نے کہا اہل ذمہ میں سے کہ محمد تمہارے طرف بھیجے گئے ہیں نہ کہ ہماری طرف تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے ابن حزم کہتے ہیں کہ اگر وہ یہ کہدے کہ محمد نبی ہی نہیں ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا (یہاں تک ابن حزم کی بات ختم ہوگئی) ابن حزم کا یہ استدلال تو درست ہے کہ یہودی کو مارنا جائز تو تھا اور جب یہ یہ مارنا صرف اس کے یا محمد کہنے کی وجہ سے تھا تو پھر آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی گالی دے رسول کو؟ اور اس کا یہ کہنا کہ کسی کتابی سے جزیہ اس وقت تک نہ لیا جائے گا جب تک کہ وہ اپنی طرف حضور کی رسالت کو تسلیم نہ کر لیں تو یہ قول عجیب و غریب ہے۔ اور اس طرح غیر عیسوی کے بارے میں حکم لگانا کہ وہ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے مسلمان نہ ہوگا عجیب و غریب قول ہے۔

## پانچویں فصل

**گالی دینے والا نمی جب تک کفر پر قائم ہو توبہ قبول نہیں:**

گستاخ رسول ﷺ کی توبہ بقاء کفر کے ساتھ درست نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ مذاہب ثلاثہ یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ جو گستاخ رسول ﷺ کے قتل کے قائل ہیں میرے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اس مسئلے میں کہ اس کی توبہ بقاء کفر کے ساتھ قبول نہیں۔ سوائے اس قول کے کہ جس کی طرف (خلاصہ) کے کلام سے اشارہ ہوتا ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہے۔ اور اگر ثابت بھی ہو تو وہ ایک ضعیف وجہ ہے۔ اور اسی طرح امام احمد کے مذہب میں بھی ایک مضطرب غیر محقق وجہ ہے لیکن مشہور اور قطعی مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ کفر کے ہوتے ہوئے مفید نہیں ہے۔

### اعتراض:

کیا ایسا نہیں ہے کہ جب ذمی کے ساتھ معاہدہ انکار جزیہ کی وجہ سے ٹوٹ جائے پھر وہ جزیہ ادا کرنے لگے بقاء کفر کے ساتھ تو اس سے جزیہ قبول کیا جائے گا۔؟

**جواب:** دونوں مسئلوں میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ انکار جزیہ کا فساد اور خرابی اداء جزیہ سے زائل ہو جاتی ہے اور گالی اور گستاخی کا فساد اس کے قول (انی تائب) کہ میں توبہ کرتا ہوں سے زائل نہیں ہوتا کفر ہوتے ہوئے اور کفار میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز نہیں کہ وہ ہر وقت اس کا ارتکاب کرے اور پھر توبہ کرے اور اس کو مسلمانوں کے ساتھ استھزاء کا اور رسول ﷺ کے گستاخی کا ذریعہ بنالے اور مسلمانوں کے دلوں کو تکلیف پہنچانے کا ذریعہ بنالے اور دین میں طعن کرنے کیلئے اور دیگر کفار کو اس طرح کرنے پر ابھارنے کا ذریعہ بنالے اور ان کو اس سے روکنے کا ذریعہ صرف تلوار ہے۔

### اعتراض:

اللہ کے اس قول میں (حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون)

**ترجمہ:** یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اس حال میں کہ وہ ذلیل ہوں۔ اعطاء جزیہ کو غایہ بنایا ہے تو جب وہ جزیہ عطا کریں تو غایہ کا حصول ہو جائے گا تو پھر ان کو قتل کرنے کا کیا فائدہ؟

**جواب:** اعطاء جزیہ مقاتلہ یعنی آپس میں لڑائی کیلئے غایہ قرار دیا ہے نہ کہ قتل کیلئے کیونکہ آیت

میں (قاتلو الذین لایؤمنون باللہ والیوم الآخر) ہے اور قتل کیلئے غایہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا ارشاد ہے (قاتلو المشرکین حیث وجدتموہم) پس قتل کرو مشرکین کو جہاں ان کو پاؤ اس آیت میں قتل کو مقید نہیں کیا ہے ہم اگر چہ قتل کو مقید مانتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ زنا قتل اور محاربہ جیسے جرائم اگر ان سے صادر ہو جائیں تو ان کی وجہ سے ان کو قتل کرنا یہ جزیہ سے رفع نہیں ہوتا۔ تو گالی دینا بھی ان ہی کی طرح ہے جس کے دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ ان کیلئے گستاخی رسول ﷺ سے باز آنے کیلئے کوئی سزا ضروری ہے اور وہ سزا صرف قتل ہی ہو سکتا ہے۔

### اعتراض :

یہ حکم گالی دینے کی وجہ سے معاہدہ ٹوٹنے کے قول کے مطابق ہے یا مطلق ہے؟

**جواب:** مطلق ہے اگر ہم معاہدہ کے نقض کے قائل نہ ہوں تو اس صورت میں اس لئے ہے کہ یہ حد و حد میں سے ایک حد ہے اور حد تو یہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتا اور جن فقہاء نے یہ کہا ہے کہ یہ تو بہ کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے تو وہ مسلمان کے حق میں ہے۔ کیونکہ اس کی تو بہ صحیح ہے۔ باقی کافر کے حق میں ساقط نہیں ہو سکتا اسلئے کہ یہ اسلام کے منافی ہے۔ اور اگر ہم اس کی وجہ سے معاہدہ ٹوٹنے والا قول اختیار کر لیں جو کہ صحیح ہے تو پھر اس گستاخ کا قتل یا تو بطور حد کے جرم سابق کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ زنا سابق کی وجہ سے رجم کیا جاتا ہے۔ اور یا اس کا قتل اس قیدی کی قتل کی طرح ہے کہ مصلحت اس کے قتل میں ہو۔ دونوں صورتوں میں کفر کے ہوتے ہوئے اس کی تو بہ مفید نہیں۔

**اعتراض:** اس کو اپنے ملک یعنی جہاں اس کو امن حاصل ہو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟

**جواب:** معاذ اللہ گستاخ ذمی کو اس کے ملک اور علاقے بھجوانے کا قول بعض فقہاء کا ہے۔ اور یہ قول ضعیف بھی ہے۔ لیکن اس قول کو اس صورت پر حمل کیا جائے گا جب ذمی کا عہد توڑنا ایسے امور کی وجہ سے ہو جس سے مسلمانوں ایسا ضرر لاحق نہ ہو اس ذمی کے قتل کو واجب کرتا ہو تو اس وقت یہ دیگر حربی کافروں کی طرح ہو جائے گا کہ اس نقض عہد کا نقصان صرف اس کی ذات کو ہوگا۔ اور کفر کے علاوہ اس کا کوئی جرم نہ ہوگا اور کفر اصلی قتل کو واجب نہیں کرتا ہے۔ اور مقاتلہ یعنی لڑائی کو لازم کرتا ہے۔ جس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے اور مصلحت ہے۔ اور عہد کا



توڑنا ایسے امور کی وجہ سے جس میں ضرر عام ہو جیسے نبیؐ کو گالی دینا مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرنا یا اس طرح دیگر مفاسد عامہ کا ارتکاب کرنا جس سے مسلمانوں کے دل غصہ سے بھڑک اٹھے۔ اور جس سے بے وقوفوں اور لٹھدین کو جرأت ہو سکے اور کمزور لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہو پس اس کی وجہ سے قتل کرنا زواج میں سے ہے۔ جو حدود میں مشروع ہے۔ تاکہ اس کا ضرر سرایت نہ کرے اور دوسرے اس بات میں اس کی مشابہت اختیار نہ کریں تو اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں۔ خواہ وہ امن کی جگہ میں ہو یا غیر امن کی جگہ میں ہو تو ہم اس کو امن کی جگہ کی طرف لوٹنے کی کیسے قدرت دے سکتے ہیں

جبکہ ہم پر اس کا قتل متعین ہو چکا ہے۔ تو اس کی حالت جدا ہے اس محارب کی حالت سے جس کا نقصان ہمارے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنی طاقت اور شوکت سے اپنی دفاع کر رہا ہے تو جب اس کا نقصان ہمارے ہاتھوں میں ہے تو ہم اس کو قتل کریں گے۔ اور یہ کتابت جس کا ضرر ہم تک متعدی ہے یہ ہمارے ہاتھ میں ہے تو پھر ہم اسے کیوں نہ قتل کریں۔ حضور ﷺ کی زندگی ٹوٹنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کفار کا ضرر عام ہو ان کو معاف نہیں کیا جائے گا جیسے نبی ﷺ کو برابر اہل کفر وغیرہ جیسا کہ نضر بن حارث کا قتل اور ابو عزیہ کا قتل اور ان کے علاوہ کا قتل۔ اور احسان اس پر کیا جاتا ہے جس کا کفر کے علاوہ کوئی اور گناہ اور جرم نہ ہو اور کفر کی سزا جہنم کی آگ ہے قیامت کے دن کیونکہ دنیا میں گناہوں کی سزا نہیں دی جاتی بلکہ یہاں تو ان گناہوں سے زواج مشروع کئے گئے ہیں جن کے مفاسد عام ہوں یا ان زواج میں کسی مصلحت کا حصول ہو اور کفر کی سزا دار آخرت تک مؤخر کی گئی ہے

### اعتراض:

ہمارے علماء نے مطلقاً ذکر کیا ہے کہ اگر ذمی اپنا عہد توڑ دے تو اس کو مقام امن تک پہنچایا جائے گا اور اس کو مقید نہیں کیا ہے جیسا کہ آپ نے کیا ہے؟

**جواب:** ہمارے ہاں فقہاء دلیل قائم ہونے کے بعد مطلق کو بھی مقید کر دیتے ہیں۔ اور یہ قول زیادہ سے زیادہ اگر تسلیم کیا جائے تو ایک ضعیف قول ہے۔ اور صحیح قول اس کے خلاف ہے۔ اب ہم

ذکر کریں گے جو فقہانے کہا ہے اس آدمی کے بارے میں جس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور وہ دو قسم پر ہے  
**پہلی قسم:**

وہ آدمی امام کے قبضہ میں ہو اور لڑائی کیلئے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی اس کے پاس کوئی طاقت ہو۔  
 اس جیسے شخص کا عہد امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ جب  
 وہ ایسے کام کا ارتکاب کرے جن سے عہد ٹوٹ جاتا ہے جسکو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے  
 بارے میں ہمارے علماء کے دو قول ہیں۔ کہ آیا اس کو مقام امن تک پہنچایا جائیگا یا نہیں؟  
 ایک قول یہ کہ اس کو مقام امن تک پہنچایا جائیگا کیونکہ وہ دارالاسلام میں امن کے ساتھ  
 داخل ہوا ہے تو اب اس کو مقام امن تک پہنچایا جائے گا۔  
 اس شخص کی طرح جسکو بچنے نے امن دی ہو۔

دوسرا قول یہ ہے جو کہ صحیح قول ہے وہ یہ کہ اس کو مقام امن تک نہیں پہنچایا جائے گا بلکہ  
 امام وقت کو اختیار ہے اس شخص کے بارے میں جس کا عہد ٹوٹ گیا ہے کہ اس کو قتل کرے یا غلام  
 بنا لے یا احسان کر کے چھوڑ دے یا فد یہ لے کر چھوڑ دے۔

حربی قیدی کی طرح یہی امام احمد سے مشہور ہے۔ اور ان سے ایک روایت یہ ہے کہ قتل  
 کر دیا جائے گا۔ اور انہوں نے استدلال کیا ہے حضرت عمرؓ نے ایک یہودی کو پھانسی دی تھی جس  
 نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ بدکاری کی تھی۔ امام احمد سے پوچھا گیا کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ  
 پھانسی کے ساتھ قتل بھی کیا جائے تو فرمایا کہ اگر آدمی حضرت عمرؓ کی حدیث پر عمل کرے تو۔ گویا کہ امام  
 احمد نے اس کو برا نہیں سمجھا۔ مہتا کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے اس یہودی یا نصرانی کے بارے  
 میں پوچھا جس نے کسی مسلمان عورت کے ساتھ بدکاری کی ہو تو امام احمد نے فرمایا کہ اسے قتل  
 کر دیا جائے گا تو میں نے سوال دوبارہ دہرایا تو انہوں نے وہی جواب ارشاد فرمایا تو میں نے کہا کہ  
 لوگ تو اس کے علاوہ کوئی اور بات کرتے ہیں؟ امام نے پوچھا کیا بات کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ  
 وہ کہتے ہیں کہ اس شخص پر حد ہے فرمایا نہیں لیکن قتل کیا جائے گا۔ تو میں نے کہا کہ اس کے بارے  
 میں کچھ منقول ہے؟ فرمایا ہاں حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے قتل کا حکم دیا تھا۔



کرنے بعد ان کو قتل کیا تھا۔ پس اس کو یا مقام امن تک پہنچانے والے قول کے ضعف پر دلیل بنایا جائے گا یا اس بات پر کہ اس قسم میں یہ قول جاری نہیں ہوتا پس جہاں بھی وہ محارب بنے دارالاسلام میں یا دارالحرب جانے کے بعد جب وہ گرفتار ہو جائیں تو امام وقت کو اختیار ہوگا جیسا کہ ان کے علاوہ قیدیوں کے بارے میں اختیار ہوتا ہے۔ قتل، احسان، فدیہ، غلام بنانا یہ جمہور کا مذہب ہے اور جب وہ جزیہ ادا کرنے لگیں تو ان سے جزیہ قبول کر لیا جائیگا اور ان کو دوبارہ ذمی بنایا جائے گا کیونکہ شام کے اہل کتاب کے معاہدہ توڑنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ان کو دوبارہ اور سہ بارہ ذمی بنایا تھا لیکن کیا جزیہ پر رضامند ہونے کے بعد ان کو ذمی بنانا ضروری ہے جیسا کہ ابتداء ضروری ہوتا ہے یا ضروری نہیں؟ بلکہ صرف جائز ہے کیونکہ ان سے غداری سرزد ہو چکی ہے قول اول صحیح اور ثانی میں شبہ ہے ثانی کے لئے استدلال کیا گیا ہے نبی ﷺ کا بنو نضیر کے جلا وطن کرنے اور بنو قریظہ کو قتل کرنے سے اور ان سے جزیہ قبول نہیں کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے جزیہ دیا ہی نہیں تھا اور ہم پر ان کی راہنمائی جزیہ کی طرف ضروری نہیں ہے۔ اور مالکیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ جو شخص عہد توڑ دے اور دارالحرب سے مل جائے اور پھر قید ہو جائے تو وہ مال فئی ہے۔ اس کو غلام بنایا جائے گا نہ کہ ذمی قرار دیا جائے اور امام احمد سے ایک روایت ہے کہ جو عہد توڑ دے اور دارالحرب چلا جائے اور پھر قید ہو جائے تو اس کو دوبارہ ذمی قرار دیا جائے گا۔ اور غلام نہیں بنایا جائے گا تو اس قول کے مطابق اس کو ذمی قرار دینا واجب ہے لیکن یہ قول بعید از صحت ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے بنو قریظہ اور خیبر کے قیدیوں کو قتل کیا تھا لیکن ان کو جزیہ ادا کرنے کی دعوت نہیں دی تھی اور ظاہر یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ ان کو جزیہ کی طرف دعوت دیتے تو وہ ضرور قبول کرتے تو یہ اختیار پر دلیل ہے۔ اور معاہدہ توڑنے والے پر احسان کرنے کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے زبیر بن باطا قرظی، ان کے اہل اور مال ہبہ کر دیا تھا ثابت بن قیس بن شماس کو اس شرط پر کہ ان کو حجاز میں بسائے اور یہ یہود کا حجاز میں بسنے کی حرمت اور ان کے اخراج کے وجوب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اور یہ آدی بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا اس مقام پر ہم مقصود سے نکل چکے ہیں لیکن ان باتوں کا مقصود یہ ہے کہ گستاخ رسول ﷺ جب تک کفر پر قائم ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور گالی کی وجہ سے قتل کا حکم اس پر جاری ہوگا۔ اور اس پر احسان کر کے

چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے جن قیدیوں کا یہ جرم تھا ان پر کبھی احسان نہیں کیا اور کرتے تو یہ ان کا حق تھا لیکن ہمیں ان کا حق ترک کرنا جائز نہیں۔ یہ حکم اس کے کفر پر قائم رہنے تک ہے۔ اور اس مسئلہ میں طول کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں سوائے ایک قول ضعیف کے جس پر عمل اور اعتماد جائز نہیں ہے۔

## چٹھی فصل

اس کستاخ رسول ﷺ کے بارے میں جو اسلام قبول کر لے:

چٹھی فصل اس بارے میں ہے کہ گستاخ رسول اگر مسلمان ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے تو اس بارے میں مذاہب ثلاثہ کا اختلاف ہے امام مالک سے اس بارے میں دو مشہور روایتیں ہیں کہ اسلام کی وجہ سے قتل ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ مسلمان گستاخ کے بارے میں مالکیہ کا قول قتل کے عدم سقوط کا ہے۔ اور حنابلہ کے ہاں گستاخ کی توبہ کے بارے میں تین روایات ہیں۔

(۱) مطلقاً قتل کیا جائے (۲) مطلقاً قتل نہ کیا جائے (۳) یہ ہے کہ اگر گستاخ ذمی ہے تو اس کی توبہ اسلام کے ساتھ مقبول ہے۔ اور اگر گستاخ مسلمان ہو تو اور گستاخی کے بعد اسلام قبول کر لے تو اسکی یہ توبہ مقبول نہیں۔ لیکن مشہور قول حنابلہ کا مطلق عدم قبول کا ہے، اور شوافع کے نزدیک مشہور قول کے مطابق مطلقاً توبہ مقبول ہے۔ (یعنی ذمی ہو یا مسلمان ہو) جیسا کہ پہلے تحریر کر چکا ہوں۔

مالکیہ اور حنابلہ کے قول سے تجھ پر یہ بات واضح ہو چکی ہوگی کہ ذمی گستاخ جب اسلام قبول کر لے تو اس سے قتل ساقط کرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت مسلمان گستاخ کے جب وہ دوبارہ اسلام قبول کر لے۔ اور اس کا سبب وہ ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مسلمان کا قتل دو وجوہ سے ہے۔ (۱) ایک زندقہ (۲) آدمی کا حق ہونا پہلے کا ماخذ یہ ہے کہ زندقہ اس شخص میں پایا جاتا ہے جو کفر چھپائے اور اسلام ظاہر کرے۔ اور مسلمان سے گالی کا صدور اس پر دلالت کرتا ہے۔ برخلاف کافر کے کہ وہ تو اس کا برملا اظہار کر رہا ہے تو اس کے حق میں تو صرف یہ

بات رہ جاتی ہے کہ یہ آدمی کا حق ہے اور دین میں طعن ہے اسی وجہ سے کافر سے قتل ساقط ہونے کے قائلین مسلمان سے قتل کے ساقط ہونے کے قائلین سے زیادہ ہیں۔ اور کبھی اس کا عکس کیا جاتا ہے۔ اور اس کی نسبت اس طرف کی جاتی ہے کہ کبھی مسلمان سے گستاخی کا صدور کبھی غلطی اور سبقت لسانی سے بھی ہو جاتا ہے۔ برخلاف کافر کے اس کی حالت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس سے گستاخی کا صدور عقیدہ اور قصداً ہوا ہے۔ لیکن فقہاء نے دو جگہوں میں لفظ کو دیکھا ہے میری عمر کی قسم جب یہ دونوں جگہوں میں ظاہر ہو جائے اور قرآن اس پر دلالت کرے کہ اس کا صدور غصہ کی وجہ سے اور جلد بازی کی وجہ سے ہوا ہے اور شیطانی وسوسے نے اس کو ابھارا ہے چاہے یہ کہنے والا مسلمان ہو یا کافر ہو تو اس صورت میں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قتل ساقط ہونا قوی ہوگا۔ خاص کر کے جب قرآن سے معلوم ہو کہ یہ صحیح اسلام ہے تقیہ نہیں۔ اور اگر قرآن سے معلوم ہو کہ یہ اس نے باقاعدہ قصد و ارادہ سوچ و فکر کے ساتھ کہا ہے تو یہاں اسلام لانے کے باوجود اس کی توبہ قبول نہ ہونا قوی ہوگا۔ اور اس کو قتل کیا جائے گا۔ خاص کر کے جب قرآن سے یہ بھی معلوم ہو کہ اسلام سے اس کا مقصد تقیہ کرنا اور قتل سے بچنا ہے۔ لیکن ہم اس پر قتل کا فیصلہ کرنے پر قادر نہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ امام شافعیؒ کے قول مشہور کے خلاف ہے اور دوسری وجہ یہ ہے جو ہم مسلمان کے توبہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں۔ پس جو بات وہاں اس سے قتل کے ساقط ہونے یا قتل میں توقف کرنے پر دلالت کر رہی ہیں تو یہاں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہوگی۔ اور اس کو ہم فصل اول میں مسئلہ اولیٰ میں ذکر کر چکے ہیں باقی یہاں ہم جس مسئلہ میں تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہے اللہ کو گالی دینے کے بعد اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قتل کا ساقط ہونا جس میں اختلاف ہے اور اس کی بنیاد بھی وہی دو ماخذ ہیں اگر ہم اس کی علت زندقہ بیان کریں تو قتل ساقط نہ ہوگا اور اگر ہم اس کی علت حق آدمی بیان کریں تو قتل ساقط ہو جائے گا۔ اور آپ ﷺ کے حق میں اس کی علت کے بارے میں چند امور تحریر کئے جاتے ہیں

(۱) گالی اور گستاخی کے زندقہ پر دلیل ہے۔

(۲) دین میں طعن کرنا

(۳) یہ بندے اور آدمی کا حق ہے

(۴) طبائع کفار اس کی طرف

داعی ہوتے ہیں لہذا اس کے روک تھام کیلئے سزا شروع ہوگی جو کہ قتل ہے جیسا کہ زنا کیلئے اور یہ سزا اسلام سے ساقط نہ ہوگی

پہلی بات مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے چوتھی بات خاص ہے کافر کے ساتھ حق نبی ﷺ میں نہ کہ حق اللہ میں۔ جب آپ یہ سمجھ گئے تو اللہ کو گالی دینے والا جب اسلام قبول کرے تو اس سے قتل ساقط ہونے کے کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ آپ انہی باتوں پر منطبق کریں۔ جس نے علت طعن فی الدین نکالی ہے تو وہ کہتا ہے کہ قتل ساقط نہ ہوگا۔ اور جس نے علت حق آدمی نکالی ہے وہ کہتا ہے کہ ساقط ہو جائے گا۔ اور جس نے علت زندقہ نکالی ہے تو وہ کہتا ہے کہ کافر سے ساقط ہوگا نہ مسلمان سے۔ اور جس نے علت یہ ذکر کی ہے طبع کافر اس کا تقاضا کرتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ ساقط ہو جاتا ہے اس لئے کہ اللہ کو گالی دینے کی طرف کسی کی طبیعت بھی داعی نہیں ہوتی۔ یہ تمام اقوال ان لوگوں کے ہاں ہیں جو اسلام کے بعد بھی قتل کے قائل ہیں۔ اور ہم تو کسی مسلمان کے قتل کرنے کی جسارت نہیں کر سکتے سوائے ان تین باتوں کے جو حدیث میں مذکور ہے اور ہم صبر کریں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل جائے جو رازوں کو جاننے والا ہے پھر اللہ جو چاہے اس کے ساتھ برتاؤ کرے۔

یہ اس شخص کے بارے میں ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسکی حالت اچھی ہو جائے اور قرآن اس کے باطن کی سچائی پر دلالت کرتے ہوں اور یہ کہ جو اس سے صادر ہوا تھا وہ بغیر غور و فکر کے تھا اور جس کے حالات اور قرآن اس کے برخلاف دلالت کر رہے ہوں اس کے برے عقیدے اور کلمہ شہادت سے مقصود تقیہ ہو تو اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا اور میری رائے اس کے بارے میں توقف کی ہے۔ اگر کسی حاکم نے اس کو برداشت کیا تو اس کا حساب اس پر ہوگا یا اس کا اجرا ہی کیلئے ہوگا۔ اور میں سلامتی پر رضامند ہوں اور اللہ سے کسی مسلمان کے خون کے ساتھ نہیں ملنا چاہتا اور نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق کو ساقط کرنے کے ساتھ ملنا چاہتا ہوں مگر یہ کہ اس کے بعد مجھے ایسا علم حاصل ہو جائے جو اس کے یقینی قتل یا یقینی ترک قتل

کا تقاضا کرے کیونکہ میں ہر وقت زیادہ علم کے انتظار میں ہوتا ہوں اور میرا مقصود اس تصنیف سے گستاخ رسول ﷺ کا قتل ہے جب تک کہ وہ اسلام قبول نہ کرے خواہ پہلے سے کافر ہو یا مسلمان اور اس کا قول کو باطل کرنا ہے کہ باوجود کفر کے اس کو زندہ رکھا جائے گا۔

یہاں اس بات پر بھی تنبیہ ضروری ہے کہ گالی و گستاخی کی وجہ سے قتل کو اگر ہم حدود اللہ میں سے شمار کریں تو پھر چاہئے کہ اس پر وہ احکام جاری ہوں جو احکام زنا پر جاری ہوتے ہیں اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ جب وہ عراق میں تھے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ذمی جب زنا کرے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اور ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ اس سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ تو چاہئے کہ ذمی جب گستاخی کرے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس سے قتل کے سقوط کے بارے میں یہی اختلاف ہو۔ اور اگر ہم کہیں کہ حقوق العباد میں سے ہے اور بندے کا حق ہے تو پھر قتل کرنا ظاہر ہے۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ اس کا قتل کفر کی وجہ سے ہے تو پھر اسلام سے قتل ساقط نہیں ہو جاتا ہے۔ اور اس بارے میں میں نے ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمہ کی تصنیف جس کا نام (انصار المسلمو) علی شاتم الرسول ﷺ ہے دیکھی۔ انہوں نے اسلام کے بعد اس کے قتل پر ستائیس طریقوں سے استدلال کیا ہے۔ اور اس بارے میں انہوں نے تفصیلی اور عمدہ بحث کی ہے۔ اور کتاب مجلد شکل میں ہے لیکن اسلام کے بعد قتل کرنے میں اس کی موافقت پر مجھے شرح صدر نہیں ہے لیکن یہ محل اجتہاد ہے پس اگر کسی عالم کا اس پر شرح صدر ہو جائے تو اس قول کو اپنانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ تقلید و اجتہاد کی بنیاد شرح صدر پر ہے۔ اور مجھے اس بارے میں شیخ ابو فتح محمد بن علی بن وہب قشیری جو ابن دقیق العید سے مشہور ہیں کا فتویٰ پسند آیا جو میں نے ان ہی کی طرف سے لکھا ہوا دیکھا کہ ان سے مذاہب کی تقلید کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ یہ جائز ہے اور اس بارے میں کیا ضابطہ ہے؟ تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ اس بارے میں ضابطہ میرے نزدیک دو چیزیں ہیں (۱) ایک یہ کہ جس مسئلہ میں آپ جس مذاہب کی تقلید کر رہے ہیں اس مسئلے میں کوئی نص صحیح نہ ہو۔ (۲) اس کو اس پر شرح صدر ہو۔ دینی احکام میں سستی کی غرض سے نہ ہو۔ پس جب یہ دونوں شرائط پائی جائیں تو تقلید جائز ہے۔ واللہ اعلم



لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول  
كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم و انتم لا تشعرون

ترجمہ: مت بلند کرو اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے اور مت پکارو پیغمبر کو اس طرح جس  
طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو

# حُرمتِ رسول ﷺ

ترجمہ  
السيف المسلول  
على من سب الرسول ﷺ

تالیف

الشیخ تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکیؒ

ترجمہ و تلخیص

مولانا محمد ولی اکرم استوری (فاضل دیوبند، نائین کرچی)

مدیرین: جامعہ دارالسنی اسلامی آباد

آئینہ مضامین

مسلمان آپ ﷺ کی توہین کرے تو اس کا حکم

کیا گستاخِ رسول کی توہینوں ہے؟

کیا گستاخِ رسول سے توہین کی جائے گی؟

فرسٹ آپ ﷺ کی توہین کرے تو اس کا حکم

کیا گستاخِ رسول کی توہین پھر اسلام کے قول ہے؟

گستاخِ رسول جب اسلام قبول کرے تو اس کا حکم

قرآن سننا اور علماء کے اقوال سے دلائل

فائبر: جامعہ دارالہدیٰ، پوربیلہ، ضلع نیشنل اسلام آباد

0322-5157404

0321-5120043